هِدَایَۃُ النِّسَاءِ

مصنفہ

والدہ صاحبہ مرحومہ محمد سعید صاحب بن سید محمد میر صاحب وکیل

ہائیکورٹ گورنمنٹ نظام و ممالک متحدہ آگرہ و اودہ

جسکو

محمد سعید صاحب موصوف نے کاغذات پارینہ سے جمع کرکے بنظر فائدہ

خاتونان ہندوستان و بطور یادگار مصنفہ مرحومہ

طبع کرایا

لَا تَنقُطُوا الدُّرَّ یَنتَثِرُ عِقدُہُ ؛ لِیَعُودَ اَحسَنَ فِی النِّظَامِ وَاَجمَلَا

نہو یوں ملول شکستہ بکھر گئی ہیں اگر یہہ موتی ؛ زیادہ تر حسن و عمدگی سے گوندینگی بار دیگر یہہ موتی

صرف ٹیٹل ہذا مطبوعہ مطبع فخر نظامی

بسم اللہ الرحمن الرحیم

دیباچہ و حالات مصنفہ

میری والدہ نے جنکا انتقال ۲۰ جمادی الاول سنہ ۱۳۰۶ھ مطابق ۳۱ جنوری سنہ ۱۸۸۹ء کو ہوا۔ مجھکو چھوٹی عمر کا چھوڑا تھا۔ اور میرے تین بھائی مجھ سے بڑے سید احمد سعید اور مجھ سے چھوٹے سید محمود احمد و سید مسعود احمد ہین جنکو اور تین بہنو کو بھی چھوڑا۔ بعدہ مجھکو میرے والد نے معہ میرے بڑے بھائی سید احمد سعید کے سنہ ۱۸۹۱ء مین سینٹ جارج کالج منصوری مین تعلیم کے واسطے داخل کر دیا وہان میری تعلیم ہوئی۔ دسمبر سنہ ۱۹۰۲ء مین مینے کالج کا فائنل یعنی آخری امتحان پاس کیا پھر علیل ہو گیا ابتک یہہ تجویز نہین ہوئی ہے کہ مجھکو کس صیغہ ملازمت یا تجارت کیواسطے تیار ہونا ہے نا طاقتی کی وجہہ سے ڈاکٹرون نے تجویز کی ہے کہ مین یکسال تک لکھنے پڑہنے کو چھوڑ دون۔ اب اس خالی زمانہ مین اور دہلی کی گرمی سے بچنے کیواسطے مین اپنے والد کے ساتھہ حیدر آباد دکن آیا۔

یہان ردیون مین جو کتب قانونی کے بکس مین کتابون کی حفاظت کیواسطے میرٹھ سے آئی تھین ایک کاغذ میری والدہ کے ہاتھہ کا لکھا ہوا ملا جسکو مین نے فرط محبت سے بہت

عزیز سمجھا اور اپنے پاس بطور اپنے والدہ مرحومہ کی یادگار کے رکھنے کا قصد کیا اوسکو پڑھا

تو معلوم ہوا کہ یہہ ایک کتاب کا سلسلہ ہے جو اونہون نے کسی زمانہ مین لکھنی شروع کی تہی

تب مین سنے تمام ردیون مین تلاش کی تو بہت سے اوراق پریشان ملے فوراً مین نے اپنے

والد کے منشی کو جو بیرسٹر مین ہین اور جنہون نے کتب قانونی بہیجی تھین لکہا کہ اور جسقدر

اوراق ملین اون کو بہت احتیاط سے بہیجدو چنانچہ اونہون نے تلاش کرکے بہت سے اوراق بہیجے اونکو

مین سنے ترتیب دیا تو ایک نہایت ضروری اور مفید کتاب معلوم ہوئی مگر اکثر مقامات مین

ناتمام ہے تاہم جسقدر کہ وہ موجود ہے اونکی اغراض پورا کرنیکے واسطے کافی ہے لہذا مین نے

یہہ ارادہ کیا کہ بطور یادگار اپنی والدہ مرحومہ کے طبع کرادون تاکہ جو اونکی غرض رفاہ عام تہی

وہ پوری ہو جائے اور ایک اونکی یادگار قایم رہے اسلئے اوسکو طبع کراتا ہون۔ اور پڑہنے

والون سے التجا کرتا ہون کہ میری والدہ مرحومہ کیلئے دعائے مغفرت کرین

اس دیباچہ مین مجہکو ضرور معلوم ہوتا ہے کہ مختصر حالات اپنی والدہ موصوفہ کے لکھون

تاکہ میری والدہ کی آیندہ نسل اون کی حالات سے واقف رہے۔

میری والدہ حاجی محمد علیم اللہ خانصاحب ابن مولوی عزیز اللہ خانصاحب مرحوم کی بڑی

دختر تھین۔ ان کا خاندان دہلی مین ابتک ممتاز اور معزز ہے۔ حاجی محمد علیم اللہ خانصاحب

کے چہوٹے بہائی مولوی محمد سمیع اللہ خانصاحب دام ظلہ۔ سی۔ ایم۔ جی۔ موجود ہین خدا

اون کو قایم رکھے۔ اور اون کے بڑے صاحبزادے مولوی محمد حمید اللہ خانصاحب نواب

سربلند جنگ ہائیکورٹ نظام کے جج ہین اور چہوٹے صاحبزادے مولوی محمد مجید اللہ خانصاحب

بیرسٹر ہیں - میرے نانا حاجی محمد علیم اللہ خانصاحب کے حقیقی چچازاد بہائی منشی محمد امین اللہ خانصاحب عرف منشی امّو جان اور بخشی انعام اللہ خانصاحب و مولوی فضل اللہ خانصاحب تھے - جو ریاست الور میں بڑے معزز اور اعلی ترین عہدہائے جلیلہ پر ممتاز تھے بخشی انعام اللہ خانصاحب کے صاحبزادے خان بہادر محمد اکرام اللہ خانصاحب ارا کین دہلی میں ہیں - حاجی محمد علیم اللہ خانصاحب کے صاحبزادے محمد حامد اللہ خانصاحب پنجاب میں انسپکٹر ڈاکخانہ جات ہیں -

حاجی محمد علیم اللہ خانصاحب میرے نانا درویش صفت اور حضرت مولانا شاہ محمد سعید صاحب قدس سرہ کے خلف الرشید جناب شاہ عبد الغنی صاحب مہاجر کے خلیفہ تھے -

میری والدہ مرحومہ ۱۸۵۶ء میں بمقام دہلی پیدا ہوئیں اور آٹھ سال کے عمر میں اپنے والدین کے ساتھ مکہ معظمہ سے مشرف ہوئیں - حضرت شاہ عبد الغنی صاحب کو اون سے بہت الفت تھی - اور اکثر اپنے پاس بٹھایا کرتے تھے اور سر پر ہاتھ پھیرا کرتے تھے حضرت نے بارہا اون کے واسطے دعا فرمائی کہ نیکبخت ہو اور خوش رہو حج سے واپس آنیکے بعد ۱۸۶۵ء میں میرے والد مولوی سید محمد میر صاحب وکیل ہائیکورٹ دام ظلہ العالی سے اونکی نسبت قرار پائی - اگرچہ میرے دادا جناب سید محمد میر بادشاہ صاحب مغفور اور میرے نانا صاحب جناب مولوی حاجی محمد علیم اللہ خانصاحب مرحوم میں بہت اتحاد تہا لیکن جناب مولوی محمد سمیع اللہ خانصاحب دام ظلہ سے بدرجۂ غایت محبت تھی ایک ہی ساتھ قانون یاد کیا تہا اور ساتھ ہی امتحان دیا اور ساتھ ہی کامیاب ہوے اور ساتھ ہی وکالت شروع کی اور ساتھ ہی منصف مقرر ہوئے پھر ساتھ ہی دونوں صاحب تخفیف میں

علیحدہ ہوئے اور دونوں نے وکالت شروع کی۔ مولوی محمد سمیع اللہ خانصاحب قبلہ نے
صدر دیوانی آگرہ مین اور میرے داداصاحب مرحوم نے میرٹھ مین۔

اس یگانگیت کے سوا یہہ بہی تعلق تہا کہ میری دادی صاحبہ کے چچا نواب علی محمد خانصاحب
مغفور کی بیٹی مولوی محمد سمیع اللہ خانصاحب کو منسوب ہتین۔ اون مین اور میری دادی صاحبہ
مین بہی بہت ہی محبت تہی اسوجہہ سے میری والدین کے عقد کے قرارداد مین زیادہ تر جذبہ
الفت تہا اگرچہ نسبت کا قرارداد سنہ ۱۸۶۵ء مین ہوا مگر سنہ ۱۸۷۴ء تک عقد نہین ہوا اور اوسکی وجہہ
غالبًا یہہ تہی کہ میرے والد کو یہہ منظور تہا کہ جب وہ نوکر ہوجاوین یا خود کوئی کام کرنے لگیں تب عقد ہو
جب سنہ ۱۸۷۴ء مین میرے والد نے وکالت کے امتحان مین کامیابی حاصل کری اور چہہ سات مہینے
کام کرلیا اور اندازہ ہوگیا کہ وہ خود اپنے اور اپنی عیال کے اخراجات کا بار اوٹہا سکینگے تو شروع
سنہ ۱۸۷۵ء مین کدخدائی کی۔ اور جنوری سنہ ۱۸۹۵ء تک میری والدہ زندہ رہین پہر ہم سب کو چہوڑ کر
انتقال فرمایا۔

مجہکو اپنی والدہ کی نیکو خصائل بیان کرنیکی کچہہ ضرورت نہین تہی اونکی اس کتاب سے بخوبی اندازہ
ہوسکتا ہے کہ جو ایسی ایسی نصایح اوروں کو کرے وہ کیوں اونپر عمل کرنیوالی نہ ہوگی اور اسیکا
نتیجہ تہا کہ جبتک میری والدہ مرحومہ زندہ رہین کسی نے نہ سُنا اور نہ دیکہا کہ کبہی ایک منٹ کیواسطے بہی
میری والدین مین نااتفاقی یا رنجش ہوئی ہو۔ مین نے دادی صاحبہ اور پہوپہیون سے سُنا ہے کہ
وہ سب سے اسیطرح محبت کرتی ہتین جیسے اپنی حقیقی والدہ اور بہنوں سے اور یہی حال اون سبہون
کا اونسے محبت کرنیکا تہا۔ اب تک کہ پندرہ سولہ برس اونکے انتقال کو ہوگئے ہین جب دادی

اور پھوپی سے اونکا ذکر ہوتا ہے یا وہ ذکر کرتی ہوں تو رونے لگتی ہیں۔ میں نے سُنا ہے کہ وہ اکثر یہہ قطعہ پڑہتی تہیں۔

یاد داری کہ وقت زادن تو | ہمہ خندان بوو ند تو گریان
آن چنان زی کہ بعد مردن تو | ہمہ گریان بوند تو خندان

اللہ تعالی نے اونکے اس خیال کو پورا کیا کہ زچگی کی حالت میں جمعرات کے دن اونکا انتقال ہوا۔ دہلی دروازے کے باہر مہندیوں میں حضرت شاہ عبدالعزیز رحمۃ اللہ علیہ کے مزار کے برابر اوسی احاطہ میں جہاں حضرت مولانا شاہ عبدالعزیز صاحب محدث دہلوی دفن ہیں دفن ہوئیں۔ اور ہمارے اعتقاد کے موافق وہ شہیدوں میں داخل ہوئیں اور یہہ خود دیکھتی ہیں کہ اون کی نیکیوں اور خوبیوں کو یاد کرکے سب روتی ہیں اور اس حدیث شریف کے موافق جو میری والدہ نے اس کتاب میں لکہی ہے ایما امراۃ ماتت وزوجھا عنھا راض دخلت الجنۃ یعنی جو عورت اسطرح مری کہ اوسکا شوہر اوس سے ہر طرح پر خوش ہو وہ داخل ہوگی جنت میں۔ میرا یقین ہے کہ وہ جنت کی ہوا کہاتی ہیں۔ میرے والد ماجد ہمیشہ فرمایا کرتے ہیں کہ ابتدا سے آخیر وقت تک کبہی مجہکو ناخوش ہونیکا موقع نہیں دیا مجہکو ہمیشہ راضی اور خوش رکہا۔

میری والدہ کی عادات مخصوصہ جنکا علم مجہکو اپنے والد اور دادی صاحبہ کے ہوا یہہ تہیں۔ کبہی بلند آواز سے بات نکرتی تہیں یہانتک کہ اگر کسی کام کو ماما کے بلانیکی ضرورت بہی ہوتی تہی تو پکار کر نہیں بلاتی تہیں وہ کام خود کرلیتی تہیں یا انتظار میں اتنی دیر تک بیٹہی رہتی تہیں کہ وہ خود آجاوے تو آہستگی سے اوس سے کہدیں اگر والد کہانا کہاتے وقت ماما کو گرم چپاتی لانیکے

واسطے پکارتی تو منع کرتین کہ آہستگی سے کہا وابھی آجائیگی۔

کبھی قہقہہ مار کر یا بلند آواز سے نہین ہنستی ہتین مگر چہرہ ہمیشہ خوش مسکراتا ہوا رہتا تہا۔
نہایت مستقل مزاج تھین بچون کے تیمارداری مین ہمہ تن مصروف ہوجاتی ہنین مگر پریشان نہین ہوتی ہتین
میرٹھ کے کوٹہی مین جب رہتی ہتین تو جو کمرے زنانے تھے مہینون تک اونکی چھت کے نیچے
سے نہین نکلتی ہتین اور جب دہلی مین آتی ہتین تو مکان کی ایک سہ دری مین جو اونکے واسطے
مخصوص تہی رہتی ہتین اور جب کوئی بلاتا تہا تو دوسرے حصہ مکان مین جاتی ہتین۔
بچے اگر آپس مین لڑتے تھے یا شرارت کرتے تو بہلا برا نہین کہتی ہتین بلکہ ماما کو بہجکر اون کو اپنے پاس بلالیتی
ہتین اور اون کے سامنے کہانیان اور قصص کہکر مصروف کرلیتی ہتین۔
ہر رنج اور غم کو نہایت صبر اور تحمل سے برداشت کرتین۔ ایک دفعہ اونکی ایک لڑکی دفعتاً
سخت علیل ہوئی تمام دن اوس کے پاس بیٹہی رہین اور خود علاج مین مصروف رہین اور اپنی والدہ
سے کہا کہ اور بچون کو دوسرے کمرے مین لیجاؤ۔ جب لڑکی کا انتقال ہوگیا تو مطلق نہ روئین
اور وہان سے بآہستگی و اطمینان اوٹہکر بچون کے پاس چلی آئین اور اپنی والدہ کو بہیجدیا کہ
انتظام کرو اور بچون کو لیکر بیٹہ گئین اور قصص کہنے لگین۔
بچون کے سامنے جو کہانیان کہتی ہتین اون مین اپنے بچپن اور کہیلنے کے حالات ہوتے
تھے یا اپنے خاندان اور رشتہ دارون یا شہر کے دیگر اشخاص کی اچھی اچھی باتین ہوتی ہتین۔
میری دادی صاحبہ فرماتی ہین کہ مجھسے اسقدر محبت کرتی ہتین کہ ایسی محبت اور ایسا خیال اپنی
بیٹیون کا بہی مین نے نہین دیکہا۔

جاڑون مین ہر سال مجھے کوئی نہ کوئی کپڑا خود سی کر یا سلوا کر بھیجتی ہتین اور کہتی ہتین کہ آپ کو ضرورت نہین مگر میرا جی چاہا کہ آپ پہنین اور جب مین میرٹھ مین جاتی تہی تو مجھکو سارے انتظام کا مالک کر دیتی ہتین اور خود مہمان بن جاتی ہتین۔

میرے والد ماجد فرماتے ہین کہ ایک خاص بات اونکی عادات مین یہہ تھی کہ جب مین باہر سے گہر مین آتا تہا تو لیکا یک کہڑی ہوجاتی ہتین یا بہت اصرار سے مجھکو بٹہاتی ہتین کبہی اسطرح سے اونہون نے بات نہین کی کہ خود بیٹہی رہین اور مین کہڑا رہون خود کہڑی ہوجاتی ہتین یا مجھے بٹہا لیتی ہتین۔

میرے کہانے اور کپڑون کا بہت خیال رکہتی ہتین۔ کہانیکو ہمیشہ کوئی نہ کوئی چیز تیار رہتی تہی اور اصرار سے کہلاتی ہتین۔ مذاق سے کہتی ہتین کہ بہو کے شریف سے ڈرنا چاہیئے۔ ہر مہینہ دو مہینہ مین خدمتگار سے سب کپڑے منگا کر دیکہتی ہتین اور نئے کپڑے بدل کر واپس بہیجدیتی ہتین۔ جو خراب یا پہننے کے لایق نہین رہتے تھے اون کو نوکرون مین تقسیم کر دیتی ہتین یا کرتے بچون کے کپڑے بنوا دیتی ہتین۔ اون کے انتقال کے بعد متعدد رضائیان اور راور پارچہائے پوشیدنی ایک بکس مین سے نکلے جو تین سال تک کافی ہوئے۔

میرے والد اونکی ایک خاص بات یہہ ہی کہتے ہین کہ جب مجھکو کسی بات پر غصہ آتا تہا وہ کسی نہ کسی طرح میرے کندہے پر ہاتہ رکھکر باتین کرتی ہتین۔ اس سے فوراً غصہ جاتا رہتا تہا یہہ سب باتین ایسی ہتین کہ جسکی وجہ سے چودہ برس اون کے اس گہر مین نہایت مسرت اور خوشی سے گذرے وہ خوش رہین اور سب کو خوش رکہا۔ خدا میری بہنوا ور

اور سب مسلمان لڑکیون کو توفیق دے کہ وہ اسی طرح گزارین یقین ہے کہ اللہ تعالی
نے آخرت مین اون کو خوش رکہا ہو۔

میرے والد نے اون کے انتقال کے بعد اپنی میرٹھ کے کوٹھی کے وسیع احاطہ مین
لب سڑک ایک نہایت خوش وضع مسجد مع چاہ و حجرون کے اون کی یادگار مین بنائی
جس کی محراب مین سنگ مرمر کے تختی پر یہہ قطعہ کندہ ہے۔

بہ بیست ہفتم ماہ جمادی الاولی — کہ سیزدہ صد و شش ہجری است سال شہیر
سفر گزیدہ از دار فنا بملک بقا — میان خلد محمد لنسا چو شد جاگیر
بیادگار وفاتش بہ نیت حسنات — نمود مسجد و چاہے بنا محمد میر
سروش غیب ندا زد بمیرزا خورشید — نظیر کعبہ ہمین غریب شد تعمیر

۱۳۰۶ ہجری

سید محمد ابن سید محمد میر صاحب
حیدرآباد دکن — جولائی ۱۹۰[illegible]ء۔

یا فتّاح

بسم اللہ الرحمن الرحیم

اعوذ باللہ من الشیطان الرجیم

سب سے پہلی ہر کام کے شروع کرنے مین خدا کی تعریف کرنیکا (اگرچہ وہ تعریف کا محتاج نہین ہے)
دستور ہے اور اچھا دستور ہے مگر خدا کی کیا کوئی تعریف کرسکتا ہے۔ تعریف کرنے مین وہی الفاظ کہی
یا کہیگا جو اوسکو معلوم ہونگے لیکن کتنے ہی بڑے سے بڑے الفاظ کہو یا لکہو خدا کی تعریف ادا نہین
ہوسکتی۔ خدا اون سب سے برتر اور بزرگ تر اور زیادہ قدرت والا ہے۔ یون تو خدا کی ساری مخلوقات
ہے مگر انسان کو سب سے اشرف بنایا ہے یہہ اوسکی رحمت اور اوسکا احسان ہے پہر اوس نے
انسان کو عقل و ہوش فہم و فراست نیک و بد سمجہنے کی قوت دی جس سے وہ ہر کام کو سوچ سمجہکر
کرسکتا ہے۔ اور جان سکتا ہے کہ ہر کام کا کیا نتیجہ ہوگا۔

خدا نے انسان کے آرام و آسایش کے واسطے حیوانات نباتات جمادات پیدا کئے
ایسی رحمت کا کیا کوئی شکر ادا کرسکتا ہے۔ پہر ہمارے سمجہانے اور سیدہا رستہ بتانے کو
پیغمبر بہیجے۔ جنہون نے اپنی ساری زندگی ہدایت کرنے مین صرف کی سب سے آخر مین اپنے

حبیب محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو بہیجا تاکہ ہمکو پوری ہدایت کریں اور ہمکو
اونکی امت مین ہونیکا شرف عطا فرمایا۔ خدا ہمکو ہدایت دے کہ ہم اللہ اور اللہ کے
رسول کی تابعداری کریں اور اون کے احکام پر چلین جس سے ہمارے دین و دنیا کی بہلائی ہو۔
محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے احکام اقوال و افعال سے ہمکو تمام باتین سکہائین ہمکو
بتایا کہ خدا کیا ہے وہ کیسا قدرت والا ہے وہ ایک ہے اوسکا کوئی شریک نہین وہ سب کچھ
کرسکتا ہے اوسکو اپنا مالک اور خالق سمجہو اوسکی رحمت کے امیدوار رہو اوس کے غضب سے ڈرو
اوسکی عبادت کرو جو کچھ مانگو اوسی سے مانگو سب اوس کے محتاج ہین۔
محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ہمکو اچہے کامون کے کرنیکی ہدایت کی برے کامون کے کرنے سے
منع فرمایا۔ ہمکو سمجہایا کہ تم پر ماں باپ شوہر۔ زوجہ۔ پڑوسیون وغیرہ کے کیا حق ہین اور
اپنی شریعت کا ایک کمل قانون ہماری ہدایت کے واسطے چہوڑا اوسپر چلنا ہمارا فرض ہے۔

خلاف پیمبر کسے رہ گزید ۔ کہ ہرگز بمنزل نہ خواہد رسید

اب مین اپنی بہنون سے عرض کرتی ہون کہ مجہکو اس چہوٹی کتاب کے لکہنے کی ضرورت
یہہ معلوم ہوئی کہ ہمارے ملکی زبان اردو مین ایسی کتابین نہین ہین جن سے باہمی تعلقات زن
و شوہر کی تعلیم لڑکیون کو دیجاوے اور ابتدا سے اُن کے دل پر ایسا اثر پیدا کیا جاوے
جو اون کی آیندہ زندگی آبارام اپنے شوہرون کے ساتہہ بسر کرنے مین مدد دے اور وہ اپنے
شوہرون سے خوش آیندہ الفاظ (بیٹرہاف) (Better half) یعنے اچہا نصف
سنی کی مستحق ہون۔ گہر کے گاڑی مین دو ہم رفتار اسپان یا نرگاوان کے موافق چلین

جہان ایک کی کمزوری معلوم ہو دوسرا زور لگا کر اوس گاڑی کو چلا وے۔ ایک دوسرے کا مددگار مونس۔ غمخوار۔ مشیر۔ رازدار ہو۔ اور اپنی زندگی خوشحالی اور ہنسی خوشی سے گذارے اون عیدزات شیرات ہو گو مرفع الحالی ہو یا افلاک ہو اتفاق مین اوسکا کچھ اثر نہ ہو۔ ہماری قوم مین خدا کا شکر ہے کہ ایسے تنازعات بہت کم ہوتے ہین بیشتر ہی اگر ہو جاتے ہین اور جو نہین ہوتے وہ زیادہ تر اون مجبوریون کی وجہ سے نہین ہوتے یا نہین ظاہر ہوتے۔ جو ہماری قوم کی رسم ورواج کی وجہ سے عورتون کے عارض حال ہین۔ لیکن مسرت حقیقی یہہ نہین ہے کہ مجبور ہو کر کسی کی اطاعت کرین بلکہ یہہ ہے کہ اطاعت کرنا اور خوش رہنا اور خوش رکھنا ہماری جبلی بات ہو۔ اس لئے ضرور ہے کہ لڑکیون کو تعلیم خانہ داری مین شوہرون سے برتاؤ کے طریقے بھی داخل کیجاوین اون کو کسی نہ کسی پیرایہ مین بتایا جاوے کہ شادی کے بعد تمہاری کس قسم کی زندگی شروع ہوگی۔ شوہرون کے ساتھہ برتاؤ کرنیکے تمہارے کیا فرایض خدا نے اور خدا کے رسول نے قرار دیئے ہین تمہارے اوپر کیا حقوق شوہرون کے ہین۔ تم کو اون کے ساتھہ کسطرح رہنا چاہیئے اور اون کی مرضی پر کسطرح چلنا چاہیئے تم کو اپنے شوہر کا اوس کے بزرگون اور عزیزون کا اوسکی عزت اور آبرو کا۔ اوس کے روپیہ اور مال کا خیال رکھنا چاہیئے اور تمہارا ایسا خیال تم کو تمہارے شوہر کے دل مین عزیز بنا دیگا اور وہ تمہاری زندگی کو اپنی زندگی کا سرمایہ سمجھیگا۔ مین ایک عورت ہون اور مین نے اپنے شہر مین اور جہان جہان مین رہی اور عورتین مجھہ سے ملین اور اون کے حالات دیکھے اور غور کیا کہ کیون یہہ خرابیان اون کے گھرون مین پڑین۔ تو معلوم ہوا کہ سارا قصور

اسکا سبب ہے کہ لڑکیون کو ایسی تعلیم نہین دیگئی جس سے اونکو اپنی حقیقت اور اپنے فرائض معلوم ہوتے اور اوس لحاظ سے اپنے شوہرون سے برتاؤ کرتین۔ ہان بعض ایسی حالتین معلوم ہوئین جہان شوہرون کا قصور تہا مگر پہر بہی یہہ رائے ہوئی کہ اگر بی بی ذرہ صبر اور تحمل سے کام لیتی اور اپنے میان کی مزاج دان بنکر اوس سے برتاؤ کرتی تو ضرور وہ جہگڑے جنکی شکایت مین نے سُنی رفع ہوجاتے مردون کے دلون مین تو خدا نے عورتون کی محبت پیدا کردی ہے لیکن اُن عورتون کا قصور ہے کہ جو اپنی جہالت اور ضد اور اوس کے خلاف مرضی کام کرکے اوس محبت مین کمی کردیتی ہین یا کہو دیتی ہین قرآن شریف مین اللہ تعالی نے فرمایا ہے

ومن آیاته ان خلق لکم من انفسکم ازواجاً لتسکنوا الیها وجعل بینکم مودة ورحمة۔

جسکے یہہ معنی ہین کہ ہم نے تمہارے دلون مین عورتون کی محبت پیدا کی تاکہ تم اون سے تسکین حاصل کرو۔ اسلیئے میرا یہہ ارادہ ہوا ہے کہ اس چہوٹی سی کتاب کے ذریعہ سے اپنی بہنو کی خدمت کرون اور مجہکو یقین ہے کہ اگر لڑکیان بلکہ بوڑہیان جنمین باہمی شکر رنجیان ہوتی رہتی ہین اسپر عمل کرینگی تو آیندہ اونکی حالت بدل جاویگی اور ایسا سلوک باہم اونکی اور اون کے خاوندون کے ہوجاویگا کہ لوگ عش عش کرینگے اور اونکی زندگی اتفاق اور سلوک سے گذریگی آپ بہی خوش اور میان بہی خوش۔

یہہ کتاب اسواسطے نہین لکہتی ہون کہ سبقاً سبقاً پڑہایا جاوے بلکہ جیسے مجہکو میرے بزرگون نے خدا اور پیغمبر کی حکایتیں قرآن شریف اور حدیثون اور قصہ کہانیون کے ذریعہ سے سمجہایا ایسی ہی اس کتاب کو جو دیکہے اپنے گہر مین اوسکے مضامین کسی پیرایہ مین لڑکیون کے دل نشین کردے۔ اور اس کتاب کے لکہنے سے میری غرض یہی ہے کہ ہمارے ملک اور قوم کے ایسے اہم کام کی طرف لائق مرد متوجہ ہوجاوین جسپر ہماری ساری زندگی کی خوشی اور مصیبت کا انحصار ہے۔ مین اس قابل نہین ہون کہ مصنف بننے کی خواہش

کرون لیکن مینے بہت تلاش کیا جب کوئی کتاب مجھکو ایسی نہین ملی تو جرأت کی مجھ سے جو غلطی ہو وہ معافی
کے قابل ہے اور قوم کے لائق لوگون سے التجا ہے کہ ایسی تصانیف مین بہی حصہ لین ۔

اے میری بہنو اب مین تم کو مخاطب بنا کر کہتی ہون تم سمجھو اور بتاؤ کہ یہ اچہا ہے کہ تم اور تمہارے میان
سلوک سے رہین وہ تم کو اپنا رفیق اور ہمدرد سمجہین اپنا رازدار بنائین اپنے روپیہ پیسہ کا امانت دار کرین
تم سے محبت کرین اور تم کو خوش رکہنے کا خیال اونکے دل مین پیدا ہو یا یہ اچہا ہے کہ وہ جتنی دیر تم سے الگ
رہین یارہ سکین اوسکو غنیمت جانین اور یہ سمجہین کہ جو زر اس سے کہا وہ طشت ازبام ہو جائیگا اور ڈر ہو
کہ جو روپیہ پیسہ اسکے پاس جائیگا وہ اوڑ جائیگا اور یہ اوسکا خیال نکرے گی کہ محنت اور جانفشانی سے
کمایا ہے مفت کا مال سمجہکر اوس کو تتر بتر کر دے گی تمہارا جواب تم تو ضرور یہ دو گی اچہا تو یہی ہے
کہ میان بی بی کے ساتہ سلوک سے رہے ۔ بی بی کو اپنا رفیق اور ہمدرد جانے ۔ بی بی پر اعتبار اور بہروسہ رکہے
اپنا رازدار سمجہے اپنا روپیہ پیسہ بی بی کو بیدہڑک دے اور پہر نہ پوچہے کہ کیا کیا ۔ جی تو تمہارا اور سب کا
ہی چاہتا ہوگا مگر ایسا تو اوسوقت تک نہین ہو سکتا جب تک کہ تم اپنے میان کے دل مین اپنے برتاؤ اور خیال
اور کردار سے یہ ثابت نہ کر دو کہ تم اس لائق ہو اب آگے مین تم کو مفصل بتاؤن گی کہ کیونکر اپنے
میان کے دل مین گہر کر سکتی ہو (مختصر یہ ہے کہ تمہارے ہی ہاتہ مین ہے ہر شخص کے دل مین یہ خواہش
ہوتی ہے کہ کوئی اوسکا سچا دوست ہو جسپر اوسکو بہروسہ اور اعتبار ہو وہ دکہہ درد مین کام آئے رنج
اور راحت کا شریک ہو جب کوئی غیر شخص بہی اوسکو ایسا ملجاتا ہے تو وہ اوسکو بہت عزیز رکہتا ہے اپنے
جان اور مال کا مالک کر دیتا ہے ۔ اگر اوس کی بیوی اوسکی نظرون مین ایسی ثابت ہو جائے کہ وہ اوسکی
سچی ہمدرد ہو اور اعتبار اور بہروسے کے لائق ہے تو وہ کیون بی بی جس سے اوسکو زندگی بہر کا سابقہ پڑا ہے

جس مین قدرتی کشش ہے۔ ایسا عزیز نہ رکھے اب یہ تمہارے ہاتھ مین ہے کہ تم اپنے میان کی اطاعت کرو
اوسکی جان کو اپنے جان سے زیادہ عزیز سمجھو اوسکی عزت آبرو کی حفاظت کرو اوسکے روپیہ پیسہ کو بیدردی سے
بیجا یا بے ضرورت کامون مین صرف نکرو اوسکے اوسکے عزیزون سے محبت کرو پہر وہ تمہارا مطیع و فرمان بردار
ہوگا تمہارے واسطے اپنی مقدور بہر آرام و آسایش کی فکر کریگا وہ خوش ہوگا تم بہی خوش رہوگی اور جو اگر یہ جا ہو
کہ تم تو کچہہ بہی نکرو نہ میان کی ضرورتون کا خیال رکہو اوسکے روپیہ پیسہ کی حفاظت نکرو او خرچ اوسکی مرضی کے خلاف
کرو تو کیسا ہی ولی ہو وہ بہی تمہارے واسطے شیطان ہی ہو جائیگا اور مین کہونگی کہ اوسکا کچہہ قصور نہین۔
اب مفصل تمکو سمجہاتی ہون اور بعض اصلی واقعات مگر نام بدل کر سناتی ہون اوسکو تم سمجہو تو معلوم ہوگا کہ سو مین
ایک ایسا ہوگا کہ جسمین حقیقتاً میان ہی کا قصور ہے ورنہ بیبیون کی نا سمجہی اور بیبیون کی رشتہ دارون کی
صلاح نا عاقبت اندیش کا باعث تہا جو جہگڑے ہوئے۔

پہلا باب لڑکیون کے بچپن کا

اس زمانے کا شروع تو پیدایش سے ہوتا ہے لیکن چار پانچ برس تک لڑکے اور لڑکیان ایک ہی طور سے
رکہی جاتی ہین مگر قدرتی طور سے لڑکون کا رجحان مردانہ کہیل سے ہوتا اور لڑکیون کا اپنے ہمجنسون کے
طریق پر ہوتا ہے اور جون جون بری ہوتی ہین اون مین زیادہ فرق نمایان ہوتا جاتا ہے لڑکے اپنی کہیل مین
مصروف ہونے مین جن سے اون کے اعضا قوی ہون اونمین جرات اور ہمت پیدا ہو محنت اور مشقت اور
تکالیف جسمانی کے اوٹہانے کی قابلیت ہو اور اون کی معلومات مین باہستگی ترقی ہو۔ لڑکیان ایسے کہیلون
مین لگائی جاتی ہین جن سے اونکی زندگی کی ضروریات اون کو معلوم ہون۔ ہنڈکلیا پکاتی ہین گڑیان
کہیلتی ہین اونکا جہیز بناتی ہین اون کی شادی بیاہ کرتی ہین پہر اونکی گڑیون کے بچے ہوتے ہین اونکے

چھٹی چلّے کا سامان کرتی ہین ـ اسیطرح جیسی حالتین عورتون پر گذرنے والی ہین اون کو اس ذریعے سے
سکھائی جاتی ہین اونکو چھوٹی عمر سے یہ تو معلوم ہوتا ہے کہ کھانا پکانا اور کپڑا سینا ہمارا کام ہوگا اور یہہ
بہی معلوم ہوتا ہے کہ بیاہ ہوگا میان ملیگا ـ دولہن بنے گی یہ بچّے ہونگے ـ مگر یہہ نہین معلوم ہوتا کہ میان
کے ساتہ ہمکو کسطرح رہنا ہوگا ـ کسطرح رہنے مین ہمکو مسرت ملیگی ـ ہمارا میان ہم سے خوش رہیگا
لوگ بہی ہماری تعریف کرینگے ـ اگر یہہ گڑیان جاندار ہوتین اور ملکر میان بی بی کی طرح رہتی ہتین تو
کہیلنے والی لڑکیان یہہ بہی جان جاتین کہ کیونکر سلوک باہمی رہتا ہے اور کس واسطے لڑائی ہوتی ہے
سلوک کی کیا برکتین ہین اور نااتفاقی کی کیا مصیبتین ہین ـ اور اونکا اثر کتنی کتنی دور تک پہونچتا ہے
یہہ تو ممکن نہین ہے کہ گڑیان انسان ہو جائین اور میان بی بی کی طرح رہین ـ یلین اور ٹرین اور
لڑکیون کو یہہ سمجہنے کا موقع ملے کہ کیون لڑائی ہوئی اس لیے پچہلی بڑی بوڑہیون نے کہانیان بنائی ہین
تاکہ اون کے ذریعہ سے کچہہ معلوم ہوتا جائے پہلے کسی زمانہ مین جب یہہ کہانیان بنائی گئی تھین اور
اسواسطے بنائی گئی تہین کہ اون سے لڑکیون کو اپنی اصلی زندگی بسر کرنے مین مدد ملے غالبًا ایسی ہونگی
جن سے فائدہ ہوتا ہوگا مگر جہان ہماری اور حالتین خراب ہوئی ہین یہہ کہانیان بہی خراب ہوگئین
اور اب ایسی کہانیان لڑکیون کو سُنائی جاتی ہین جن سے اول ہی سے اون کے دلون مین ساس
نندون کی دشمنی پیدا ہو یہا اون کے دل مین بیٹہہ جاتا ہے کہ ہمارا پہلا کام شادی کے بعد یہہ ہے کہ ساس
نندون سے الگ ہون وہ ہماری دشمن ہونگی اور ہمکو بہی دشمن ہونا چاہیے سوکنون کے قصے سنائے
جاتے ہین اور وہی خیال کو اپنے دل مین لئی ہوئی جاتی ہین اور وہ کہار بیچار شروع کرتی ہین ـ
کچہہ تو میان کو ناگوار ہوتا ہے اور اوسکے مان بہن کو تو بہت ہی بُرا معلوم ہوتا ہے وہ کہتی ہین کہ ہم تو میکر آئے

اور ہماری ہی دشمن نکلی۔ پس جھگڑے شروع ہوجاتے ہین اور اونکے بُرے بُرے نتیجہ پیدا ہوتے ہین
کاش اگر ہماری قوم اسطرف متوجہ ہو تو ان بیہودہ خراب کن زندگی کے سامانون کی جگہہ ایسی دلچسپ
کہانیان بنائین اور اون کو رایج کرین جنسے یہہ خرابی رفع ہو اور وہ باتین لڑکیون کی دل نشین ہون
جن سے سلوک اور اتفاق گھرون مین رہے تو کیا اچھا ہو یہی وہ زمانہ ہے کہ ہمکو لکھنا پڑھنا سکھایا
جاتا ہے جو عموماً مسلمانون مین اب رایج ہوگیا ہے۔ پہلی سُنا ہے اور اپنی دادی پردادی کو دیکھا بھی ہے
کہ لڑکیون کو پڑھانا اچھا نہین سمجھا جاتا۔ پہلی زمانہ مین اگر پڑھاتے ہی تھے تو قران شریف اور مسئلہ
مسائل کی کتابین لکھنا تو بالکل سکھاتے ہی نہین تھے۔ شاذ و نادر کوئی شریف عورت پڑھی لکھی ہوتی تھی
لیکن اب عموماً لڑکیون کو تہوڑا بہت پڑھاتے ہین مگر مشکل یہہ ہے کہ اردو زبان مین اس قسم کی کتابین
بہی موجود نہین جن سے اونکو اچھی باتون کی تعلیم ہو اونکے اخلاق درست ہون اون مین دوست
دشمن سمجھنے کا مادہ پیدا ہو اپنے نیک و بد اعمال اور اونکے نتیجون کو سوچین اونکے دلون مین
پاک خیالات پیدا ہون اپنے فرائض سمجھین دوسرون کے حقوق پہچانین اسلیے اس ادہوری تعلیم کا اثر بجاے
بھلائی کے بُرائی ہوتا ہے۔ اس لکھنے پڑھنے سے اتنا تو ہوتا ہے کہ اپنا حال دوسرون پر خطوط کے ذریعہ سے ظاہر کرین
یا دوسرون کے حالات سے واقف ہون لیکن اوس تعلیم کی وجہہ سے جو گڑیان کھیلنے اور کہانیان سُننے کے بیان مین
بیان کی گئین وہ اس خط لکھنے کی بدولت بُرے نتیجہ پیدا کرتی ہین اپنے مان باپ بہائی بندون کو جہوٹی جہوٹی
باتین جہوٹ سچ لکھتی ہین جنکے دلون مین دامادون اور بہنوئیون کے برخلاف نتیجہ پیدا ہوتا ہے اور وہ برتاو میل جول مین
فرق ڈال دیتا ہے اور آپس مین کشش پیدا ہوجاتی ہے جسکے بُرے نتیجون کا اثر خود ان بیوقوفون کو اوٹہانا پڑتا ہے
(ہندوون مین لڑکیون کی بہت چھوٹی عمر مین شادی اور گونا ہوجاتا ہے اور لڑکی اپنے مان بہن کُنبہ سے

الگ ہو جاتی ہین اوسکو ایسی چھوٹی عمر مین سسرال والون کے ساتھ رہنا ہوتا ہی کہ اوسکا مزاج
اور اوسمین سب خصایل اون کے ہی سے ہو جاتے ہین اون کے ہی طریقون کو پسند کرتی ہے
اور وہ اپنا اصلی وحقیقی رشتہ دار سمجہ لیتی ہے وہ اونمین مل جل جاتی ہے اسکی تعلیم وتربیت سسرال والونکے
ذمہ ہوتی ہے - ہماری قوم مین عموماً بڑی عمر مین شادی ہوتی ہے اور تمام تعلیم وتربیت کا زمانہ مان باپکے
گہر مین گزر جاتا ہے وہ ایسی حالت مین اپنے سسرال جاتی ہی جب اوسکو تمام امور سے واقفیت
ہو جانی چاہیے - جاتے ہی اوسپر سارے گہر کا بوجہہ پڑتا ہے - اہلی مسلمانون کو ضرورت ہے کہ وہ اپنے
لڑکیون کو تعلیم وتربیت سے ایسا آراستہ کرکے شوہرون کو دین کہ وہ اوس بہاری ذمہ داری کو جو گہر والی
بننے سے اوسپر ہوگی سمجہے اور ہند و لڑکیون کی طرح سے وہ اپنی تربیت اور تعلیم کے ذریعہ سے سسرال
والون مین مل جل جاوے - مسلمان لڑکیون کے مان باپ کو اسکی بہت احتیاط کرنی چاہیے کہ اوکی
ابتدائی تعلیم وتربیت ایسی نہو کہ سسرال والون سے اوسکو پہلی ہی سے نفرت وعداوت پیدا ہو کیونکہ
یہی میان بی بی مین لڑائی اور نا اتفاقی کی پہلی سیڑہی ہے -

جس شخص یا جس چیز سے تمہارے میان کو محبت ہو اور تمکو اوس سے دشمنی اور نفرت ہو تو کبھی تم مین
اور تمہارے میان مین اتفاق نہین رہ سکتا - مین نے شروع مین لکہا ہے کہ بیوی کو انگریزون مین بیٹر
یعنی اچہا نصف میان کا کہتے مین یعنی میان بی بی ملکر ایک ہوتی ہین نہین تو آدہی آدہی مین تو بہی
کیونکر ہو سکتا ہے کہ آدہا جسم تو ایک طرف جاوے اور دوسرا آدہا دوسرے طرف جاوے وہ تو سب کا
سب ایک ہی طرف چلیگا ورنہ قایم نہین رہیگا - اس لئے لڑکیون کو ایسی تعلیم ہونی چاہیے کہ اون کے
دل مین یہہ قایم ہو جاوے کہ ہماری ساس نندین بیاہ کے بعد ہماری شفیق ماں اور محبت والی بہنین ہونگی

اس کے ساتھ اونکو یہ سمجھنا چاہیئے کہ حقیقی ماں اور حقیقی بہن تو خدا نے بنائی ہیں یہ ماں اور
بہن تم بناؤگی لیکن یہ جب ماں اور بہن بنینگی جب تم اونکو چاہو اونکی ایسی ہی تابعداری اور
خدمت کرو جیسے اپنے ماں کی کرتی تہیں اور اپنے افعال اور اقوال اور برتاؤ سے یہ ثابت کرو کہ ہم تمہاری
اصلی بیٹی اور بہن سے تمہاری کم نہیں ہیں اگر اتنا اپنا دل کرو تو پہر ساس تم کو انکہ کا تارا دل کی
ٹھنڈک سمجہیگی اور تمہارے میاں کا دل بھی خوش ہوگا اور تمہاری طرفدار ہوکر تمہارے خاوند سے لڑیگی
جب تم چاہتے ہی خاوند کے رشتہ داروں پر ہاتہ صاف کرنا چاہو اور خاوند کو اون سے الگ کرنا چاہو تو وہ
تمہارے مخالف ہوں گے اور خاوند کو بیزار گوارا ہوگا اور ہی سے تمہاری برائی اوس کے دل میں پڑجاگی اور
یہ فساد کا بیج بویا جاویگا اور یہ کیوں نہ ہو مثل مشہور ہے کہ یار کا کتا بھی پیارا ہوتا ہے اگر تمکو سعادت کا دعویٰ ہے
کہ تم کو اپنے میاں سے محبت ہے تو اوسکی ماں بہن رشتہ دار تو بڑی چیز ہیں اوسکی کتے سے بھی محبت کرو۔
جب میاں کو یہ یقین ہو کہ میری بیوی میرے عزیز اور قریب سے محبت رکہتی ہے تو وہ بھی تمہاری رشتہ داروں
سے محبت کریگا اور تم اور میاں تو ملینگے ہی بلکہ تمہارے رشتہ دار اور تمہارے میاں کے رشتہ دار بھی باہم
ملجاوینگے اور ایک دوسرے کے ہمدرد ہوجاوینگے یہ صاف بات ہے کہ جب تم اپنی سسرال والوں کو برا سمجہوگی
تو اونکی برائیاں اپنے میکے والوں سے کروگی اونکو رنج ہوگا وہ اونکو برا کہینگے پہر اوسکی اثر سے سسرال والوں
کو رنج و ملال ہوگا باہم دونوں خاندانوں کے لڑائی جھگڑے ہونگے جسکا اثر تمہاری باہمی زندگی پر پڑیگا۔
بعض لڑکیاں کہتی ہیں کہ ہم ہی کیوں دبی جاویں میاں ہمارا کہنا مانے تو ہم میاں کا کہنا مانینگے وہ ہمارا
نہیں مانیگا تو کیوں ہم اوسکا کہنا مانیں وہ ہمارے بھائی بہن سے محبت کرے تو ہم اوسکے بھائی بہن سے
محبت کرینگے وہ ہمارے رشتہ داروں سے محبت نکرے تو ہم کیوں کریں جیسا وہ کریگا ویسا ہم بھی کرینگے

مگر یہ اونکی غلطی اور سخت غلطی ہے جو برابری کا دعوے کرنا چاہتی ہین یہ بیوقوفی اور جہالت اور
اور ناعاقبت اندیشی سے ایسا بیہودہ دعوے کرتی ہین اونکو معلوم نہین ہے کہ اونکو خدا نے ہی
برابر نہین بنایا عورتون کو خدا نے مردون کی آرام دینے اور خوش رکھنے کیواسطے بنایا ہی کیا تم کو معلوم
نہین ہے کہ اول حضرت آدم کو اللہ تعالی نے پیدا کیا تہا اور اون کو اپنا خلیفہ بنایا تہا اور یہی ضرورت
حضرت آدم کے بنانیکی تہی۔ جب حضرت آدم پیدا ہوگئے تو کوئی ضرورت اللہ کو باقی نہین رہی تہی
پہر جب حضرت آدم کا تنہائی مین جی گہبرایا اکیلے ادہر ادہر پہرتے تہے کوئی بات کرنیوالا انیس نہین
تہا نہ کوئی ہمدرد تہا جس سے اپنا دکہہ درد کا حال کہہ سکتے۔ نہ کوئی محبوب تہا جنکو اپنی جنت کے خوشیون مین
شریک کرکے خوش ہوتے نہ کوئی محرم تہا۔ جب حضرت آدم بہت پریشان ہوئے تو اللہ تعالی نے اونکے
آرام اور خوش رکہنے کیواسطے اماحوا کو اون کی سب سے چہوٹی بائین پسلی مین سے جب وہ سوتے
تہے پیدا کیا اور حضرت آدم کے دل مین اونکی محبت ڈالی تاکہ حضرت آدم کو اون سے تسکین حاصل ہو
پہر ہنسی خوشی سے حضرت آدم اور اماحوا رہنے سہنے لگی۔ اگر تم سمجہو تو یہی قصہ جو سچا اور قرآن شریف
مین جسکا ذکر ہے تمہاری چہوٹی برابری کے دعوی کی توڑنیکے واسطے کافی ہے تمکو لازم ہے اور تمپر فرض
ہے کہ جس غرض سے تم پیدا کیگئی ہو اوسکو پورا کرو۔

مرد اور عورت مین ہر طرح سے فرق ہے پہلی مذہبی حالت کو دیکہو کہ خدا اور اوسکے رسول نے ہم کو کیا
بتایا ہے اول ہی قرآن شریف مین فرمایا ہے۔ الرجال قوامون علی النساء بما فضل اللہ بعضہم علی بعض
وبما انفقوا من اموالہم فالصلحت قانتات حافظات للغیب بما حفظ اللہ واللاتی تخافون
نشوزہن فعظوہن واہجروہن فی المضاجع واضربوہن فان اطعنکم فلا تبغوا علیہن سبیلا ان اللہ کان [illegible]

اسکا یہہ ترجمہ ہے مرد تسلط رکھنے والے ہیں حاکم ہیں عورتوں پر اس سبب سے کہ بزرگی دی
ہے اللہ نے ایک کو دوسرے پر اور اس سبب سے کہ خرچ کیا ہے اپنے مال میں سے پس نیک بخت
عورتیں فرمان بردار ہیں حفاظت کرنی والی ہیں اپنے شوہروں کے پیچھے۔ اللہ کی حفاظت کے
ساتھہ اور جو عورتیں کہ جن سے تم کو ڈر ہو سرکشی کا تو اون کو سمجہاؤ اور اون کو
اون کے سونے کی جگہہ میں اکیلا ڈال دو اور اون کو مارو۔ اگر وہ فرمانبردار ہو جائیں
تو اونپر اور کوئی راہ مت ڈہونڈہو یعنی کوئی حیلہ اون کو ایذا دینے یا طلاق دینے کا مت ڈہونڈہو۔

روی ان امرأة جاءت الی رسول اللہ صلعم
فقالت یا رسول اللہ ما حق الزوج علی المرأة
فقال لها تطیعه ولا تعصیه ولا تتصدق
من بیتها بشیئ الا باذنه ولا تصوم تطوعا
الا باذنه ولا تمنعه نفسها وان کانت علی
ظهر قتب ولا تخرج من بیتها الا باذنه فان خرجت بغیر اذنه
لعنتها ملائکة السماء وملائکة الارض وملائکة الغضب وملائکة
الرحمة حتی ترجع الی بیتها فقالت یا رسول اللہ ما اعظم النساء
حقا علی الرجال قال والده قالت فمن اعظم الرجال حقا علی المرأة
قال زوجها قالت فما لی علیه من الحق مثل ما له علی قال لا ولا من
کل مائة واحد فقالت والذی بعثك بالحق لا یملك رقبتی
غیر الی حل احد

روایت ہے کہ ایک عورت رسول
خدا صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت مین
حاضر ہوئی اور اوس نے عرض کیا کہ یا رسول اللہ
مرد کا کیا حق ہے عورت پر حضرت نے
فرمایا کہ عورت کو لازم ہے کہ اپنے شوہر کی
تابعداری کرے اور اوسکی نافرمانی نکرے
یہانتک کہ جو کچہہ شوہر کے مکان مین ہو
اوس مین سے صدقہ بہی نہ دے بغیر اجازت
شوہر کے اور نفل کا روزہ رکھے بغیر
اجازت شوہر کے اور جب شوہر اوسکو
تو اوس سے عذر نکرے اور شوہر کے

گہر سے بغیر اوسکی اجازت کے نہ نکلے جو عورت بلا اجازت شوہر کے اوس کے مکان سے نکلتی ہے۔

اوس پر لعنت کرتے رہتے ہیں فرشتے آسمان اور زمین اور غضب اور رحمت کے جب تک کہ وہ واپس

ہوتی ہے شوہر کے مکان میں اوس کے بعد اوس عورت نے عرض کیا کہ یا رسول اللہ عورتوں میں سے کون

حقدار ہے مرد پر تو حضرت نے فرمایا کہ مرد پر حقدار ہے اوسکی ماں پہر دریافت کیا اوسنے کہ کون مرد عورتوں

پر زیادہ حقدار ہے حضرت نے فرمایا اوسکا شوہر پہر اوس نے عرض کیا کہ کیا میرا حق نہیں ہے شوہر پر

جتنا کہ اوسکا حق ہے مجھ پر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ نہیں ہے بلکہ اوسکا سوان حصہ

بھی نہیں ہے پہر اوسنے عرض کیا کہ قسم ہے اوس خدا کی جس نے آپکو سچا رسول بنایا ہے میں اپنے شوہر کے خلاف

نہیں کیا ہے۔

پس یہ سوال و جواب عورت اور ہمارے رسول خدا کے ہمکو ہماری حقیقت بتاتی ہیں اگر حقیقت میں ہماری دینی اور دنیاوی بہلائی اسی میں ہے کہ ہم اپنے شوہروں کی تابعداری اختیار کریں اور تابعداری بہی بلا عذر و حجت اور بلا نکتہ چینی کے تابعداری کی یہ معنی نہیں ہیں جو بیان کیے اوسکو سوچے کہ اچہا ہے یا برا بلکہ بلا عذر اوسکی تعمیل میں فوراً مصروف ہو جاوے۔ ہاں یہ مضایقہ نہیں ہے کہ اگر شوہر ایسے کام کرنیکا حکم دے جو اوسکی زوجہ کے خیال میں نامناسب ہے تو نرمی سے اور سمجہانیکی طور سے اپنی رائے سے مطلع کر دے اور پہر بہی اگر شوہر کا حکم ہو تو اوسکو خوشی سے انجام دے۔

ایک مرتبہ ایک شخص سفر کو گیا اور بی بی سے یہ کہہ گیا کہ کوٹھے پر سے نیچے نہ اوترنا نیچے کے مکان میں اوسکی بی بی کا باپ رہتا تہا۔	عن انس رضی الله عنه قال خرج رجل غازیا فی سبیل الله واوصی امراته ان لا تنزل من فوق بیتها الی حین یعود وکان والدها

اتفاقاً وہ بیمار ہوا اوس عورت نے حضرت رسول اللہ
صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت مین اجازت
لینے کے لیے آدمی بھیجا کہ میرا شوہر ایسا حکم
دے گیا ہے اور میرا باپ سخت بیمار ہے
مین کوٹھے پر سے نیچے اوترون یا نہین۔
حضرت نے فرمایا کہ اپنے شوہر کی اطاعت
کر۔ پہر اوسکا باپ مرگیا پہر اوس عورت نے
حضرت سے اوترنے کی اجازت چاہی تب
بہی حضرت نے کہلا بہیجا کہ اپنے شوہر کی اطاعت
کر غرضکہ اوسکا باپ دفن ہوگیا اور وہ کوٹھے پر
سے نہ اوتری تب حضرت نے کہلا بہیجا کہ تو
نے شوہر کے حکم کی اطاعت کی اللہ تعالی نے
اوس کے عوض تیرے باپ کو بخشدیا
حضرت امام جعفر صادق ع نے فرمایا ہے کہ ایک
قوم رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت مین
حاضر ہوئی اور عرض کیا کہ بعض لوگ بعض لوگونکو
سجدہ کرتے ہین۔ حضرت نے فرمایا کہ اگر مین ہوتا

فی السفل فاشتکی فارسلت الی رسول اللہ
صلی اللہ علیہ وسلم تخبرہ وتستامرہ فارسل
الیہا ان اتقی اللہ واطیعی زوجک وعنہ
رضی اللہ عنہ قال ان رجلا من الانصار
علی عہد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم
خرج فی بعض حوائجہ فعہد الی امراتہ عہدا
ان لاتخرج من بیتہا حتی یقدم ان اباہا
مرض فبعثت المرأۃ الی رسول اللہ صلی اللہ
علیہ وسلم فقالت ان زوجی خرج وعہد
الی ان لا اخرج من بیتی حتی یقدم
وان ابی مرض افتامرنی ان اعودہ فقال
لا اجلسی فی بیتک واطیعی زوجک قال
فمات فبعثت الیہ فقالت یارسول اللہ ان ابی قد
مات فتامرنی ان احضر فقال لا اجلسی فی بیتک
فدفن الرجل فبعث الیہا رسول اللہ صلعم ان اللہ تبارک
وتعالی قد غفر لک ولابیک بطاعتک لزوجک وعن
الصادق ع قال ان قوما اتوا رسول اللہ صلعم فقالوا

اور سجدہ کرنیکا حکم دیتا تو عورتون کو حکم	یا رسول الله انا رأینا اناساً یسجد بعضهم لبعض فقال
دیتا کہ وہ اپنے شوہرون کو سجدہ کرین۔	رسول الله صلعم لوکنت آمراً احداً ان یسجد لاحد
حضرت نے یہ فرمایا ہے کہ اوس عورت	لامرت المرأة ان تسجد لزوجها وقال رسول الله صلعم
نے اللہ کا حق ادا نہین کیا جس نے اپنے	لا تؤدی المرأة حق الله عز وجل حتی تودی
شوہر کا حق ادا نہین کیا۔	حق زوجها۔
اور امام جعفر صادق نے فرمایا ہے۔کہ	وعن ابی جعفر رضی الله عنه قال ان الله عز
اللہ تعالی نے مرد اور عورت پر جہاد فرض	وجل کتب علی الرجال الجهاد وعلی النساء الجهاد فجهاد الرجل
کیا ہے۔ مرد کا جہاد یہ ہے کہ اللہ کے	ان یبذل ماله ودمه حتی یقتل فی سبیل
راہ مین اپنا مال اور خون صرف کرے یہانتک	الله وجهاد المرأة ان تصبر علی ما تری
کہ قتل ہو جائے اور عورت کا جہاد یہ ہے کہ	من اذی زوجها وغیره
اگر اوسکا شوہر اوسے ایذا اور تکلیف دے تو اوسپر	
صبر کرے۔	
(یہ عورتون کی خوش قسمتی ہے کہ اونکو صرف	
تکلیف پر صبر کرنے مین جہاد کا ثواب ملتا ہے)	
اسیطرح حدیث شریف ہے کہ جو عورت	انما امراة مات وزوجها منها راضی
اسطرح مرے کہ اوسکا شوہر اوس سے راضی ہو	دخل الجنة

تو وہ جنت مین داخل ہوگی اس سے زیادہ اور شوہرون کی رضامند رکہنے کا کیا حکم ہوسکتا ہے اور اس سے

زیادہ اور کیا ثواب حاصل ہوسکتا ہے گویا اللہ نے ہمارے ہاتھ مین جنت کا حاصل کرنا دیا ہے
اور یہہ کونسا مشکل کام ہے یہہ تو ایسا کام ہے کہ جسکے بدولت ہم دنیا کے جنت دنیا مین اور آخرت
مین ہمیشہ ہمیشہ کیواسطے جنت حاصل کرسکتے ہین۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے یہہ	ایما امراة اذت زوجها بلسانها لم یقبل الله
فرمایا ہے کہ جس عورت نے اذیت	منها صرفا ولا عدلا ولا حسنة من
دی اپنے شوہر کو زبان سے نہ قبول	عملها حتی ترضیه وان صامت نهارها
کریگا۔ اللہ اوسکا صدقہ اور نہ اوسکے	وقامت لیلها واعتقت الرقاب وحملت علی جیاد الخیل لها
عدل و انصاف اور نہ اوسکی نیکیون کو	فی سبیل الله وکانت اول من یرد النار وکذلک الرجل اذا کان لها ظالما

جو اوسنے کی ہین یہانتک کہ راضی کرے اپنے شوہر کو اگرچہ وہ عورت قایم اللیل اور صایم النہار ہو
یعنی تمام دن روزہ رکھنی اور تمام رات عبادت کرنیوالی ہو اگر اوسنے اللہ کے راہ مین لونڈی
اور غلام آزاد کئے ہون اور اوسکا شوہر اوس سے راضی نہو تو وہ ہوگی اول اون لوگون مین سے جو جہنم مین
داخل ہونگے۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے یہہ بھی فرمایا ہے کہ ایسا ہی اوس مرد کا حال ہے جو اوپر اپنے
زوجہ کے اطاعت کے اوسپر ظلم کرے اس سے بھی یہہ بات پیدا ہوتی ہے کہ اول عورت کو اطاعت
کرنی چاہیے پر شوہر کو ممانعت ظلم کرنے سے ہے مگر خیال کرو جب زوجہ ایسی اطاعت کرنے جیسا کہ
رسول خدا کا حکم ہے تو کونسا ایسا وحشی مرد ہوگا جو اپنی زوجہ پر ظلم روا رکھیگا۔

کتاب مکارم الاخلاق مین زوج	قال حق الرجل علی المراة انارة السراج و
اور زوجہ کے حقوق مین لکھا ہے	اصلاح الطعام وان تستقبله عند باب بیتها

فتح حنفیہ ان یقدم الیہ الطشت والمندیل	کہ حکم کا حق عورت پر یہ ہے کہ مکان
وان توصہ وان لا تمنعہ نفسہ الی صن علہ	مین چراغ جلائے اور شوہر کے لئے

کہانا پکائے۔ جب شوہر مکان مین آئے تو دروازے تک استقبال کرے اور جب آئے

دیکہے تو مرحبا کہے۔ اور منہہ دہونے کے لئے طشت اوس کے سامنے رکہے اور رومال منہہ

ہاتہہ پونچہنے کے لئے پیش کرے گہر مین اوسے روشنی دکہائے یہ احکام ہمکو بتاتے ہین کہ ہمارا مردونسے

برابری کرنیکا دعوے غلط ہے۔ ان احکام پر جو ہمارے سچے اور پاک مذہب نے بتائی ہین عمل کرو تو ناممکن

ہے کہ خاوند کتنا ہی برا ہو وہ اپنے بیوی سے محبت نہ کرنے لگے ان احکام پر چلنے سے خدا اور رسول

بہی خوش ہو اور دنیا مین آسایش وآرام کا سامان خود مہیا ہو جائے۔

ہماری قوم اور ملک مین نہین بلکہ دنیا بہر مین مرد عورتون سے ہر طرح افضل تر ہین مرد علم مین

زیادہ ہین وہ جو کام کر سکتے ہین عورتین نہین کر سکتین۔ مردونکی قوت جسمانی عورتون سے

زیادہ ہے۔ مردون کے دماغ عورتون سے زیادہ روشن ہین اونمین جرات بہادری ہے

وہ عورتون سے زیادہ تکلیف اور سختی کی متحمل ہو سکتے ہین اون کے زندگی بہر مین کوئی زمانہ ایسا

نہین گزرتا کہ وہ اپنے معمولی کامون سے معطل ہون۔ عورتون کی عمر کا بڑا حصہ مجبوری ومعذوری

مین گزرتا ہے اور اپنے گہر کے چہوٹے چہوٹے کام کرنیکے لائق نہین رہتین بلکہ رشتہ دارون اور محلے

والون کو اپنی خبر گیری اور اوٹہانے بٹہانے کے واسطے بلاتی ہین۔ مرد علمی تحقیقاتین کرتے ہین نئی نئی

ایجاد کرتے ہین روپیہ کماتے ہین خود کہاتے ہین عورتون کو کہلاتے ہین۔

اگر یہ کہو کہ عورتون کو اتنا پڑہایا لکہایا نہین جاتا کہ وہ بہی ایسی باتین کر سکین جو مرد کرتے ہین

تو یہ بھی ٹھیک نہین ہے پڑھنے لکھنے مین جسقدر زمانہ کی ضرورت ہے وہ عورتون کو میسر نہین
آسکتا اور نہ اسطرح ملک ملک تعلیم حاصل کرنیکیواسطے پہر سکتی ہین جیسے مرد پہرتے ہین۔
اور اگر یوہی یہ مان ہی لیا جاوے کہ تعلیم کے بعد عورتون کی عقل اور سمجھ ایسی ہی ہوجاویگی جیسے مردون
کی ہے تو تم اونکا سا طاقت اور محنت کش اور نروگا جسم کہان سے لاؤگی تمہارے دلمین
اونکا سا نڈرپنا کہان سے آویگا اس سے بہی کچھ غرض نہین ہمین تو موجودہ حالت کو دیکھتی ہون
اب ہماری یہ حالت ہے کہ ہم جاہل ہین ہم مین عقل کم ہے ہم کماتے نہین ہین نہ کمانیکے قابل ہین۔
اور مین تو کہونگی کہ نہ کمانیکے قابل ہو سکتے ہین گہر مین بیٹھے رہتے ہین اور یہی ہمارا کام ہے۔ ہم محکوم ہین
اور ہمارا خاوند حاکم ہے۔ حاکم اور محکوم مین برابری نہین ہو سکتی۔
ہم اس حالت محکومی مین بہت اچھے ہین اور مردون سے زیادہ آرام سے رہتے ہین۔ ہم گہر مین
بیٹھتے ہین جہان خدا نے ہمکو بہت سے آسایش کے سامان دے رکھے ہین نہ ہمکو روٹی کی فکر ہے
نہ کپڑے کی۔ نہ بادشاہ کا ڈر ہے نہ کوتوال کا نہ آقا کا خوف ہے نہ زمانے کے برے بہلے کا۔
ہمارے روٹی کپڑے کی فکر کرنے والے اور ہمارے حاکم بن بیاہی پنے مین ہمارے مان باپ ہین
اور بیاہ ہونے کے بعد ہمارے خاوند۔ ہماری چھوٹی عمر مین ہمارے باپ مان کو ہمارے کہانے
کپڑے کا فکر بہی ہماری تیمارداری کا خیال ہے ہمکو آرام و آسایش دینے کا ہر وقت دہیان ہے۔
اسیطرح جب بیاہی گئی۔ ہمارا خاوند ہمارا مالک اور حاکم ہوا۔ وہ ہماری سب چیزون کا فکر
رکہتا ہے۔)
(ہماری کیسی خوش قسمتی ہے کہ اور حاکم تو اپنا کام لینے سے غرض رکہتا ہے دکھہ درد کا شریک نہین ہوتا

آرام وآسایش دینے اور خوش رکھنے کا کچھہ بہی خیال نہین کرتا تنخواہ دیتا ہے اور تمام دن رات
کام لیتا ہے۔ ہمارے دونون زمانون کے حاکم کچھہ ہم سے کام نہین لیتے اور ہمارے نا سمجھ ہونے
مین ماں باپ کی یہہ کیفیت ہے کہ ہمارے ذرہ کپڑے میلے ہوئے خود نہلانے کپڑے پہنانیکو
موجود ذرہ کم ہوئے نئے کپڑے بنانیکی فکر آپ نہ کہائین۔ مگر ہمکو اچہے سے اچہا کہانا جو انکو
میسر ہو پہلے کہلائین۔ ذرہ سی ہماری طبیعت خراب ہوئی وہ بیچین ہوگئے۔ اس ساری محنت اور جانفشانی
کا وہ کچھہ بدلا ہم سے نہین چاہتے۔ اسیطرح جب بڑے ہوئے بیاہ ہوگیا تو ہمارا خاوند ہمارا مالک
اور حاکم زیادہ ہی کیسا حاکم کہ ہمارے واسطے روٹی کپڑا بہم پہونچانے اور آرام دینے کی فکر مین۔ گہر
چہوڑے بار چہوڑے ماں باپ سب دوست آشنا چہوڑے ملک در ملک کمانیکی فکر مین،
پہرے وہ بہیجا جائے اور ہم مزے سے گہر مین بیٹہے ہوئے خرچ کرین ذرہ سی ہماری طبیعت
خراب ہوا اوسکو اطلاع ہو دوڑا چلا آئے پاس ہو ہر وقت ہمارے خوش کرنے اور خوش کرنے کی۔
ہماری ضرورتون کے پورا کرنیکی اوسکو فکر ہو۔ بیمار ہون تو ہمارا علاج میاں کرے حکیم کو لائے۔
ڈاکٹر کو بلائے دوا پلائے۔ کپڑے کی ضرورت ہو تو میاں لاوے۔ کہانیکو میاں دے پہر ہماری چہوٹی
عقل بہی یہہ سمجھہ سکتی ہے کہ جس سے ہماری زندگی کا تعلق ہے جو ہمکو کہانیکو دیتا ہے جو ہم کو کپڑا
پہناتا ہے جو ہماری دوا دارو مین کرتا ہے وہی ہمارا مالک ہے اوسکی ہی ہم کو اطاعت کرنی چاہیئے
اور ہم اوس کی برابری کا دعوے نہین کر سکتے۔

کہنے سننے جواب دینے مین تو برابری کرو اور بہی کسی بات مین برابری کر سکتی ہو۔
(ہر بچہ جسکو کچھہ بہی عقل نہین ہوتی جس سے اوسکی غرض متعلق ہو اوسکی خوشامد کرتا ہے۔ بی بی کی اور

ساری غرضین میان سے متعلق ہین اوسکی عزت میان کی محبت پر منحصر ہے اوسکا آرام میان کی
عنایت پر معلق ہے پہر اگر فطرتی محبت نہ بہی ہو تو اپنے آرام کے واسطے تو بی بی کو چاہیے
کہ میان کی خیر خواہ اور سلامتی چاہنے والی ہو بتاؤ ایسا اور کون حاکم ہے جو کچہہ کام بہی نہ لے اور
اپنے محکوم کا اسقدر خبر گیران اور خوش کرنیوالا ہو؟ کیا کسی مرد کو ایسا کوئی حاکم ملسکتا ہے جیسا عورت
کا حاکم اوسکا خاوند ہے اور کیا پہر اوسکا یہی بدلہ ہے کہ ہم کو اوسکی تابعداری کرنے مین بہی عار ہو
ہماری تابعداری تو اور رونکی سی تابعداری نہین ہے جو نوکرون کی ہوتی ہے وہ تو ہماری بہلائی کیواسطے
کسی چیز سے کرنے یا کسی کام کے نکرنیکی خواہش کرتا ہے اور ہمکو پہر بہی یہہ موقع ہے کہ اوسکو سمجہائین۔

شادی کا زمانہ اور سسرال کا گہر

جبتک بیاہ نہین ہوتا لڑکیان اپنے مان باپ کے گہر مین رہتی ہین اور مان باپ کو یہہ فکر ہوتی ہے
کہ جلدی انکا بیاہ ہو یہہ اپنے گہر کی ہون نہ لڑکیان مان باپ کے گہر کو اپنا گہر سمجہتی ہین اور نہ مان
باپ اپنے گہر کو لڑکیون کا گہر جانتے ہین اور حقیقت بہی یہی ہے کہ مان باپ کا گہر لڑکیون کا گہر نہین ہے
اونکا گہر تو وہی گہر ہے جو خاوند کا ہو- گہر والی بی بی وہین جاکر کہلائینگی یہان تو تمہاری امان
گہر والی بی بی ہین اور تم مہمان ہو جب بیاہ ہوگیا وہ اپنے فرض سے ادا ہوئین اور تم اپنے گہر مین آئین
وہ تعلق گیا نئی دنیا تم کو نصیب ہوئی- اب تم کو اس گہر مین رہنا ہے اور یہان سے مر کر نکلنا ہے۔
اب تمہارا تعلق مان باپ سے اس مثل کے موافق پروس کا رہ گیا بیاہی بیٹی پردیس داخل جا ہے
خوشی سے گزارو یا رو کر اور رلا کر شرافت اسی مین ہے اور یہی عقل کی بات ہے کہ تم نئے گہر کو ہی اپنا

گہر زندگی بھر کا سمجھو اور اپنے ماں باپ کو بس تھوڑی سی ہی جانو اون کو۔ اب تمہارے
کہلانے سے مطلب نہ کپڑا پہنانے سے غرض نہ تمہارے دکھ درد مین علاج۔ دوا دارو سے
مطلب۔ ہان اتنا ضرور ہے اور یہ قدرتی تعلق ہے کہ تمہاری خوشی سے اونکو خوشی ہوگی تمہارے
رنج سے اونکو رنج ہوگا۔ تم بیمار ہوگی وہ دوڑی آئینگی اور اسیطرح تمہاری حالت ہوگی۔
ماں باپ مرجائین تو چاہنے والون کی جدائی کا رنج ہوگا لیکن تمہاری حالت مین کوئی تغیر نہین
ہوگا تمہارا میاں زندہ ہے تو تم کو روٹی موجود ہے کپڑہ حاضر ہے تمہارے بیماری کا تیماردار
موجود تمہارے بچون کا چاہنے والا اونکی خبرگیری کرنیوالا ہے اور سب سے بڑھکر یہ ہے
کہ تم سہاگن ہو برخلاف اس کے خیال کرو کہ تمہارا میاں تم سے ناراض ہی ہوجاوے
تو تمہارے سارے کام بند ہوجاوینگے۔ تمہاری دنیاوی خوشی معدوم ہوجاویگی تمہارا عیش جاتا
رہیگا۔ تمہاری نوکرون پر حکومت نہین رہیگی بلکہ تمہاری عزت بھی اونکی آنکھون مین نہ رہیگی
تم کو روٹی کا نہ آرام نصیب ہوگا اور نہ کپڑے کا اور جو نیا گہر اور اپنا گہر تمکو ملا تہا وہی جاتا رہیگا
اور خدا کے ہان بھی گنہگار ہوگی۔

اگر ماں باپ اس قابل بھی ہون کہ تم کو رکھکر روٹی کپڑہ دین تو وہ باتین وہ عزت وہ آزادی
اور ملکیت کی خوشی جو اپنے گہر مین تہی نہین ہوگی وہان جیسے اور تمہارے دو چار بہائی
بہن ہون سگے ایک تم بھی ہوگی اور گہر والی نہین کہلاؤگے۔ تمہارا دل ہمیشہ پژمردہ رہیگا
اور کسی چیز کے مانگنے مین تم کو شرم آئیگی تم کو اپنے ماں باپ کا خیال ہوگا اور تمہارا بوجھہ
بہاوج پر ہوگا اوس سے تم کو بھی ہر وقت ندامت رہیگی تم کو گہر مین ایک کوٹہری یا دری

ملجاوے گی اور جب اونکو ضرورت ہوگی تو وہ ہی چھین لینگے۔ اور اگر ماں باپ
اس قابل نہیں ہیں تب تو تمہاری مٹی اور بھی پلید ہوگی ۔)
اے میری بہنو آپ کیوں کر دو جو یہ نوبت آوے اور خدا اس حالت سے ہر شریف
خاندان کو بچاوے ۔ ہر شریف خاندان کے بزرگ کا یہ فرض ہے کہ وہ اپنے بیٹیوں کی ایسی
تعلیم کرے اور ترتیب دے کہ اونکو اون کے گھر میں آرام ملے اور ایسی باتیں کریں جنسے اونکی زندگی تلخ ہو جاے

شادی کی فکر

لڑکی تیرہ چودہ برس کی ہو گئی ہے اور ماں باپ اس فکر میں ہیں کہ جلد کوئی اچھی نسبت ملجاوے شادی کے
فرض سے فراغت ہوں بیٹی دولہن بنے اچھے کپڑے پہنے میاں ذات والا پڑھا لکھا لایق دولتمند
ملے جو کوئی ملتا ہے اینچ پینچ سے خواہش ظاہر کرتے ہیں کہ کوئی اچھی نسبت بھیجو آپس میں [illegible] تو چکر
چپکے ہی باتیں کرتے ہیں لڑکیوں کو چھپاتے ہیں کسی غیر عورت کو نہیں آنے دیتے جب کوئی
آتا ہے تو لڑکیوں کو چھپا دیتے ہیں لڑکیاں بھی اس فکر میں مبتلا رہتی ہیں کہ دیکھیں کسکے حوالہ ہوتی ہیں
اور بعض لڑکیاں ڈرتی ہیں کہ معلوم نہیں کیا مصیبت پڑیگی کیسا میاں ملیگا سسرال والے کسطرح
پیش آئینگے ۔ بعض کہتی ہیں کہ خدا کرے میں تو یوں ہی رہوں بیاہ ہوئے پر میں کیونکر غیروں
میں جا کر رہوں گی میرے سب چھوٹ جاوینگے کوئی کہتی ہے کہ خدا کرے جلدی کہیں نسبت
ٹھہر جاے اپنے میاں کے پاس جا کر اپنے گھر کی مالک ہوں نوکر چاکر ہوں اپنی مرضی کا کھاؤں اور
کھاؤں اپنے خوشی کا کپڑا پہنیں بیاہ شادیوں میں جانے آنے لگیں بیبیوں سے ملیں محفل کی
بہاریں دیکھیں اس کنوارپنے کی قید سے نجات ملے یہ سب کچھ غرے لیتے ہیں لیکن پہر بہی خیال

دل میں آتا ہے کہ معلوم نہیں ماں باپ کہاں جھونک دینگے اور کس سے پالا پڑےگا پھر کہتی تھی
آخر ابا اماں بڑی عمر کے ہیں مجھ سے محبت ہے اور میری خوشی ہر بات میں کرتے ہیں اون سے
زیادہ کون میرا رفیق اور میرا چاہنے والا ہوگا وہ تو ذات صفات مزاج سب تحقیق کرکے جب
سب طرح اچھا ہوگا جب ہی کرینگے - مجھکو اتنا تو بھروسہ کرنا چاہیے پھر دل میں کہتی ہے کہ یہ تو
بڑی بات ہے کہ جسکا معاملہ ہوا اوسکو ذرہ بھی خبر نہ ہو کہ یہ کیا کر رہے ہیں ملاپ کا کچھ دخل ہو. پھر سوچتی
ہے اور آپ ہی جواب دیتی ہے کہ خبر ہی کیا ہو سکتی ہے اور کس سے خبر مل سکتی ہے اور خبر ملی بھی تو
اوس کے سچ اور جھوٹ کو کیا سمجھ سکتی ہوں اور کیونکر تحقیق کر سکتی ہوں - اول تو میں ہی کیا اور میری
عقل کیا کہ میں اچھے برے مناسب اور نامناسب میں تمیز کر سکوں بچپنے سے پردے میں ہی
غیر عورت کے سامنے آنیکا بھی حکم نہیں تھا کبھی کسی کے ہاں مہمان تک بھی نہیں گئی دو چار ہم عمر
لڑکیوں کے سوا اور کسی کے نام اور صورت سے بھی واقف نہیں ہوں - اماں سب جگہ جاتی
ہیں بیبیوں سے ملتی ہیں بیاہ شادیوں کی محفل میں بہت ساری بیبیاں جمع ہوتی ہیں سب کے
گھروں کی طرح طریقوں سے واقف ہیں عورتوں کا مزاج جانتی ہیں مجھ سے عمر میں بہت زیادہ ہیں
سمجھ اور واقفیت اونکی بہت ہے - ابا جان سارے شہر سے واقف ہیں سب مردوں کو جانتے
ہیں بیسوں اونکے پاس آتے ہیں اور وہ بیسوں کے پاس جاتے ہیں اور مجھ سے بہت
زیادہ عقلمند اور سمجھدار ہیں ہر بات تحقیق کر سکتے ہیں اور آخری بھلائی برائی کو دریافت کر سکتے
ہیں پھر یہ دونوں میرے چاہنے والے میرے واسطے اچھا نہ کرینگے تو کون کرےگا میں کیوں
اس فکر میں مبتلا ہوں وہ تو جہاں تک کرینگے اچھا ہی کرینگے -

ایک دن ایسی ہی خیالات مین مبتلا تہی کہ مشن کی ایک مس جو اوسے پڑہانے اور سینے
وغیرہ کا کام سکہانی آتی تہی آئی۔ جب اوسکے دل مین خیال آیا کہ ان مس سے پوچہون کہ تمہارے
ہان شادی کیونکر ہوتی ہے اور لڑکیون کو بہی کچہہ دخل ہے یا نہین پر ڈرتی تہی کہ کہین یہ اما سے
نہ کہدے اور وہ خفا ہون یا اسکا چرچہ ہو تو بدنامی ہو لوگ کہین کہ لڑکی کیسی بے شرم ہے کہ بیاہ
شادی کا ذکر کرتی ہے ایک دن موقع پاکر اوس نے مس سے ذکر کیا کہ تمہاری قوم مین کسطرح شادیان
ہوتی ہین مس نے جواب دیا کہ تاریخ مقرر ہوتی ہے دلہن دولہا گرجا مین جاتے ہین سب دوست
جمع ہوتے ہین پادری صاحب نکاح پڑہا دیتے ہین۔

لڑکی۔ مین یہہ نہین پوچہتی۔ یہہ پوچہتی ہون کہ ٹہرتی کیونکر ہے۔

مس تمہارا سوال تو یہہ تہا کہ شادی کیونکر ہوتی ہے اوسکا مین نے جواب دیا اب تم یہہ
پوچہتی ہو کہ کیونکر ٹہرتی ہے اوسکا جواب دونگی مگر یہہ بڑے جہگڑے کا سوال ہے اور اوسکا جواب
بہی بڑا لمبا ہوگا۔ تم سنوگی۔

لڑکی۔ ہان میرا جی تو سننے کو چاہتا ہے مگر مس صاحبہ کسی کو معلوم نہ ہو کہ میری تمہاری ایسی باتین
ہوئی ہین۔

مس نہین مین کسی سے ذکر نہین کرونگی۔ مین جانتی ہون جس واسطے تم پوچہتی ہو اور یہہ بہی
جانتی ہون کہ تمہارے ہان ایسی باتین کرنے پر عیب لگتے ہین۔

لڑکی۔ اچہا کچہہ تو کہو۔

مس یہہ تو تم کو معلوم ہے کہ ہماری قوم مین پردہ نہین ہے ہم باہر پہرتے ہین مرد اور عورتین آپسمین

ملتے ہیں مگر خدا نے ہی ہم کو کم زور اور مردون کے طرح سے کم بنایا ہے اس لئے ہم اپنی عزت و آبرو کے
خود حفاظت نہین کرسکتے باہر نے جانے مین بہی اپنے رشتہ دار یا اپنے ماں باپ کے ساتہہ جاتے ہین
جب شادی کی عمر ہوتی ہے لڑکیون اور لڑکون کو شادی کرنیکا خیال پیدا ہوتا ہے تو آپس مین ملتے
جلتے ہین تاکہ ایک دوسرے سے ملین مختصر یہ ہے کہ پسند کرین اور ماں باپ یہ خیال رکھتے ہین
اور وہ ایسے لڑکون سے جنکو اس تعلق کے قابل سمجھتے ہین ملنے دیتے ہین اور جنکو لیاقت یا خاندان
یا کسی اور وجہہ سے اس قابل نہین سمجھتے نہین ملنے دیتے اور لڑکیون کو ایسے لڑکون سے بچاتے ہین
لڑکی - کیون تمہارے ہان تو لڑکیان پڑہی لکہی عقلمند ہوتی ہین اول ہی بے پردہ پہرتی ہین اور پہر
ماں باپ کی ایسی حکومت کیون ہوتی ہے کہ جس سے چاہین ملنے دین جس سے چاہین نملنے دین
مس لڑکی کیا عورت بہی کیسی ہی پڑہی لکہی ہو مگر ماں باپ کی عقل اور اونکا سا تجربہ اور زمانہ
سے اور لوگون سے واقفیت اوسکی کہان ہوسکتی ہے اور تم سے اول ہی کہا ہے کہ ہم کو خدا
نے ہی کمزور بنایا ہے ہمارے قوا مردون سے کمزور ہین - ہم اپنی حفاظت بہی آپ نہین کرسکتے اور اگر یہ
سب کچہہ ہو تو ہر کام مین مشورہ کی ضرورت ہوتی ہے اور مشورہ مین ہمیشہ سچے سمجہدار دوست کی
ضرورت ہوتی ہے تو ماں باپ سے زیادہ کون سچا دوست ہوسکتا ہے اس لیئے لڑکیون کو ماں
باپ کی صلاح پر چلنا چاہیئے اور اونکی حفاظت مین رہنا چاہیے وہ خود جب ضرورت ہوتی ہے
مشورہ بہی اپنے دوستون سے کرتی ہین -
لڑکی - خیر مس صاحب - پہر کیا ہوتا ہے -
مس - یون تو بہتیرون سے ملتے ہین اور بہتون کی خواہش ہوتی ہے لیکن کوئی ایک لڑکا

لڑکی کو یا لڑکی لڑکے کو پسند آجاتی ہے پہر اگر کسی لڑکے کو کوئی لڑکی پسند آگئی تو وہ اوسکو خوش
کرنیکی کوشش کرتا ہی اور اوسکی تابعداری کرتا اور اوسکی خوبصورتی اور اوسکی باتون کی تعریفین کرتا ہی
زیادہ اوسکے ساتہہ رہتا ہے تاکہ وہ بہی پسند کرے جب اوسکے دل مین یہہ خیال برتاؤ سے ہوجاتا ہے
میری شادی کی درخواست نامنظور نہ کریگی تو کسی موقع سے اوسکا اظہار کرتا ہی تب یا تو لڑکی صاف
جواب دیدیتی ہے یا خاموشی سے نیم رضامندی کا اظہار کرتی ہی اس عرصہ مین ماں باپ بہی حال انداز
سے سمجہنے لگتے ہین کہ فلاں لڑکے کی طبیعت اسطرف ہے اگر اون کو ناپسند ہوتا ہے تو لڑکی سے علحدہ
کرادیتے ہین یا کوشش کرتے ہین اگر پسند ہوتا ہے تو اوسمین اور ترقی دیتی ہین اور کوشش کرتے مین
کہ لڑکی بہی پسند کرنے۔

جب لڑکا لڑکی کی رضامندی حاصل کرلیتا ہی تو لڑکی کے ماں باپ سے خود یا بذریعہ خط کے تحریک کرتا ہی اور
قرارداد ہوجاتا ہے یا وہ نامنظور کردیتے ہین۔

لڑکی کیا تمہارے ہان بہی ماں باپ کو بہی اختیار منظور یا نامنظور کرنیکا ہوتا ہی۔

مس ہان جو لڑکیاں شریف اور نیک ہوتی ہین وہ تو اپنے ماں باپ کی رائی کو اختیار کرتی ہین اور
یہی عقلمندی کی بات ہے اور جو بیوقوف اور بد ہوتی ہین وہ اپنے پسند کو اچہا سمجہتی ہین مگر پہر پشیمان ہوتی
ہین بعض بعض یہانتک بد ہوتی ہین کہ ماں باپ سے لڑتی ہین اور یہہ بہی ہوتا ہے کہ اپنے ماں باپ کے مرضی کے
خلاف بہی کرلیتی ہین وہ ہمارے ہان بہی برے سمجہی جاتی ہین اور آخر مین پچہتاتی ہین۔

لڑکی کیوں جب دیکہہ بہال کر اپنے پسند سے کرتی ہین تو پچہتاتی کیوں ہین۔

مس حقیقت یہہ ہے کہ لڑکیوں مین تو کیا لڑکوں مین بہی پسند کرنیکے ایسی قابلیت نہین ہوتی۔

جیسی کہ اونکے ماں باپ اور رشتہ دارون کو ہوتی ہے نہ اونکا ایسا علم ہوتا ہے نہ تجربہ اور نہ ایک کو
دوسرے کے پورے حال سے واقفیت ہوتی ہے۔ لڑکا اپنی حالات بہت اچھے بیان کرتا ہے اور اپنی
عادات اور مزاج خوب بناکر دکھاتا ہے اور اسیطرح لڑکی بھی کرتی ہے ایک دوسرے کو خوب دہوکہ
دیتے ہین اور یہہ آپس کے معاملہ کو لوگون سے چہپاتے ہین کسی سے تحقیق نہین کرتے اور چونکہ ایسے وقت مین
جوانی کا جوش دل مین ہوتا ہے اور عشق کی سی حالت ہوجاتی ہے تو اون کو ہر ایک چیز اچھی ہی معلوم
ہوتی ہے برائی پر نظر ہی نہین پڑتی۔ مثل مشہور ہے کہ محبت اندھا کردیتی ہے تو عمر لڑکے اور لڑکیون کو
جو محبت ہوتی ہے وہ اصلی خوبی کیوجہہ سے نہین ہوتی بلکہ جوانی کے جوش کی محبت ہوتی ہی اور وہ اندھا
کردیتی ہے اوسمین لڑکیان اور لڑکے دونون محو ہوجاتے ہین اور اصلی برائی و بھلائی کو اور نباہ کو نہین
دیکھہ سکتی۔ اوس اندھے پن مین یہہ سمجھتے ہین کہ ہمیشہ ایسی محبت رہیگی اور محبوب کا دعوی یہہ کرتا ہی یا کرتی ہے
وہ ضرور پوری ہونگی۔ پہر جب شادی ہوجاتی ہے اور جوش نکلجاتا ہی اور ہر وقت کا پاس رہنا ہوتا ہے
اور معاملہ پڑتا ہے تو اصل رنگ دکہائی دینے لگتا ہی اور وہ محبت سب غائب ہوجاتی ہی پہر لڑائی جہگڑے
فساد سب ہی کچھہ ہوتے ہین بلکہ روزن طلاق اور جدائی کی نوبتین ہوتی ہین۔ ماں باپ زیادہ تجربہ کار
اور سمجھہ دار تو ہوتے ہی ہین مگر اون مین وہ اندھا کرنیوالا جوش ہی نہین ہوتا اور اپنے بچے کی خیرخواہ
ہوتے ہین وہ اصلی حالت کو غور سے دیکھتی ہین اور ملنے جلنے والون سے دریافت کرتے ہین اور خوب تحقیق
کرتے ہین اوسکے ساتھہ وہ لڑکی کے مزاج کی ترکیب اور فریقین کی طبیعت کی مناسبت کا خیال کرتے
ہین اسلیئے اونکا پسند کیا ہوا زیادہ اچھا ہوتا ہے اور بہت کم خرابی پیدا ہوتی ہے۔
ہماری قوم مین اگرچہ ایسا ہے مگر ایمان سے پوچھو تو مین لڑکیون کو تنا ذہن دنیا بہی جہتا کہ

ہمارے ہان بے پسند نہین کرتے۔ تمہارے ہان کا طریقہ بہت ہی اچہا ہے کہ بالکل مان باپ اور رشتہ دارون پر اسکا مدار ہے لڑکیون کو کچھ دخل ہی نہین۔

لڑکی مس صاحب مین نے ہی بہت سوچا اور میری ہی رائے یہی ہے کہ مان باپ کے برابر لڑکی ہر بات مین کیونکر ہو سکتی ہے وہ تو جہانتک اون سے ہو سکیگا بہلائی ہی کرینگے ہم لڑکیون کو اسکا کیا سوچنا پڑا کہ کیا ہوگا مگر اب تُم نے ہی اتفاق کیا اور ایسی اچہی بات بیان کی کہ مین اوس سے زیادہ مضبوط ہو گئی۔ فقط

لڑکیون کے مان باپ اور رشتہ دارون کے مشورہ سے نسبت قرار پا جاتی ہی اور بیاہ کی تیاری ہونے لگتی ہے مگر اسکا مان باپ کو خیال نہین ہی کہ لڑکی ہی ایسی تیار ہوئی ہے کہ بی بی بننے کی مستحق ہو اور جسکے پاس جائیگی اوسکو اپنے مزاج اور اپنی لیاقت سے خوش رکھ سکیگی اوسکو آرام دیگی اور آپ آرام سے بسر کریگی۔ اے لڑکیون کے ماباپون۔ یہہ وقت آیا ہی کہ تمہاری بیٹی تم سے جدا ہوتی ہی اور نئی دنیا میں داخل ہوتی ہے۔ تم اوس سے چھٹتی ہو وہ تُم سے چھٹتی ہے۔ اس نئی دنیا مین اوسکو مان ہی ملیگی باپ ہی ملیگا بہائی ہی ہونگے بہنین ہی ہونگی اور سب سے زیادہ جو تمہارے گہر مین میسر نہین تہا اوسکا ایک ہمراز ہمدرد مونس ہمگسار ملیگا جو چاہنے والا حاکم ہوگا مگر یہہ سب نا آشنا ہونگے تو پہلا کام اوسکا یہہ ہونا چاہیے کہ جو نئے مان باپ اور بہائی بہن خاوند اوسکو اس نئے دنیا مین اوسکو ملیگا نہ بیگانہ بنائے ساس کو مان نند کو بہن دیور جیٹہ کو بہائی میان کو اپنا مالک اور حاکم سمجہے ساس نند دیور جیٹہ کی خاطر کرے میان کی تابعداری کرے تب یہہ نئی دنیا اوسکو اصلی عیش و عشرت کا سامان بہم پہونچائے گی اور اگر اس اصول کو اوس نے نہین سمجہا اور یہہ کوشش نہ کی تو اوس کیواسطے مصیبت

سامنا ہوگا اوس کے سسرال والے عمر بہر تمکو صلواتین سنائینگے اور تمہاری بیٹی اپنی بیوقوفی سے اپنی حالت
خراب کر لیگی اور تمکو کہیگی کہ مجہکو ماں باپ نے جہونک دیا یہہ تو غلط ہوگا کہ جہونک دیا اوسکو یہہ کہنا چاہیے
کہ میرے ماں باپ نے مجہکو ایسی تعلیم نہین دی کہ اس نئے دنیا مین آرام سے بسر کرنیکے سامان کرتی -
اور اپنا فرض اور میان بی بی کا حق جانتی تمکو سمجہنا چاہیے کہ مرد جو عورت سے بیاہ کرتا ہے اوسکی غرض یہہ ہوتی ہے
کہ میرا ہمجنس تنہائی مین میرا دل بہلائے مجہکو خوش رکہے میری ضرورتون کا خیال کرے تم کو وہ باتین
کرنی چاہیئے جو میان کی خوشی کے ہون یہان ایک خط کی نقل کرتی ہون جو ایک شریف نے اپنی بیٹی کو اوسکے
بیاہ کے بعد لکہا تہا -

اے میری پیاری بیٹی خدا تم کو خوش رکہے -

یہہ پہلا خط مین تم کو تمہاری شادی کے بعد لکہتا ہون اگرچہ تمہاری نیکبختی اور سعادتمندی اور تمہاری
عاقبت اندیشی اور نیک مزاجی سے جسکو مین ہر روز دیکہتا تہا اور مجہکو پورا تجربہ ہے یقین ہے کہ تم اپنی
اس نئی زندگی کے فرایض کو خوبی سمجہہ گئی ہوگی - اور اپنے گہر مین اسطرح رہوگی کہ سب گہر والے تمہاری
نیک مزاجی تحمل اور بردباری سے خوش ہونگے اور تم کو عزیز رکہین گے - لیکن تمہارے خیال کو مین اون تمام
امور کیطرف متوجہ کرتا ہون جو تم کو نئے گہر مین پیش آنیوالے ہین -

اے میری پیاری بیٹی تم کو اوس گہر سے جانیکا جسمین تم پیدا ہوئین سولہ سترہ برس اپنی عمر کے بسر کیے اور
اون لوگون سے جدا ہونیکا جنہون نے تم کو گودون مین کہلایا اور جنہون نے تمہاری ضدین اوٹہائین
تہین رنج ہوگا - اور اسیطرح ان سب کو جو گہر مین ہین اور جنہون نے تم کو پال پوس کر بڑا کیا ہے تمہاری
جدائی کا رنج ہے اللہ کی عنایت شامل حال رہے اور تم اس قابل ہوئین کہ تمہارا بیاہ ہوا اور اپنی گہر کی ہوئین

ابتک جس گہر مین تم اتنی بڑی ہوئین وہ تمہارا گہر نہین تہا لیکن یہہ گہر جو تم کو اب ملا ہی یہی تمہارا گہر ہی اور سمین تم کو عمر بہر رہنا ہے اسلئے تم کو اسکی نشیب و فراز کو خوب سمجہہ لینا چاہیئے تاکہ اِس زندگی کے راستہ پر تم آسانی سے چلو اور ٹہوکرین نہ کہاؤ۔

اے میری پیاری بیٹی اِس گہر مین تم کو میان ہی نہین ملا ہے سمین تم کو امان بہی ملین بہن بہائی بہی ملا اور کُنبے والے بہی ملے ہین اپنی ساس کو تم امان یہ ہہیا ساس کو پہوپہی۔ خلیا ساس کو خالا اپنے دیور جیٹہہ کو تم بہائی کہوگی مگر اسکو رسمی طور سے نہ کہنا بلکہ سچے دل سے جسکو مان کہو ماسمجہو جسکو بہن کہو بہن جانو جسکو پہوپہی کہو پہوپہی سمجہو جسکو خالہ کہو خالہ سمجہو جسکو بہائی کہو بہائی جانو نیکی اور سچائی کا اثر دلون پر پڑتا ہی ایک بڑے تجربہ کا شعر ہے۔ اور بالکل صحیح ہے۔

دل را بدل رہیست درین گنبد سپہر ٭٭ از کینہ کینہ واز مہر مہر۔ اگر تم ایسا کروگی تو وہ بہی تمہارے ساتہہ ایسا ہی سلوک کرینگی۔ جو تمہاری مان پہوپہی خالہ بہائی کرتے اور وہ تمہارے خیر خواہ اور تمہاری ہمدرد ہوجاوینگی۔

تم اوس گہر مین نئی ہو اور تمکو گہر کرنا ہے تم اونکی دلون مین گہر کرو نہ صرف اوس چار دیواری مین جہان تم رہو۔ میری پیاری بیٹی تمہارے سسرال والے تمہارے غیر تہے نہ تم کبہی اون سے واقف تہین نہ وہ تم کو جانتی تہی خداوند تعالی نے ازل مین یہہ قرار دیدیا تہا کہ تم اون مین جاؤگی پہر دنیا مین ایسا سامان کردیا کہ اوس تقدیر کا ظہور ہوا اب تم کو اوسپر شاکر ہونا چاہیئے اور یہہ سمجہنا چاہیئے کہ خدا تعالی اپنے بندون کے حق مین جو کرتا ہی اچہا کرتا ہے۔ اب تم کو چاہیئے کہ اون لوگوں کو جو تمہارے غیر اور تم سے ناواقف تہے اپنا بناؤ اور وہ اسی طرح ہوگا جیسا کہ مین نے اوپر بیان کیا ہے کہ تم اون کو اپنا حقیقی رشتہ دار بلکہ ایسے

زیادہ سمجھو اسلیے کہ حقیقی مان اور باپ بھائی بہن سے تو خون کا رشتہ ہوتا ہے اگر تم اون سے لڑو اور محبت
نہ بھی کرو تو بھی قدرتی محبت اون مین ہوگی۔ لیکن یہ رشتہ بنایا ہوا رشتہ ہے اون مین محبت پیدا کرنیکو اسطی
تم کو انسے محبت اور انکی اطاعت اور انکی ہمدردی کرنی چاہیے جب وہ تمکو اپنا مطیع اور ہمدرد پاوینگے
تو گو وہ کیسی ہی بے مہر ہون مہربان ہو جاوینگے یہ پہلی بات ہے جسکا تم کو سسرال مین خیال کرنا چاہیے۔
میان سے بی بی کی عزت اور عظمت ہوتی ہے مثل مشہور ہے جسے پیا چاہے وہی سہاگن کہلائے۔
دوسری بات یہہ ہے کہ تم اسطرح اپنے میان سے برتاؤ کرو کہ اوسکی محبوبہ اور چاہیتی بنو یہہ بات اطاعت
خیرخواہی رازداری آرام دینے اور اوسکے آرام کے فکر رکھنے سے حاصل ہو سکتی ہے یہہ جو چند الفاظ مین نے
لکھی ہین اونکی تشریح بہت طول و طویل ہے مگر مختصر صراحت اونکی یہہ ہے۔

اطاعت اطاعت کی معنی یہہ ہین کہ اپنی تمام خواہشون اور خوشیون کو بمقابلہ اپنے میان کے خوشی اور
خواہش سکے بے حقیقت سمجھو اور اس مصرعہ کی مصداق بنے۔ راضی ہین ہم اوسی مین جسمین کہ ہے تری رضا
ایک ہندی دوہا ہے۔ شحنہ کی شحنہ تری گانو مین رہنا۔ اونٹ آیا بلائیگی تو ہان جی ہان جی کہنا۔ شحنہ گانون کے
چوکیدار کو کہتے ہین تو ایک شخص یہہ کہتا ہے کہ اے شحنہ مجھے تو تیرے گانون مین رہنا ہے اگر تو یہہ کہے کہ بلی اونٹ کو
اٹھا کر لیگئی تو مین کہونگا کہ ہان سچ ہے۔ بیٹیا تمکو تو میان کے گہر مین رہنا ہے اگر وہ کہے کہ چیونٹی ہاتہی کو اٹھا
کر لیگئی تو یہی کہنا چاہیے کہ سچ ہے ہی مضمون کا ایک فارسی کا شعر ہے۔ اگر شہ روز را گوید شبست این
بباید گفت اینک ماہ و پروین۔ اگر بادشاہ روز روشن کو کہے کہ رات ہے تو کہنا چاہیے کہ بیشک یہہ چاندنی
کی روشنی ہے۔ بیٹیا جب کسی کو اپنا کرنا چاہو تو اپنی رای اور خوشی پر دوسری کی خوشی کو مقدم کرو۔ پہر کسطرح
وہ خوش نہ ہوگا۔

بی بی کی اطاعت لونڈی غلام نوکر کی سی نہین ہے وہ اطاعت کرتی ہین مگر اسوجہہ سے کرتی ہین کہ روٹی کپڑہ ملتا ہے
تنخواہ ملتی ہے اگر نہ کرین موقوف ہو جاوین مگر وہ تو اور جگہہ بہی نوکری کر کے پیٹ بہر لینگے۔ بی بی کو میان کی
اطاعت صرف اس خیال سے نہین کرنی چاہیئے کہ اوس سے روٹی کپڑا ملتا ہے یہہ تو ملتا ہی ہے اسکے سوا اوسکی
اطاعت سے خدا اور خدا کے رسول کی خوشنودی حاصل ہوتی ہے عزیز و اقارب خوش ہوتے ہین اور میان کی عزیز
اور محبوب بنتی ہے میان اوسکی خوشی کرتا ہی اور اوس سے اوسکو عزت حاصل ہوتی ہے۔ بی بی اور میان کا ساتہہ
تمام عمر کے واسطے ہے۔ جو مل گیا اوسی سے نباہ کرنا ہے وہ تمام زندگی کا ساتہی ہے۔

اول بات یہہ ہی کہ ہر شخص اپنے آسایش کا خواہان ہوتا ہی اور جس سے اوسکو آرام ملتا ہی اوسکو عزیز رکہتا ہی اور
اوسکی باتین بہی اوٹہا لیتا ہے۔ تم دیکہو جو ماما تمہارے مزاج کی موافق کام کرتی ہے اور تم کو آرام پہونچاتی ہے
اوسکی تم نازبرداری کرتی ہو اور یہہ چاہتی ہو کہ وہ جدا نہ ہو اوسکو تنخواہ بہی زیادہ دینا پسند کرتی ہو اور اگر کبہی کچہہ
قصور بہی کرے تو اوس سے درگذر کرتی ہو اسی طرح بی بی کا ایک کام یہہ بہی ضروری ہے کہ ہمیشہ میان کی آرام کا
خیال رکہے جن چیزون سے اوسکو آرام ملتا ہو اونکو مہیا رکہے اوسکے کہانے پینے کی خبر رکہے۔ اوس کے مزاج کی موافق
مکان کو درست رکہے جب وہ آوے ہنسی خوشی سے اوسکے سامنے آئے تاکہ کوفت جو اوسکو باہر کی محنت اور دنیا کی کاموں سے
ہوئی ہے وہ مبدل بخوشی ہو جاوے کہ اوسکو آرام ملے وہ سمجہے کہ اس بی بی کیوجہہ سے تکالیف ہی سے نہین بچا بلکہ
مجہکو آسایش ملتی ہے۔

بعض عورتین بیوقوفی سے ناک بہون چڑہا کر میان کے سامنے آتی ہین یا منہہ پہلائے ہوئے بیٹہی رہتی ہین اور سمجہتی ہین
کہ میان ایسی صورت بنانے سے ہماری خواہشون کو پورا کریگا یہہ اونکی سخت غلطی اور بیوقوفی ہے اول تو اونہون
نے اپنی صورت ہی ایسی بنائی کہ جو کچہہ خوبی حسن و جمال کی تہی وہ بہی جاتی رہی دوسرے میان دیکہکر اونسے ملول ہو گیا

اور جس آسایش یا نیکی امید سے وہ گہر مین آیا تہا بی بی کی صورت دیکہتی ہی وہ امیدین تو منقطع ہو گئین اب یہ
خیال پیدا ہوا کہ معلوم نہین اسپر کیا مصیبت پڑی جو ایسی حالت مین ہے اوسکو دریافت کرنا چاہا تو بیزاری کی وجہ
سے جواب ہی نہین ملتا اگر جواب بہی ملا تو ترش روئی سے جسنے اور بہی اوسکے دل کو پژمردہ کر دیا اوسکو بجاے گہر مین آرام
ملنے کے مصیبت کا سامنا ہو گیا اور اب گہر اوسکو برا معلوم ہونے لگا۔ اور بجاے اسکی کہ بیوی کو کچہہ فایدہ ہو
یہہ نتیجہ ہوگا کہ میان بی بی سے بیزار ہوگا گہر سے بہاگے گا۔ باہر رہنا اپنی آسایش سمجہیگا ایسی حالت مین کیا خاک
بی بی کی امیدین بر آئینگی۔ امیدین کسی سے اوسیوقت پوری ہوتی ہین جب اوسکو خوش کر دو اور خوشامد کرو
جب اوسکا مزاج درست ہو اور محبت کا جوش اوسکے دل مین پیدا ہو اوسوقت جو مانگو ملے۔

خیر خواہی دوسری بات خیر خواہی ہے مطلب یہہ ہے کہ تم اپنے میان کی بہلائی چاہنے والی ہو۔ اوسکی جان کی بہلائی اوسکی
عزت کی بہلائی اوسکی صحت کی بہلائی اوسکے مال اور اسباب روپیہ پیسہ کی بہلائی چاہنے والی ہو اور اوسکے جان اور
صحت کی بہلائی اسطرح چاہو جیسے مان بیٹے کی جان کی سلامتی اور تندرستی کا ہر وقت خیال رکہتی ہے اوسکے مال و اسباب
کی ایسی حفاظت کرو جیسے دور اندیش آدمی اپنے مال کی کرتا ہے۔ ایک شخص کہا کرتے تہے کہ بیوی مین مان بہن
وزیر محافظ کے اوصاف کا مجموعہ ہونا چاہیے۔ مان بہن کی کیسی محبت کرے۔ وزیر کی طرح تدابیر بہلے ملک داری کی خانہ داری کی
سوچے اور کرے۔ خزانہ کے سانپ کی طرح اوسکے مال کی محافظ ہو مگر اتنا فرق ہے کہ سانپ خرچ نہین کرتا
تم خرچ بہی کرو مگر ٹہیک جگہہ پر مناسب طریق سے اور اسیقدر مین اپنی بسر کرو جتنی استطاعت ہو لا پرواہ اور فضول
خرچ بی بی پر اعتراضات ہوتی ہین اور اوسی کو تکالیف اور رنج پہونچتا ہے گہر کے چیزون سے لا پروائی
کرنے سے وہ خراب اور ضایع ہو جاتی ہین فضول خرچی روپیہ کا ستیاناس کرتی ہے اور ضرورت کے وقت میسر
نہین ہوتا تو اوسکا رنج ہوتا ہے میان ایسی عورت کو اپنے روپیہ پیسہ کا محافظ نہین سمجہتا اور اوس سے چہپاتا ہی تو وہ

یکجہتی اور شرکت قایم نہین رہتی پہر وہ خوشی نصیب نہین ہوتی جو آسایش اور خوشی سے بسر ہونیکے واسطے ضروری ہے

رازداری تیسری بات میان بی بی کی رازدار ہونا ہے یہہ سب سے چہپانا ضروری فرض میان بی بی کا ہے اور بڑا مشکل کام ہے مگر جیسا مشکل ہے

ویسا ہی ضروری ہے مردوں مین یہہ مشہور ہے کہ عورت رازدار نہین ہوتی اور اوسکی بہت سی مثالین اونہون نے بنائی ہین۔ ایک مثل مجہکو اسوقت یاد آئی ہے جسکو لکہتا ہون اوس سے تم کو معلوم ہوگا کہ مرد عورتون کو کسقدر اس معاملہ مین بے اعتبار سمجہتے ہین اور یہہ بہی معلوم ہوگا کہ عورتون کی افشاء راز کرنیکی کیسی مصیبتین پڑتی ہین۔

نقل ہے کہ ایک شخص نوکری یا تجارت کے واسطے سفر کا ارادہ کرکے گہر سے چلے اور ایکہزار روپیہ اپنے اخراجات سفر و سرمایہ تجارت یا زمانہ امیدواری کے خرچ کیواسطے ساتہ لیا۔ راستہ مین ایک شخص سے ملاقات ہوئی اور اوس سے ارادہ اور سفر کی غرض بیان کی تو اوس نے کہا کہ ابہی نا تجربہ کار ہو اگر تم مجہکو ایکہزار روپیہ دو تو مین ایک بات ایسی بتاؤن کہ تجربہ حاصل ہو اور عمر بہر تمہارے کام آوے اون کو اوس بات کے سننے کا شوق اس درجہ ہوا کہ ایکہزار روپیہ اوسکو دیدیے تب اوس شخص نے کہا کہ ایکہزار روپیہ کی قیمت اس بات کی ہے کہ عورت سے اپنا راز نہ کہے۔ بس اب گہر جاؤ اور ایکہزار روپیہ اور لیکر آؤ تو دوسری بات بتاؤنگا جو اس سے بہی زیادہ کارآمد ہوگی وہ مسافر گہر کو واپس روانہ ہوئے۔ اور ایکہزار روپیہ کا بندوبست کرکے پہر اوس شخص کے پاس پہونچے اور کہا کہ دوسری بات بتاؤ اوسنے روپیہ لیکے کہا کہ پولیس والے دوستی پر بہروسہ نکرنا یہہ کہکر کہا کہ گہر واپس جاؤ اور ایکہزار روپیہ اور لاؤ تو بس آخری اور تیسری بات بتاتا ہون ورنہ یہہ باتین بہی کچہہ زیادہ کارآمد نہونگی یہہ دو ہزار تو دیچکے تہے مجبور پہر گہر کو واپس آئے اور روپیہ کا بندوبست کرکے پہر اوس شخص کے پاس گئے اوسنے ایکہزار روپیہ لیکر کہا کہ ٹٹپونجیے بنئیے سے ادہار یعنی لین دین نہ کرنا اور کہا کہ عورت کی حقیقت یہہ ہے کہ جو بات وہ سنتی ہے یا دیکہتی ہے اوسکو ضرور ظاہر کر دیتی ہے اور پولیس والے اپنی کارگزاری کیواسطے دوستی کی پروا نہین کرتے ٹٹپونجیہ بنیہ اپنی دو چار پیسے کیواسطے گاہک کی عزت کا خیال

نہین رکہتا یہ کہکر اوس نے کہا کہ مین تمہارے ساتھ چلتا ہون اور ان باتون کو آزماتا ہون یہ دونون روانہ
ہوئے اور ایک شہر مین جاکر تہانہ کے قریب مکان کرایہ کو لیا سانو نے اپنی بی بی کو بہی لاکر اوس مکان مین لا
رکہا تہانہ دار سے بہت دوستی ہوگئی ہر وقت یہ تہانہ دار کے ہان رہتو تھے یا تہانہ دار ان کے گہر مین رہتا تہا
تہانہ دار اور یہ آپس مین بہائی بہائی ہوگئے اور دانت کاٹے روٹی آنکی اور تہانہ دار کی ہوگئی تہانہ دار کی بی بی اور
ان کے بی بی مین بہت محبت ہوگئی اور ہر روز کی آمد و رفت ہوئی محلہ مین جو ایک تہنو بنیا رہتا تہا اوس سے
اوچا پت ہی شروع کی روزمرہ کے خرچ کیو سطے آٹا دال نمک ہلدی مرچ قرض منگالیا کرتے تھے اوس کے
دس پانچ روپیہ ہوگئے۔
اتفاقاً شہر مین ایک عورت کو کسی نے مار ڈالا اوس کے دوست نے جنہون نے تین ہزار روپیہ تین باتون کی قیمت دی تہی
اون سے کہا کہ آج میری باتون کی آزمانے کا موقع ہے۔ بی بی تمہاری موجود ہا دے پہر تم کو اعتبار ہے تہانہ دار تمہارے
بہائی بن گئے ہین اس بنیہ کا کچھ تہوڑا سا قرض بہی ہے آج تم ایک بکری کا سر لاؤ اور اپنے گہر مین دفن کرواؤ
بی بی سے کہدو کہ مین نے ایک عورت کو مار ڈالا ہے اوسکا سر دفن کردیتا ہون تو پتہ نہین لگیگا اور بہت
تاکید کردو کہ کسی سے مطلق اوسکا ذکر نہ کرے ورنہ ماری جاؤگی اوہون نے اس نصیحت پر عمل کیا قصائی
سے ایک بکری کا سر لیا اوسکو کپڑے مین خوب لپیٹا گہر مین گہبرائے ہوئے گئے اور جلدی سے ایک کوٹھری
مین چلے گئے بی بی سے کہا کہ زمین کہودنے کے لئے کوئی چیز جلد لاؤ وہ دست پناہ لیکر پہونچی اور پوچہا کہ کیا ہے
اوہون نے کہا تم کو کیا مطلب تم جاؤ بی بی نے اصرار کیا تو اوہون نے کہا کہ ہنب بڑی بات مجہ سے
ہوگئی ہے اگر کہل گئی تو مین مارا جاؤنگا جلدی سے تم گڑہا کہود دو اور اس سر کو دبا دو اب بی بی نے کہا کہ
کاہیکا سر ہے۔ میان نے کہا اس سے تم کو کیا مطلب تم سے جو کہا ہے کرو میان بی بی دونون گڑہا

کہودتی جاتی تہی اور بی بی اصرار کرتی جاتی تہی۔ غرض گڈہا تیار ہوا اور میان نے وہ سر کو کپڑے کے جو اوسمین
لپٹا ہوا تہا دفن کر دیا اور مٹی ڈالکر خوب کوٹ دیا بی بی نے اب ضد شروع کی کہ مجہکو اب بتا ہی دو
میان انکار کرتا تہا بی بی ضد کرتی تہی۔ عورتون کی ہٹ بہی مشہور ہی ہین تین ہٹین مشہور ہین تریا ہٹ
بالک ہٹ راج ہٹ۔ جب یہہ مجبور ہوئے تو کہا بی بی یہ ایسا کام مین نے کیا ہی کہ اگر اوسکا افشا ہوا تو مجہکو
پہانسی لگیگی تو رانڈ ہو جاوگی بچے یتیم ہو جاوینگے گہر تباہ ہوگا بچے اور تم دربدر ٹہوکرین کہاتی پہروگی تو
میری بی بی ہے تجہہ سے زیادہ میرا کوئی دوست نہین تو میری محرم اور رازدار ہے مین تجہکو بتاو دیتا ہون
مگر ایسا نہو کہ تیرے مُنہہ سے کہین نکل جاوے اور میری جان جاوے تو مصیبت مین گرفتار ہو۔ بی بی نے
کہا کہ مین جانتی ہون کبہی مین ایسی بات کر سکتی ہون جس سے تم کو کوئی رنج ہو۔ مین کبہی مُنہہ سے یہہ بات نہین نکالونگی
اور ایسی بات جسمین تم کو اور مجہکو زیان ہو کیسے زبان پر آسکتی ہے۔ میان نے قول واقرار کرکے بی بی سے کہا کہ دیکہو
مین تم کو عزیز سمجہتا ہون تم سے محبت کرتا ہون تم کو روپیہ پیسہ جو کچہہ ہوتا ہے دیتا ہون تمہارے حقوق مین
کسی طرح فرق نہین کرتا ہون بتاؤ سچ ہے یا جہوٹ۔ بی بی نے کہا سچ ہے۔ تم میرے میان ہو مجہہ سے بہت
محبت کرتے ہو مین بہی تم پر عاشق ہون تم میری تکلیف سے مین تمہاری تکلیف سے بیچین ہو جاتی ہون اور ہر
طرح کا آرام ہے یہ کیسی ہو سکتا ہے کہ مین ایسی بات مُنہہ سے نکالکر تم کو اور اپنے کو مصیبت مین گرفتار کراؤن
جب میان نے یہہ سب باتین طے کرلین بی بی سے کہا کہ آج ایک عورت کو مین نے مار ڈالا اور اس خوف سے کہ کہین
لاش چہرے سے پہچان کر پولیس والے اوسکا پتہ لگا دین سر کاٹکر لے آیا اور یہان دفن کر دیا۔ آدمی اکثر صورت
سے پہچانا جاتا ہے۔ اب اوس لاش کو کوئی نہین پہچانیگا کیونکہ اگر یہہ بات کسی کو معلوم ہو جاوے کہ مین نے قتل کیا ہے
تو مجہکو پہانسی لگیگی یا نہین۔ بی بی نے کہا بیشک۔ بس بس چپکے ہو رہو۔ میان رات کو سو رہے بی بی کے پیٹ مین

چوہے دوڑتے رہے ایک دن گزرا دو دن گذرے اس عورت کے مارے جانیکا شہر مین غل ہوا اور ہر
کہی تلاش ہونے لگی مُرقہ والی عورتین جو گہر مین آتی ہتین وہ بی بی کے سامنے ذکر کرتی ہتین کہ بی بی کسی کمبخت
نے ایسا ظلم کیا کہ عورت کو جو بہت گوری چٹی ہتی اوسکے ہاتہہ پانون بہت خوبصورت نازک نازک تہے مار ڈالا
اور سر کاٹ کر لے گیا یہہ معلوم نہین ہو سکا کہ وہ کون عورت ہی - یہہ سنتی ہتی اور سمجہتی ہتی کہ میرے میان کی ہی
کرتوت ہین مگر مُنہہ سے نہین نکالتی ہتی - تہانہ دار پر حاکم کی سختی ہتی کہ پتہ لگائے وہ بہتیرا تلاش کرتا تہا کچہہ پتہ
نہین ملتا تہا آخر تہانہ دار معطل ہوا اوسکو نوکری کا اندیشہ ہوا اوسکی بی بی بہت پریشان تہی کئی روز سے اوسکی
بی بی کے پاس نہین آئی تہی ایک دن آئی اور نہ آنیکا سبب یہہ بیان کیا کہ بوا تمہارے بہائی کی نوکری کے
لالے پڑ گئے نوکری تو نوکری دیکہیے اونکی عزت ہی رہتی ہے یا نہین کسی نے ایک خوبصورت عورت کو مار ڈالا
اور اوسکا سر کاٹ کر لے گیا نہ سر کا پتہ ملتا ہے اور نہ مارنے والے کا نہ یہہ معلوم ہوتا ہی کہ وہ کون عورت تہی
حاکم کا حکم ہے کہ عورت کا اور مجرم کا پتہ لگاؤ نہین تو تم کو جیلخانہ بہیجتے ہین نوکری ہی گئی عزت ہی گئی یہہ کہکر رونے
لگی اپنی اور اپنے میان کی پریشانی کا حال کہنے لگی اس بی بی کو تو سارا قصہ معلوم تہا یہہ چپ ہو رہی اور سوچنے
لگی جب تہانہ دار کی بی بی کا حال زیادہ پریشان دیکہا تو نرم ہو کی اور کہنے لگی کہ بوا اگر اوس عورت کا پتہ مل جاویگا
تو تمہاری پریشانی کیا جاتی رہیگی میان کی نوکری رہجائیگی اوسنے کہا ہان پہر کیا چاہیئے اس سے تو ساری
مشکلین آسان ہو جاوینگی - بی بی نے کہا سر تو لوا مین دیدیتی ہون مگر دیکہیے تمہارے بہائی تمہارے میان
کے بڑے دوست ہین دانت کاٹی روٹی ہے انپر کچہہ آفت نہ آوے اونکو بچا دین تو مین پتہ لگا دیتی ہون
تہانہ دار کی بی بی خوش ہو گئی اور کہا ہرگز ہرگز نہین ایسا ہی کہین ہو سکتا ہے کہ تمہارے میان پر کچہہ آفت
آوے مین اوسکا پورا بندوبست کر دیتی ہون یہہ کہکر سب باتین دریافت کر کے اپنی گہر گئی اور میان کو بلا کر

سارا حال کہدیا بیان سُنتی ہی خوش ہوگیا اور فوراً حاکم کے پاس گیا اور کہا کہ مین نے سرکا اور قاتل کا پتہ
لگا لیا ہے آپ چلیے حاکم کو اور سپاہیون کو ساتھ لیکر دہم سے اپنے مُنہ بولے بہائی کے گہر آ پہنچا
بہائی کو گرفتار کیا اور خوب گالیان دین کلاو بدمعاش حرامزادے یہہ تیرے ہی کرتوت ہین بنیے کو جو معلوم ہوا
کہ میان پکڑے گئے وہ دوکان بند کرکے دوڑا اور راون کو پکڑا کہ میان تم تو جاتے ہو پہانسی لگیگی میری
او جایت کا روپیہ تو دیتے جاؤ اور رنا و ویلا شروع کی یہہ حاکم گہر مین گیا اور کوٹہری کو جسمین سر دفن تہا
کہدوایا تو اطلاع کے موافق ایک سر کپڑے مین لپٹا ہوا نکلا اوسکو اسیطرح لیئے ہوئے سب پولیس مین آئے
یہہ میان گرفتار شدہ سامنے کہڑے تھے لوگون کا مجمع تہا لوگ برا بہلا کہتے تھے کہ واہ کیا صورت اور کیا
حرکتین میان بہلے مانس معلوم ہوتے تھے یہہ اون کی صورت سے سمجھتے تھے کہ قاتل ہونگے یہہ کہڑے ہوئے
سُنتے تھے اور کہتے تھے کہ تین ہزار روپیہ وصول ہوگئے۔ بیتحرے جا حال ہوا آخر وہ سر کپڑے مین سے کہولا گیا سب
یہہ امید کرتے تھے کہ بہت خوبصورت چہرہ دیکہینگے جس عورت کا سر ہے اوسکی اعضا سے تو بہت خوبصورت
معلوم ہوتی ہے چہرہ بہی بہت ہی خوبصورت ہوگا۔ کپڑا کہولا تو کالی بکری کا سر نکلا پولیس والے اور حاکم اور دیکہنے
والے سب ششدر رہگئے کہ یہہ کیا ماجرا ہے پوچہا کہ یہہ کیا قصہ ہے تب اونہون نے سارا قصہ از ابتدا تا انتہا
بیان کیا کہ تین ہزار روپیہ کو تین باتین خریدی ہتین اونکی آزمایش منظور تہی اسطرح آزمایش کی کہ تہا دار سے
دوستی کی اور اتنی کہ مجہکو یہہ یقین تہا کہ جہان میرا پسینہ گریگا یہہ اپنا خون گرا دینگے۔ بی بی میری محبت کرنیوالی
خیرخواہ تہی اوس سے راز کہا اور ٹہیٹو بنجیہ بنیہ سے لین دین کیا جب مشہور ہوا کہ عورت مارگئی اور اوس کا
سر کوئی کاٹ کرلیگیا تو موقع سمجہکر ایک قصاب سے یہہ بکری کا سر حاصل کیا اور اوسکو دفن کیا بی بی کو خوب
سمجہا دیا تہا کہ میری جان کا معاملہ ہے اس راز کو کبہی نہ کہنا بہت تاکید کی تہی مگر اوس نے کہدیا میرے دوست نے

مطلق بیپروا نہ کی اور مجہکو ذلت و خواری گرفتار کیا پٹو بنجیہ بنیہ کو مروت کا اور پہلے لین کا کچہہ خیال نہ ہوا مین مصیبت مین گرفتار رہا اوسکو اپنے چار یا پانچ روپیہ کی پڑی تہی۔

اس نقل سے (اے شاگرد) تم کو معلوم ہوا ہوگا کہ اگر یہہ بات سچ ہوتی تو بی بی کی بیوقوفی سے کسقدر مصیبت اوسکے خاوند پر پڑتی تہی - اگرچہ یہہ بات بہت مشکل معلوم ہوتی تہی کہ آدمی جو بات سُنے یا دیکہے اوسکا افشا نہ کرے اور زبان سے نہ نکالے لیکن بڑا عیب آدمی مین یہی ہی کہ کان سے سُنے یا آنکہہ سے دیکہے اور مُنہہ سے نکالے یہان تو بڑی خیر ہے یہان اور بی بی تو ایک ہی ہین آدمی کی خوبی یہہ ہے کہ کسی کی بات دوسرے سے نہ کہے

ایک مرتبہ شاہ ایران نے تین سونے کی تپلیان بادشاہ ہندوستان کو بہیجین اور لکہا کہ انکو ملاحظہ کرکے اونکی بہلائی اور بُرائی سے اطلاع کیجیے وہ تپلیان دربار مین حاضر کی گئین - بادشاہ نے اور وزرا اور امرا نے دیکہا کوئی بات معلوم نہین ہوئی معمولی عورتون کی صورت تہی اور ایک سی بنی ہوئی تہین - سوچتے رہے کہ ان مین کیا بات ہے تہوڑی دیر بعد اون کے ہر عضو کو غور سے دیکہنا شروع کیا تو ایک تپلی کے کان مین ایک سوراخ معلوم ہوا اوس مین جو تنکا ڈالا وہ اوسکے پیٹ مین اوتر گیا پہر دوسری کے کان مین تنکا ڈالا وہ اوسکے دوسرے کان مین سے نکل گیا پہر تیسری کے کان مین اسی طرح تنکا ڈالا تو وہ اوسکے مُنہہ مین سے نکلا اب اون کو معلوم ہوا کہ ان مین بہی فرق ہے اب یہہ سوچنے لگے کہ اسکے کیا مطلب ہے ایک عقلمند درباری نے عرض کیا کہ مین سمجہہ گیا تین آدمی تین خصلت کے ہین ایک تو سب سے اچہا ہے جسکے کان مین سے تنکا پیٹ مین چلا گیا اوسکا مطلب یہہ ہے کہ جو بات سنتا ہے وہ پیٹ مین چلی جاتی ہے اور کسی پر وہ ظاہر نہین ہوتی ایسا آدمی دوست اور رازدار بنانیکے لایق ہے دوسرا جسکا تنکا ایک کان سے دوسرے کان مین جاتا ہے اوسکی خصلت یہہ ہے کہ ایک کان سے بات سُنے اور دوسرے سے اوڑا دے نہ اوسکو راز کی طرح رکہتا ہے نہ بے ضرورت مُنہہ سے نکالتا ہے ایسا

ایسا شخص بہی رازدار ہونیکی قابل نہین ہے اوسسے بہی اندیشہ ہے اور تیسری تپلی جسکے کان کا تنکا مُنہہ سے نکلا تہا ایسی خصلت کا آدمی نہایت اندیشہ ناک ہے صحبت مین رکہنے کے ہرگز لایق نہین ہے اسکی ہوا سے بچنا چاہیے یہہ جو بات سنتا ہی اوسکو دوسرے سے کہدیتا ہے بلکہ ڈہنڈورا پیٹتا ہی۔ بادشاہ بہت خوش ہوئے اور شاہ ایران کو وہ تپلیان اس صورت سے واپس کین کہ جس تپلی کے کان سے تنکا مُنہہ مین نکلا تہا اسکی گردن کاٹ کر واپس کی اور جسکی ایک کان مین سے دوسرے کان مین تنکا نکلا تہا اوسکو برہنہ کر دیا اور جس کے کان مین سے پیٹ مین تنکا نکلا تہا اوسکو عمدہ قیمتی لباس پہنا کر اور اپنی صورت کا ایک تپلا سونے کا بنا کر اپنے تپلے کے سینہ سے اوسکو لگا کر واپس کیا جسکا (یہہ مطلب تہا کہ جو راز فاش کرنیوالا ہے اوسکو قتل کرنا چاہیے اور جو شخص بات کو ایک کان سے سُنے اور دوسرے کان سے اوڑا دے اوسکی کوئی عزت نہ ہونی چاہیے اور جو کان سے سُنے اور پیٹ مین اوتارے وہ ہر عزت کا مستحق ہے اور اس لایق ہے کہ بادشاہ اوسکو سینہ سے ملا کر رکھے۔)

(غیرون کے معاملہ مین تو یہہ ہے کہ جو بات راز کی ہو وہی بطور راز کے رکہے لیکن میان اور بی بی کے معاملات اس قسم کے ہین کہ ہر بات اونکی راز کی ہے میان کا اچہی طرح پیش آنا یا بُری طرح پیش آنا یا نان کا دینا یا نہ دینا بہی راز ہے اور ایسا کہ اوسکی نسبت جو کچہہ کہنا ہو میان سے ہی کہنا چاہیے کسی دوسرے کے آگے خواہ اپنا باپ یا بہائی ما یا بہن ہی کیون نہ ہو اچہا نہین ہے بلکہ ماں باپ بہائی بہن عزیز و اقارب سے تو ہرگز ہرگز کہنا ہی نہین چاہیے کسی ایسے ویسے سے کہنے کا اتنا نقصان نہین ہوتا جتنا کہ اپنے عزیز و قریب سے کہنے کا نقصان ہوتا ہے۔

اگر تمہارے میان تمہارے ساتہہ برائی کرین اور اوسکا ذکر تم اپنے کسی عزیز سے کرو تو اوسکو رنج ہوگا

اور غصہ آویگا وہ تمہارے جوش محبت مین دیوانہ ہوجاویگا اور اوسکو نیک اور بیکی سمجھ نہ رہیگی وہ ایسی نامعقول صلاح دیگا جسپر عمل کرنے سے تمہاری آیندہ کی زندگی خراب ہوجاویگی وہ ایسی بات تم سے سُنکر یا تو تمہارے میاں کی بُرائیاں تمہارے ہی سامنے کریگا جس سے تمہارے دل مین اور بھی رنج بیٹھ جاویگا یا منہہ سے کسی اور کے سامنے نکالیگا اور اوسکی خبر میاں تک پہنچیگی اور جب اوسکو یہہ معلوم ہوگا کہ بی بی میری شکایتین کرتی پھرتی ہے تو اوسکو تم سے رنج ہوگا اور دونون مین کشمکش اور بدمزگی ہوگی (جسکو ہمیشہ بچانا چاہیے) بجائی کسی فائدے کے نقصان ہوگا۔

کسی کی شکایت کرنی یا بُرائی کرنیکی غرض ہمیشہ یہہ ہوتی ہے کہ یا تو سُننے والا اوسپر ایسا دباؤ ڈالے کہ وہ ایسی بات جسکی شکایت ہو پھر نکرے یا یہہ مطلب ہوتا ہے کہ بُرا کرنے والیکو لوگون مین بدنام کیا جاوے بعض موقع پر لوگ دوسرے کی بُرائی اپنی صفائی حاصل کرنیکو کرتے ہین یہ ایسے شخص کیواسطے کیا جاتا ہے کہ جسپر کسی کا زور چلتا ہو اور وہ مجبور کر کے اوس سے کام کراوے یا ایسے شخص کے ساتھہ کیا جاتا ہے کہ جس سے کوئی تعلق نرہا ہو اور آیندہ بھی نرکھنا منظور ہو لیکن میاں اور بی بی کا تعلق تو زندگی بھر کا ہے میاں پر کسی کا جبر اور دباؤ نہین ہوسکتا اور ہو بھی تو اتنا ہی ہوتا ہے کہ جو کچھہ حق تلفی ظاہری کرتا ہو اوسکو رفع کراوے لیکن جو اصلی بات محبت اور اخلاص کی ہے وہ کوئی جبر کر کے یا دباؤ ڈال کے میاں سے نہین کرا سکتا۔ اور اگر یہہ نرہی تو پھر کیا بی بی کی زندگی کا لطف ہے۔

اکثر گھرون مین ایسے واقعات پیش آتے ہین کہ بی بی نے ناسمجھی سے میاں کی کسی بات سے ناراض ہوکر بھائی یا باپ سے شکایت کی اور اونہون نے جوش محبت سے نادان دوست بنکر بیٹی کو گھر مین بیٹھا لیا یا اوسکو ایسی صلاح دی اور اسوجہہ سے اس بیوقوف نے اپنے باپ بھائی کو میاں سے

زیادہ خیر خواہ سمجھکر اونکی صلاح پر عمل کیا ہے یا اول درجہ اپنے دل مین یہہ سمجھکر کہ میرا ایک ٹہکانہ ہے میان سے بے پروائی کی اور وہ بات رفتہ رفتہ ایسی بڑہی کہ آپسمین نقص پیدا ہو گیا اور نفرت کے جہگڑے پیدا ہونے لگے اور تمام زندگی دونون کی مصیبت مین کٹنے لگی۔ خدا اس سے شریف لڑکیون کو محفوظ رکہے بہلا یہہ کیسی بیوقوفی کی بات ہے کہ میان جیسے شخص کے عیب کو جسکی عزت سے بی بی کی عزت ہے جسکی وقعت سے بی بی کی وقعت ہے لوگون کے سامنے بیان کیا جاوے اشراف اور بہلے مانس وہ ہین جو دوسرون کے بہی عیب چہپاتے ہین اور خدای تعالی کی بڑی صفت یہہ ہے کہ اپنے ناچیز بندون کا عیب ڈہانکتا ہے ستار عیوب اوسکا نام ہے ایسی عورتون سے کہا جائے کہ اگر تمہارا میان جہوٹا بدچلن ہو یا عیب دار ہو تو تمہاری کیا عزت لوگون کی آنکہون مین ہوگی۔ اے میری بہنو یہہ تو سمجہو کہ اگر کوئی ماما بہی کسی اچہی بی بی کے پاس نوکر ہوتی تو فخر سے کہتی ہے چار روپیہ کا نوکر اپنے آقا کی تعریف کرکے فخر کرتا ہے تم میان کی برائی کرکے اپنی تئین ذلیل کروگی تو کیا تم کو فخر ہوگا اس کے سوا جب میان کو یہہ معلوم ہو کہ بی بی سچ یا جہوٹ میرے عیب اوروں کے سامنے بیان کرتی ہے تو کیسے تم اوس سے محبت یا بہلائی کی توقع کرسکتے ہو۔

گہر مین جب ہر وقت کا تعلق دو آدمیون کا ہے تو کوئی نہ کوئی بات ایسی ہونی ممکن ہے کہ میان کی بات تم کو بری معلوم ہو یا تمہاری بات میان کو بری معلوم ہو اور دونون مین رنجش ہو جاوے لیکن تہوڑی دیر کی ہوتی ہی پہر اپنے اپنے تعلقات دائمی کو خیال کرکے اگر اوس معاملہ کو طول نہ دیا جاوے اور اپنے ہی تک رکہا جاوے تو وہ کشش دور ہو جاوے اور پہر وہی میان اور وہی بی بی وہی محبت اور اخلاص ہو جائیگا لیکن اگر ذرا سی بات ہوئی اور بی بی جہٹ اوسکو اپنے باپ بہائی تک لے دوڑی اور وہ ناعاقبت اندیش ہوئے اور بری صلاح دیدی یا کچہہ کہہ بیٹہے تو جو بات ایک آدہ دن مین رفع ہو جاتی اوسکی مصیبت عمر بہر کیواسطے ہو گی پہر میان اور بی بی

مین اتفاق اور سلوک بہی ہو جائیگا تو وہ تو بُری ہو گئی اور اوسکا رنج بی بی پر مدتون تک رہیگا۔
بیٹیا میری تمکو یہہ نصیحت ہے اور اوسکو یاد رکہنا کہ جو باتین خدانخواستہ ایسی تم کو سسرال مین پیش بہی آجاوین
تو ہرگز مجہہ سے یا کسی اور سے اوسکا ذکر بہی نکرنا اور اون کو صبر اور تحمل سے برداشت کرنا اور خوشامد اور دلداری
اور محبت سے رفع کرانا اگر تم اپنے کو قصوروار نہ بہی سمجہو تو بہی اپنا قصور معاف کرانا میان بی بی کا معاملہ ایسا ہے
کہ اوسمین کوئی بے عزتی کی بات نہین ہے اگر تم اپنے میان کی خوشامد کر دیا اوسکے آگے ہاتہہ جوڑو اور قصور
معاف کراؤ تو تم شریف اور نیک بی بی سمجہی جاؤگی۔ یہہ اوس سے بہت اچہا ہے کہ تم کسی کی مدد مانگو اور جہگڑے
زیادہ بڑہاؤ میان بی بی کے معاملہ مین کوئی کچہہ مدد نہین کرسکتا بی بی خود اپنی مدد آپ زیادہ آسانی سے کرسکتی ہے
اوسکو اس قسم کے ایسے ایسے موقع ملتے ہین کہ جو کسی دوسرے کو میسر نہین آسکتے۔

بی بی میان کی وزیر و مشیر ہوتی ہے

یہہ صفت بہی بی بی مین ہونی چاہیئے اس سے
یہہ مطلب نہین ہے کہ اہم معاملات دنیاوی مین عورتین مردون کو مشورہ دین یا اون کو تجارت
زراعت صنعت باہمی تعلقات مین جو لوگون سے ہون اون مین صلاح دین اور اگر اس لائق
ہون تو یہہ بہی کرنا چاہیئے لیکن امور خانہ داری مین اور آسان باتون مین جو انکی سمجہہ مین آسکتی ہین بعض
اوقات نہایت کارآمد صلاح ملتی ہے اس لیئے کہ عورتون کے خیالات بوجہہ کم تعلقات دنیاوی
اور کم پریشانی کے مجتمع ہوتے ہین اور فطرتی عقل انکی کام دیتی ہے اور رشتہ دارون کے ساتہہ برتاؤ کرنے مین
اگر انکی طبیعت نیکی اور صلاحیت کی طرف مائل ہو تو اچہی باتین بتا سکتی ہین۔
اگر اچہی صلاح دینے کی قابلیت بہی نہو تو ہر بی بی اتنا تو ضرور کر سکتی ہے کہ جب میان کو کسی معاملہ مین
متردد یا پریشان دیکہے تو اوسکی دلداری کرے اور گہبرانے نہ دے اگر بی بی اتنا ہی ایسے وقت مین

میان سے کہے کہ کیون پریشان ہوتے ہو اللہ سب مشکلین آسان کریگا اپنے دل کو مضبوط
رکہو کسی لایق آدمی سے مشورہ کرو اس دشواری کے رفع کرنیکی تدبیر خود سوچو پریشان ہونے
سے رہی سہی عقل ہی جاتی رہیگی اللہ پر بہروسہ کرو اوس سے دعا مانگو مین بہی دعا مانگونگی خدا ہم پر رحم کریگا
تو بہی میان کا دل مضبوط ہو جائیگا اور استقلال اوسکی طبیعت مین آجائیگا۔ بی بی کی ایسی باتون سے
جو رنج اور فکر تہا وہ رفع ہو جائیگا۔ اگر کوئی بات ایسی ہو کہ جسمین بی بی مشورہ دے سکے تو ضرور صلاح
دے اور میان سے کہے کہ میری راے تو یہ ہے کہ یون کرنا چاہیے تم بہی سوچ لو میان کی اوس طرف
توجہ ہو جائیگی اور اوسکو سوچنے کا موقع ملیگا۔ اور ممکن ہے کہ وہ راے صحیح ہو اور اوسکو میان پسند
کرے یا اگر اوسکی سمجہہ مین نہ بہی آوے تو وہ دوسرے سے مشورہ کرنے مین اوس رای کا اظہار کرے
اور سمجہدار لوگ اوس بات کو پسند کرین یا نہ کرین غرضکہ کچہہ نہ کچہہ فایدہ ہوگا اور اقل درجہ یہہ فایدہ
تو ضرور ہوگا کہ میان کو معلوم ہوگا کہ بی بی میری خیر طلب ہے اور میرے رنج مین شریک ہوتی ہے اور اپنے
بساط کے موافق نیک صلاح دیتی ہے۔

یہہ مشورہ تو ایسی معاملات مین ہے جو میان اور اوردون سے متعلق ہین باہمی میان بی بی کے معاملات
مین تو ضرور بی بی کا مشورہ ہونا ہی چاہیے مرد بعض اوقات کسی پریشانی مین ہوتے ہین یا کوئی خیال
اون کے دل پر ہوتا ہے یا کسی وجہہ سے وہ غصہ مین ہوتے ہین ایسے وقت مین غلط اور نامناسب بات
کر بیٹہتے ہین یا کرنیکا ارادہ کرتے ہین اور لوگون کو تو ایسی حالت مین بولنا بہی دشوار ہوتا ہے لیکن بی بی کو
غصہ رفع کرنا یا تردد کو دور کرنا آسان ہے اگر میان کی رای کو بدلنا منظور ہے اور اونکو غلطی سے بچانا
تو پہلے اوس کے غصہ یا تشویش کو میٹہی میٹہی اور خوش کن باتون سے رفع کرے پہر نرمی سے بتاوے

اور نیچ اونچ سمجھا دے تو اچھی طرح وہ برائی رفع ہو سکتی ہے میان کو بی بی کی کسی بات پر غصہ آئے یا کچھہ تیز مزاجی ہو جاوے تو بہی بی بی کو اوس غصہ کا رفع کرنا آسان ہے ۔

بعض بیوقوف یا تیز مزاج عورتین اگر میان کوئی بات کہے تو اوسکا ترش روئی سے جواب دیتی هین وہ جواب اوس غصہ کو اور بڑہاتا ہے میان زیادہ ترش ہوتا ہے پہر بی بی جواب دئیے بغیر نہین رہتی اور اسطرح تو تو مین مین ہونے لگتی ہے ۔ میان کو قدرتی طور سے بی بی کا جواب دینا اور تو تو مین مین کرنی ناگوار ہوتی ہے اور وہ یہہ سمجھتا ہے کہ یہہ میری بات اور کہنی کی پرواہ نہین کرتی اور وہ اوسکو دبانا چاہتا ہے اور زبردستی اوسکو محکوم کرتا ہے اور یہہ بہی غصہ مین ہولی ہی نہین دبتی اوسوقت یہہ شعر اون کے حسب حال ہوتا ہے ۔

اگر ہر دو جانب جاہلانند　　　وگر زنجیر باشد بگسلانند

کچھہ خیال نہین رہتا کہ اِس تو تو مین مین کا کیا نتیجہ ہوگا اور بڑہتے بڑہتے کہانتک نوبت پہونچیگی اگر ان مین سے کوئی چپ ہو جاوے تو دوسرا کچھہ کہہ سنکر خاموش ہو جائیگا اور بات نہ بڑہیگی اگر میان کسی وجہہ سے خفا ہو اور وہ خفگی اوسکی بیجا ہو تو عقل کی بات یہہ ہے کہ اوسکے کہنے کو تسلیم کرکے اپنا قصور معاف کرائے پہر کیسا ہی قصور ہو جب کوئی شخص اپنے قصور کو مان کر معاف کراتا ہی تو میان تو میان بڑا ظالم اور دشمن بہی اگر ہو تو نرم ہو جاتا ہے اگر اوسکا غصہ کسی غلط فہمی کیوجہہ سے ہو تو نرمی سے بتادے کہ تمہارا خیال غلط ہے اصل حقیقت یہہ ہے اگر یہہ بہی نہ ہو سکے تو خاموش ہی ہو رہے اور جواب نہ دے یہہ اوس سے بہتر ہے کہ جواب دے اور تو تو مین مین کرے

خدا تم کو اور سب شریف لڑکیون اور بیبیون کو اپنی نیک و بد سمجھنے اور بری باتون سے بچنے کی ہدایت کرے ۔

راقم ۔ س ۔ م ۔

اس خط سے میری بہنو تم کو معلوم ہوا ہوگا کہ ایک لڑکی کے باپ نے کسطرح اپنے بیٹی کو سمجہایا ہے
اور خیال کرو کہ اگر وہ لڑکی اپنے باپ کی نصیحتوں پر چلے تو کتنا اوسکو فائدہ ہو اور وہ کیسی ہنسی خوشی سے
اپنی زندگی بسر کرے مجہکو اسکی جستجو ہوئی کہ مین خود اوس لڑکی سے ملون اور دیکہون کہ اوسنے باپکی
نصیحتون پر عمل کیا یا نہین اور اوسکی کیا کیفیت ہے جو حال مین نے اوسکا دیکہا وہ یہ لکہتی ہون کہ جس سے
تم کو معلوم ہوگا کہ باوجود اس کے کہ اوسکا میان غیر تعلیم یافتہ تہا اور اوسکو صحبت بہی اچہے آدمیون کی نملی تہی
وہ جیسے اس سے ناواقف تہا کہ عورتون کے مردون پر کیا حقوق ہین ایسے ہی وہ اس سے بہی ناواقف تہا کہ
مردون کے عورتون پر کیا حقوق ہین۔ اس لڑکی نے اوسکی جہالت کو دفع کیا وہ فضول خرچ تہا اوسکو کفایت شعار
بنا دیا وہ غیر صحبت یافتہ تہا اوس کے دل مین اچہے آدمیون کی صحبت کا شوق پیدا کر دیا اوسکو یہہ بہی بتادیا
کہ مجہپر تمہاری تابعداری فرض ہے اور تم میرے حاکم ہو میری تمہاری اچہی طرح جب ہی بسر ہو سکتی ہے کہ مین
تابعداری کرون اور تم کو اپنا حاکم جانون۔

مین خود اوسکے گہر مین گئی اور ایک ہفتہ سے زیادہ رہی مین نے دیکہا کہ اوسکی ساس زندہ موجود ہین گہر کا
سارا انتظام اور کاروبار ساس کے ہاتہ مین تہا وہی کہانے کا انتظام کرتی تہین مگر چونکہ گہر مین کنبہ کا کہانا
پکتا تہا اسلئے یہہ لحاظ نہین رہتا تہا کہ ہر ایک کی مرغوب چیز تیار کیجاوے یہہ لڑکی ہر روز اپنے میان سے
پوچہتی تہی کہ آج کیا کہاوگے کبہی وہ بتا دیتے تہے اور کبہی اوسکے رائے پر چہوڑ دیتے تہے یہہ چپکے سے اپنے
کوٹہڑی مین خود وہ چیز تیار کرتی اور احتیاط سے رکہتی جب ساس کہانا بہیجتی تو اوسکو رکہو الیتی اور میان کو
اپنا تیار کیا ہوا کہانا کہلاتی معمولی کہانیکے سوا مختلف چیزین تیار کر کے رکہتی کہ جب میان کو خواہش
ہو تو تیار چیز ملے۔

میان کو تیسرے پہر کو ناشتہ کہانیکی عادت ہتی یہہ موسم کے لحاظ سے کوئی نہ کوئی چیز تیار رکہتی جب وہ باہر سے آتے تو بات کرنے سے پہلے کہانا سامنے لاکر خود رکہتی۔

میان کے یہہ خود ہاتہہ دہلاتی اور طشت لاتی اگر مان یا بہن کہتی تہی کہ ہم ہاتہہ دہلا دینگے تو اونسے کہتی ہتی کہ مجہکو ثواب ہوتا ہے تم میری دوست نہین ہو۔ خود وہ کام کرسکے جو مجہکو کرنا چاہیئے میرا ثواب کہونا چاہتی ہو۔

میان کے کپڑے سب اپنے پاس رکہتی تہی اور ہر وقت ایک جوڑا نکال کر سب طرح دیکہہ بہال کے اور درست کرکے تولیہ مین لپیٹ کر رکہتی تہی کہ جب میان کا جی چاہے بدل لین اور جہان وہ جوڑا میان نے پہن لیا اوسیوقت دوسرا جوڑا اوسی طرح درست کرکے وہین رکہدیا۔

میان کو حُقّہ پینے کا شوق تہا جب گہر مین آتے تو باوجودیکہ اسکی طبعیت اور مزاج اوس کے مخالف تہا مگر حُقّہ کا خود سامان کرتی اور بہت شوق سے خود میان کے سامنے لاکر رکہتی ہمیشہ میان اونکو منع کرتا تہا کہ ایسا ذلیل کام تم کو نہین کرنا چاہیئے یہہ کہتی کہ تم کو جو پسند ہے وہ میرے واسطے ذلیل نہین ہو سکتا اس کے اِس طریق عمل کا مین نے سُنا ہے یہہ نتیجہ ہوا کہ میان نے آہستہ آہستہ حُقّہ پینا چہوڑ دیا۔

ایک مرتبہ اس لڑکی نے میری موجودگی مین اپنے بہائی کو خط لکہا اوسکو کہلا ہوا رہنے دیا۔ اوس روز اتفاق سے میان کہین چلے گئے تہے وہ خط کہلا ہوا اوسی طرح رکہا رہا جب میری نظر اوس خط پر پڑی تو اوسکو کہُلا ہوا دیکہکر مین نے پوچہا کہ یہہ خط یون ہی رکہا ہوا ہے تم نے نہین بہیجا اور نہ بند کیا۔ اوس نے جواب دیا کہ وہ آج نہین آئے ہین وہی میرے خطون کو بند کرتے ہین مین نے کہا کیون یہہ تو تمہارے اپنے بہائی کے نام کا خط ہے کیا کوئی مضمون میان کے دکہلانیکا ہے جواب دیا نہین

اون کی تو کوئی بات نہین ہے۔ مین نے کہا پہر کیون اونکو دکہاتی ہو۔

جواب دیا۔ آپ تو میرے بڑے ہین مجہ سے زیادہ ہوشیار ہین اور زمانہ دیکہا ہے مین یہہ سمجہتی ہون کہ میان بی بی کو آپسمین کوئی بات ایک دوسرے سے چہپانی نہین چاہیے۔ ارادۃً چہپانا تو بہت ہی برا ہے احتیاط چاہیئے کہ اتفاقاً بہی ایسا موقع نہ ملے کہ ایک کو دوسرے کی نسبت یہہ خیال ہو کہ مجہ سے اسنے کچہہ چہپایا ہے یہہ خیال دل مین آئیگا تو جو لطف یکجہتی کا ہے وہ جاتا رہیگا۔ جب حقیقت مین تو کوئی بات چہپانیکی نہین ہے اور نہ میری کوئی بات چہپانیکے لائق ہے اگر خط لکہکر بند کرکے بہیجدیتی تو شاید میان کو یہہ خیال ہوتا کہ معلوم نہین اس نے کیا لکہا ہے اسلئے مین تو جو خط لکہتی ہون اسیطرح کہلے ہوئے اونکو دیدیتی ہون وہ چاہے پڑہین یا نہ پڑہین خود بند کرکے ڈاک مین ڈلوا دیتے ہین اور جو خط میرے آتے ہین وہ بہی پڑہکر اونکے پلنگ یا میز پر کہلے ہوئے رکہدیتی ہون تاکہ وہ کبہی کبہی مگر دیکہتے بہالتے نہین۔ ایک آدہ دفعہ ایسا ہوا ہے کہ خط اوٹہایا اور مجہ سے پوچہا کہ مین اسکو پڑہون تو مجہے برا معلوم ہوا مین نے کہا کہ اس پوچہنے کے کیا معنی کیا میری کوئی بات تم سے چہپانیکی ہے۔

مین نے دل مین کہا شاباش جس لڑکی کے ایسے خیالات ہون وہ کیون نہ اپنے میان اور سسرال والون کو خوش رکہیگی۔ اور اوسکو کیونکر وہ لوگ خوش نہ رکہینگے۔

مینے ایک بات اس لڑکی مین بہت ہی اچہی یہہ دیکہی جسکو اونکے والدنے ہی کا خط مین صاف صاف نہین لکہا ایک کچہہ اتنا تو لکہا ہے کہ خدا تعالی نے ازل مین یہہ قرار دیا تہا کہ تم اون مین جاؤگی دنیا مین ایسا سامان کر دیا کہ اوس تقدیر کا ظہور ہوا اب تم کو اوسپر شاکر ہونا چاہیئے اور یہہ سمجہنا چاہیئے کہ خدا تعالی جو کچہہ اپنے بندون کے واسطے کرتا ہے اچہا کرتا ہے مین نے اس لڑکی کو دیکہا کہ وہ اپنی تقدیر پر پوری شاکر تہی اور جس حال

خوش تہی۔ مین نے ایک دفعہ پوچہا۔

تمہاری شادی کو دو برس ہوگئے ہین تمہاری ان لوگون مین کیسی گذرتی ہے۔

رابعہ۔ اللہ کا شکر ہے ہزارون سے لاکہون سے اچہی گزرتی ہے اور ایسا تو کوئی ہوہی نہین سکتا کہ اوسکی ساری دنیا سے اچہی گذرے دنیا مین اللہ نے ایک سے ایک کو زیادہ کیا ہے۔

مولفہ۔ ہان بوا یہہ تو سچ ہے کہ دنیا مین سب برابر نہین ہین۔ اچہے برے امیر غریب سب ہی طرح کے آدمی ہین مگر پہر بہی درجہ مین بڑے ہی درجہ ہین کوئی بڑا کوئی زیادہ بڑا کوئی اوس سے زیادہ اوس سے بہی کوئی زیادہ اچہا اوس سے بہی زیادہ اچہا۔ اسی طرح چلے جاؤ۔

رابعہ۔ نہین خالہ امان اچہا برا کوئی نہین ہے ہر چیز دوسری چیز سے اچہی اور ہر چیز دوسری چیز سے بری۔ اچہی بری کی تمیز مقابلہ کرنے سے معلوم ہوتی ہے دو ہون تو یہہ کہا جاوے کہ اون مین کونسا اچہا ہے۔

مولفہ یہہ تو تم اور باتین کرنے لگین خیر مین پوچہتی ہون کہ تمہاری سسرال والے تم سے کسطرح پیش آتے ہین۔

رابعہ۔ یہہ آپ کیا پوچہتی ہین یہہ تو اپنے ہاتہ ہی مین ہے اپنی تئین اون کے مزاج کے موافق کرون تو وہ اچہی طرح پیش آئینگے اور مجہکو اچہا سمجہینگے اگر مین اسکا خیال نکرون اور خلاف مرضی چلون وہ مجہے برا سمجہینگے اور بری طرح پیش آئینگے۔ مین اون کے گہر مین نئی آئی ہون۔ اور نئی بہی ایسی کہ میری ساری زندگی ابا جان کے گہر مین بالکل دوسری طرح گذری میرا مزاج ان لوگون سے بالکل مختلف تہا میری رغبت چیزین اون کو نہین بہاتی تہین میرے لباس کی وضع قطع اون کے لباس سے علیحدہ

یہانتک کہ میری زبان بول چال ان لوگون سے بالکل جدا تھی۔ ہمارے ہان کی رسمین اون کے رسمون سے الگ ہین مین نے سمجہا کہ خدا نے تو بقول ابا جان کے ازل مین یہہ قرار دیدیا تہا کہ مین ان لوگون مین جاؤنگی اور خدا نے اس مین کوئی حکمت رکہی ہوگی شاید خدا انکی طبیعتون کو میرے موافق کردے۔ یا میری طبیعت انکے موافق ہوجاوے۔

خالہ جان مین نے سوچا کہ یہہ تو اپنی مین اور مین ان مین اکیلی ہون اور نئی ہون یہہ تو مجہے مشکل ہے کہ مین اکیلا اکیلی ان سب کو اپنا سا کرلون مگر یہہ ہوسکتا ہے کہ مین ان کی سی ہوجاؤن۔ مین اپنے دل کو مجبور کرسکتی ہون گو اول اول مجہے ذرہ تکلیف ہوگی مگر پہر وہی عادت وہی طبیعت ہوجائیگی۔ مین نے ایسا ہی کیا۔ ان لوگون کی خوشی ہر بات مین کرنیکی کوشش کی اونکی کسی بات پر نام نہین دہرا۔ اونکی کہانون کو ناپسند نہین کیا۔ جیسے میری نند میری ساس کی خاطر کرتی ہین اوس سے زیادہ مین کرتی ہون اوسکا یہہ نتیجہ ہے کہ وہ مجہہ اپنے بیٹی کی طرح رکہتی ہین زیادہ نہین تو اوس سے کم ہی نہین چاہتی ہین۔

مولفہ۔ خیر یہہ تو تم نے بہت اچہا کیا اللہ سب لڑکیون کو ایسی ہی سمجہہ دے مگر یہہ تو بتاؤ کہ گہر کا تو سارا انتظام تمہاری ساس کے ہاتہہ ہے روپیہ بہی مین دیکہتی ہون کہ اون کے ہی پاس ہے تمہارے میان تم کو کچہہ الگ دیتے ہین یا تم کو جو ضرورت ہوتی ہے وہ ساس سے لیتی ہو۔

رابعہ۔ آپ مجہے معاف کرین یہہ ہمارے گہر اوس کے معاملہ ہین ان کا کسی سے بیان کرنا اچہا نہین آپ بزرگ ہین آپ سے اگر کہون تو بہی شاید کچہہ ڈر نہین مگر میرے ابا جان نے مجہے یہہ نصیحت کی تہی کہ کبہی اپنے گہر کی بات کسی سے نکہنا چاہیئے یہانتک کہ اونہون نے کہا کہ کبہی تجہہ سے بہی کہنا اور یہہ بات سچ ہے اگر مین آپ سے کہدون تو ممکن ہے آپ اوسکا کہین ذکر کرین اور ہوتے ہوتے

غیرون تک پہونچ جاوے اس لیئے مین اوسکا کچھہ جواب نہین دیسکتی ۔

مولفہ ۔ بہت اچھا بیٹی یہہ بات ہی بہت اچھی ہے اور بیٹیون کو ایسا ہی ہونا چاہیئے

رابعہ ۔ خالہ جان آپ ناراض ہو جیںگا مین کیا کرون میرا خود جی نہین چاہتا کہ یہان کی کوئی بات

کسی سے بہی کہون اور مجہکو ابا جان نے منع کیا ہے ۔

مولفہ ۔ بی بی یہ تو بتا دو کہ تم خوش ہو اس سے ہمکو خوشی ہوگی ۔

رابعہ ۔ ہان خالہ اما اللہ کا شکر ہے مین ہر طرح خوش ہون ہزارون سے لاکہون سے اچھی ہون

مین اورون کو دیکہتی ہون تو خدا کا شکر کرتی ہون کہ اللہ نے میری حالت بہتون سے اچھی کی ہے

میرے [illegible]ن کہا کرتے تہے کہ آدمی کو اپنے سے کم درجہ کے آدمی کو دیکہنا چاہیئے اور اللہ کا

شکر کرنا چاہیئے اور اگر اپنے سے زیادہ اچھی حالت کے آدمی پر نظر پڑے تو رشک نہین کرنا چاہیئے

اور اپنی تئین بدقسمت نہ سمجہنا چاہیئے ہان اللہ سے دعا مانگو کہ ہماری ترقی کرے تو خالہ اما مین

ہمیشہ یہی خیال کرتی ہون ۔ ماما کو دیکہتی ہون تو اللہ کا شکر کرتی ہون کہ تو نے مجہکو اس قابل کیا کہ ایک

عورت کو جسکے ہاتہ پانون آنکہہ ناک جان سب میرے سی ہی میری خدمتگار بنایا اور مجہکو اوسکی

بی بی بنایا اور جو کوئی میرے سامنے آتا تو مین یہی کہتی ہون کہ اس سے میری حالت اچھی ہے خدا کا

شکر ہے تو دل خوش رہتا ہے ۔ اگر مین اسکے خلاف اپنے سے زیادہ دولتمند کو دیکہون اور افسوس

کرون کہ ہائے میرے پاس اتنا روپیہ نہین یا اپنے سے زیادہ سہاگ والی کو دیکہون اور کہون

کہ ہائے مین ایسی کیون نہ ہوئی اپنے سے زیادہ خوبصورت کو دیکہون اور رنجیدہ ہون کہ میری صورت

ایسی کیون نہ ہوئی تو میرے اس رنج اور افسوس اور جلن سے مین ویسی تو ہو نہین سکتی خود ہی جل بنکر

تو کیا فایدہ ہوگا۔ ہر شخص کی تقدیر اللہ نے الگ الگ بنائی ہے اور اوس مین اوسکی حکمت ہے ایک بادشاہ

ہے ایک فقیر روٹیون کو محتاج ہے ایک خوبصورت ہے دوسرا بد صورت ایک عقلمند ہے دوسرا بیوقوف

ایک تندرست دوسرا بیمار غرض سکو اپنی حالت پر شکر کرنا چاہیئے اور یہی شکر کی بات ہے کہ جو حالت

ہے اوس سے بدتر ہوئی۔ اگر ہوتی تو ہم کیا کرتے۔

میرے ابا جان ایک نقل بیان کرتے تھے۔

کہ دو شخص جوڑوان پیدا ہوئے تھے کہ اون کے پہلو سے پہلو ملے ہوئے تہی اون مین سے ایک کا نام شام

اور دوسرے کا نام فرجام تہا۔ الگ نہین ہو سکتے تہے اگر اون کو کاٹ دیتے تو دونون مرجاتے اس لیئے

اونکو ایسا ہی رہنے دیا وہ جوان ہوئے اور دونون نے خوب پڑہا لکہا عالم فاضل ہوئے اُن مین سے ایک

دفعہ اسی شکر و ناشکری کے معاملہ مین اس طرح گفتگو ہوئی۔

شام۔ اللہ نے ہمکو دنیا مین یہہ مصیبت بہرنے کو پیدا کیا ہے۔ کیا افسوس ہے۔

فرجام۔ نہین بہائی اللہ کا شکر کرنا چاہیئے۔

شام۔ کس بات کا ارے میان اس سے زیادہ کیا مصیبت ہوگی جو ہم بہگت رہے ہین مین

تمہارا محتاج تم میرے محتاج۔ میرا کہین جانے کو جی چاہے تو مین تمکو گہیٹون۔ یا خود مجبور ہو کے چپ

ہو رہون۔ مجھے پاخانہ۔ پیشاب کی ضرورت ہو تو تم ہی ساتہ جاؤ۔ مین لیٹون تو تم بیٹہے نہین رہ سکتے

تم بیٹہے رہو تو مین لیٹ نہین سکتا۔ تم میرے مین تمہارا محتاج۔ کیا ہم کو اللہ نے دیا ہے جسکا شکر ادا کرین

فرجام۔ بہائی یہہ سب کچھہ سچ ہے مگر خدا کا شکر ہے کہ اس سے بدتر حالت نہوئی۔ اگر ہوتی

تو ہم کیا کرسکتے۔

شام - اس سے کیا بدتر حالت ہوگی۔

غرض دونوں میں اختلاف ہی رہا۔ فرجام کہتا تھا کہ ہر حالت میں اللہ کا شکر ادا کرنا چاہیے۔ شام کہتا تھا جو شکر کی بات ہو اوسپر شکر کرنا چاہیے مصیبت پر کیا شکر۔ وہ بیوقوف یہ نہ سمجھتا تھا کہ اگر مصیبت ہے تو بھی اُسپر اس بات کا شکر کرنا چاہیے کہ اوس سے زیادہ مصیبت سے اللہ نے بچایا۔ اللہ کو شام کی ناشکری بُری معلوم ہوئی اور اسکو سزا دینی ٹھہرائی۔

فرجام بیمار پڑا۔ اور شام تندرست رہا مگر فرجام کے بیمار ہونے سے شام بھی بیکار ہوگیا نہ کہیں جا سکتا ہی نہ کھڑا ہو سکتا ہے نہ بیٹھ سکتا ہے۔ فرجام ناطاقت ہوگیا اور پلنگ پر بیمار پڑا ہے اور شام جو اوسکے ساتھ چپکا ہوا ہے تندرست ہے۔ مگر بیمار کے ساتھ بیمار کسطرح وہ بھی پڑا ہے کیا مصیبت اوسپر ہے کہ کچھ بیان نہیں کیا جا سکتا۔ شام نہایت پریشان ہے کہتا ہے کہ یہ حالت تو اوس سے بیشک بدتر ہے جو دونوں کی تندرستی میں تھی۔ اور اب سمجھا کہ وہ حالت شکر کے قابل تھی مگر اب اس سے اور کیا بُری حالت ہوگی۔ اب یہ ہوا کہ فرجام کا انتقال ہوا۔ اور شام زندہ ہے مگر مُردے سے ملا ہوا پڑا ہے اوٹھ نہیں سکتا اپنی تئیں الگ نہیں کر سکتا فرجام کا سارا بوجھ اوس کے اوپر پڑ گیا اور بوجھ کی وجہ سے وہ حرکت بھی نہیں کر سکتا پڑا پڑا نہایت افسوس اور حسرت سے سب کو دیکھتا ہے۔ لوگ جمع ہوئے اور یہ بحث ہوئی کہ اس مردے کو کیا کریں اگر الگ کرتے ہیں تو شام بھی مر جاتا ہے اور یہ خون ناحق ہے اگر دونوں کو ملا رہنے دیں تو مردہ کو یوں ہی کیونکر چھوڑ دیں اور شام زندہ کو کیسے دفن کر دیں۔ غرض بہت بحث ہوئی۔ آخر یہ ٹھہرا کہ یوں ہی چھوڑ دو۔

اب مردہ زندون کیطرح رہ بہی نہین سکتا۔ دس پانچ گہنٹے مین سڑنا شروع ہوا۔ اوسکی بدبو سے شام
پر عجب مصیبت پڑی اب وہ گلا سڑا۔ اور کیڑے پڑے اور جام سکے جسم مین بہی ہو پہنچے۔ اوسکی
تکلیف۔ العظمت للہ کیا بو ہوگی۔ غرض اوس کے جسم کو کیڑون نے سڑے ہوئے مردی کی زہر نے
سڑا دیا۔ اوسنے کہا کہ بیشک مین غلطی پر تہا۔ اللہ کا ہر حال مین شکر کرنا چاہیئے ممکن ہے کہ اس سے بہی بری
کوئی حالت ہو اللہ اوس سے بچائے۔

خلاصہ۔ اللہ کے سب کام دنیا مین اسباب سے ہوتے ہین خدا کسی کو عیش آرام دینا چاہتا ہے
تو اوسکے سامان دنیا مین کردیتا ہے اور اگر سزا دینا چاہتا ہے تو ویسے ہی سامان کردیتا ہے
ایسے سامان کرنے مین اورون کو نقصان پہونچ جاوے یا نفع۔ اللہ کی ذات بے نیاز ہے اوسکو کچہ پرواہ
نہین اور کسی چیز کی اوسکے آگے کچہ حقیقت نہین گو وہ چیز ہمکو کتنی ہی عزیز ہو اسی خیال سے مین اس کیوقت
ڈرتی ہون کہ خدا کہین میری وجہ سے کسی میرے عزیز پر کوئی بلا نہ ڈال دے۔

مین نے سنا ہے کہ ایک جہاز مین بہت سے آدمی تہے اللہ تعالی کو منظور ہوا کہ ایک شخص کو سمندر مین غرق کردے
اوسکا سامان یہ کیا کہ جہاز کو طوفان مین پہنسا دیا اور جہاز غرق ہونے لگا تب لوگ پریشان ہوئے
اور سب کو جان کا اندیشہ ہوا ایک بزرگ اوس جہاز مین تہے اون کو معلوم ہوا کہ ایک شخص کیوجہ سے
سارا جہاز غرق ہوا جاتا ہے اونہون نے پکار کے کہا کہ ایک آدمی کی وجہ سے یہ جہاز غرق ہوتا ہے
اگر ایک شخص اپنی جان دیدے تو سب بچ جاوین ہر شخص مستعد ہوا کہ اگر جہاز بچ جاوے تو
مین اپنی جان دیدیتا ہون سب کے ساتہ اوس شخص نے بہی اقرار کیا۔ ان بزرگ نے کہا کہ دریا مین
کود و اگر جہاز چل نکلا تو سمجہہ لینگے کہ تم ہی ہو ورنہ تم کو نکال لینگے پہر دوسرا کودیگا۔ چنانچہ وہ شخص

دریا مین کودا اور جہاز طوفان سے نکل گیا۔

خالہ اماں۔ دیکھو تو ایک کی وجہہ سے کتنون کی جانین جاتی ہتین۔
اللہ کے آگے جس نے ساری دنیا کو کُن کہتے ہی پیدا کر دیا اوسکو کیا پرواہ ہے اوس کے آگے کسی
چیز کی کیا حقیقت ہے یہ تو ہم آپس مین ایک دوسرے کو بڑا چھوٹا سمجھتی ہین وہ تو سب کا
مالک ہے اوسپر کسی کا حق نہین ہے جو کچھ اس نے دیا ہے اوسکی رحمت ہے ہمارا تو کچھ حق نہین ہے
کہ ہم یہ کہہ سکین کہ ہمکو یہ دیا اور وہ نہ دیا ہم کو ایسا کیا ویسا کیا۔ آدمی کو اس واسطے ہر حالت مین
اوسکا شکر کرنا چاہیئے اور اوس سے ڈرنا چاہیئے کہ کہین ناشکری کی سزا ندے اس مین معلوم نہین
کون کون ایک کی وجہہ سے مصیبت مین پڑ جاوے۔

مولفہ۔ ہان بیٹی ناشکری بہت بُری چیز ہے اللہ تو اللہ ہی ہے ہر شخص کو بُری معلوم ہوتی ہے تمہاری
ماما ہی ہے اگر تم اوسکو کچھ دو اور وہ احسان مند ہو اور شکر کرے تو تمہارا جی خوش ہوگا اور چاہو گی
کہ اوسکو اور دون اگر وہ شکر گزار نہ ہوگی اور تمہارے دیئے ہوئے کی حقیقت نہ سمجھے گی تو بیٹی
میرا دل تو یہی کہیگا کہ اوس سے وہ بھی چھین لون۔ بیٹی انسان کو چاہیئے کہ آدمیون کا شکر بھی
ادا کرے جو شخص آدمی کا شکر ادا کرے گا وہ خدا کا بھی شکر ادا کرے گا۔ لا یشکر اللہ من
لا یشکر الناس۔ جس نے انسان کا شکر ادا نہین کیا اوس نے خدا کا بھی شکر ادا نہین کیا مین تمہارے
ان خیالات سے بہت ہی خوش ہوئی اللہ تم کو اسکی جزا دے اور تم کو دین اور دنیا مین خوش رکھے
سب باتین دیکھکر مین رابعہ بیگم سے رخصت ہو کر اپنے گھر آئی اور یہ سوچتی رہی کہ اس کے ایسے
خیالات ہونیکی کیا وجہہ ہے اسکی کیا تربیت اور تعلیم ہوئی ہے۔ مین نے جب غور کیا تو یہ معلوم

ہوا کہ اس کے خیالات میں بڑا اثر مذہبی تعلیم کا ہے اس کے باپ نے جہاں تک ممکن ہوا اوسکے
دل مین خدا کا ڈر اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی عظمت کو دل مین بٹھایا ہے اور خدا کے احکام کی
نافرمانی کرنے کی ایسی ایسی سخت سزاؤن کی ہیبت اوسکی دل مین ہے کہ وہ ہر وقت اوسکے
سامنے ہین اور ہمیشہ رہینگی۔

اور اوس کے ساتھ جن باتون کو خدا اور خدا کے رسول نے منع کیا ہے اوسکے منع کرنیکی وجہہ اور
اوسکی اصلی برائی خوب سمجھائی ہے۔جب وہ کسی بات کو کہتی تھی کہ منع ہے اور مین اوسکی وجہہ
پوچھتی تھی تو دلیلون سے اوسکی برائی بتاتی تھی اوسکو یہہ یقین ہے کہ جو چیز ہماری شرع مین
بری بتائی ہے وہ حقیقت مین بری ہے خواہ اوسکی برائی ہماری سمجھہ مین آوے یا نہ آوے
اس خیال سے مجھکو پچھلی بوڑھیون کی حالت اور ہمارے پچھلے زمانہ کی تعلیم کا خیال آیا تو مجھکو
یقین ہوا کہ بخصوص عورتون کے واسطے مذہبی تعلیم کا ہونا ضرور ہے جس سے اس زمانہ مین بالکل
بے پروائی کیجاتی ہے اور غالباً یہی وجہہ ہے کہ بہ نسبت پہلے کے اب عورتین اپنے گھرون مین خوش
نہین رہتی ہین - کوئی چیز اون کو ملی اوسپر اون کو مسرت کیا صبر بھی نہین ہوتا شوہرون کی کہیہ
حقیقت نہین سمجھتی ہین میان کی شکر گزار نہین ہوتین بلکہ ہمیشہ شکوہ شکایتین اپنے پراوین
کے سامنے کرتی ہین اور جو میاؤن سے ڈرتی بھی ہین تو بھی میان کے چوری بہتری ایسی باتین
کرتی ہین جو میان کو اگر معلوم ہون تو جھگڑے اور فساد ہو جاوین اسکی یہی وجہہ ہے کہ اون کو
خدا کا ڈر نہین ہے اون کو یہہ معلوم نہین ہے کہ میان کو خبر ہو تو نہ ہو مگر اللہ تو ہر بات کو ہر چیز کو
دیکھتا ہے اوس سے کیونکر چھپا سکتی ہین۔

مذہبی تعلیم

مین سنے یہہ راے قایم کی ہے کہ عورتون کے واسطے بہت ضرور ہے کہ جہان تک ہوسکے اون کو مذہبی تعلیم دی جاوے اور اونکے عقیدون کو خوب مضبوط کیا جاوے یہہ تو ظاہر ہے اور مین پہلے لکہہ چکی ہون کہ عورتون کی عقلین اور اونکی تعلیم ایسی نہین ہے اور نہ ہوسکتی ہے جیسے مردون کی - اس لیے مرد تو اپنی عقل اور علم اور صحبت لوگون کے ذریعہ سے ہر کام کے نیک و بد نتیجے کو سمجہہ سکتے ہین اور اون کا علم اور اون کی عقل اون کو برائی سے بچا سکتی ہے - پہر بھی جو مرد کہ مذہبی تعلیم پاے ہوے ہین اور اون کے دل مین خدا کا ڈر بیٹہا ہوا ہے وہ اگر بہت سی برائیون سے اپنی عقل اور علم کی وجہہ سے بچتے ہین تو بہت سی خرابیون سے خدا کی ڈر سے محفوظ رہتے ہین اور یہہ دونون اونکی بری خواہشون کی مزاحم ہوتی ہین لیکن عورتون کے واسطے تو مذہب ہی ایک چیز ہے جو اون کے افعال کا مزاحم ہوسکتا ہے - دوزخ کی آگ اور وہان کے سانپ اور بچہون کا تصور اور لہو اور پیپ کہانے کو ملنے کا ڈر اور دنیا مین غضب الہی کا خوف ہی بری باتون سے بچانے والا ہے اور جنت کی خوشی اور میوے اور حورون کے محل اور دودہ وشہد کی نہرین اون کو اچہے کامون کی طرف رغبت دلانے والی ہین -

اس لیے مین یہہ بہی التجا کرتی ہون کہ ٹرکیونکے ماں باپون کو چاہیے کہ جو پہلا طریق مسلمانون کا تہا کہ گہر مین ایسی باتین کرتے رہتے تہے کہ بچون کے دلون مین خدا کا خوف پیدا ہو اونکی

عظمت اور بڑائی اون کے دلون مین بیٹھ جاے اب جاری رکھین اور جب
تعلیم کا زمانہ ہو تو ایسی ہی کتابین پڑہائین اور نماز روزے کی تاکید رکہین اور ا۔
(اسکے آگے کا کچھہ اور بہی مضمون ہتا مگر وہ صفحے نہین ملے)

خدیجہ بیگم اور اونکے میان خواجہ سعید

دہلی کی رہنے والی عالی خاندان متوسط حال خواجہ زادہ خواجہ وحید نام میر عاشق کے کوچہ مین رہتے تھے اون کی بزرگ بادشاہی مناصب پر مامور تھے اون کے خاندان مین وزارت اور صوبہ داری بہی رہی تہی۔ آہستہ آہستہ اون کی حالت تنزل نے یہان تک پہونچا دیا تہا کہ بہادر شاہ بادشاہ دہلی کے ہان سے تقریبًا (۷۰) ستر روپیہ ماہوار پاتے تھے اور کچھہ گہوڑے بادشاہی مین نوکر بھی تھے اون کی بہی کچھہ آمدنی تہی۔ خواجہ وحید عہدہ منصفی پر مامور تھے جو اُس زمانہ مین معزز عہدہ خیال کیا جاتا تہا۔ گو اون کے بزرگون کے عہدہ اس سے بدرجہا زیادہ معزز تھے لیکن اب یہی غنیمت سمجہا گیا۔ خواجہ وحید کی بی بی خوب صورت خوش وضع اور خوش لباس خوش مزاج تہین خدا نے اون کو تمام اوصاف جو شریف بیبیون مین ہونی چاہیے عطا کیے تھے خوبصورتی کے ساتہہ نیک نفس بامروت خوش خلق اور متین بہی تہین۔ میان کے مطیع تہین ہر وقت اس بات کا خیال رکہتی تہین کہ میان کو تکلیف نہ ہو بلکہ میان کے دل پر میل بہی نہ آوے۔ میان اپنی بی بی کی ان صفات سے اور اس آرام سے جو اوسکو ملتا تہا اپنے بی بی کا عاشق زار تہا ایک دوسرے کی

آسایش و آرام کے خیال مین رہتا تہا اگر کوئی بات ایک سے ایسی ہوگئی کہ جو دوسرے کو
ناگوار ہو تو فوراً اوسکی تلافی کرتا تہا دونون کی نہایت آسایش و آرام سے گذرتی تہی
اس ہیل مین خدا کی قدرت سے ایک لڑکا بہت خوبصورت پیدا ہوا۔ میان بی بی مین اتفاق
اتحاد تہا کہ میان نے یہہ چاہا کہ بی بی اپنے خاندان کے نامون سے ملتا جلتا نام رکھے۔
بی بی کو یہہ اصرار تہا کہ نہین تمہارے ہی خاندان کے نامون سے ملتا ہوا چاہیئے بالآخر بی بی
کا کہنا کیا گیا اور خواجہ سعید نام رکہا گیا۔ خواجہ سعید کے خوشی مین میان بی بی پہولے نہین
سماتے تھے ان دونون کو یہہ ایک شغل اپنے مسرت کا اور ہاتہ آیا تہا۔ میان بچہ
کو دیکھکر اپنی بی بی کی تعریف کرتا تہا کہ تمہاری بدولت یہہ لڑکا خوبصورت مجھکو نصیب ہوا
دیکھو تو اوسکی آنکہین بالکل تمہاری سی ہین۔ کبھی کہتا تہا کہ تہوڑی تمہارے تہوڑی کے
بالکل مشابہ ہے خدا کرے اسکا مزاج بہی تمہارا سا ہی ہو اور اس کو ایسے ہی مزاج کی
دولہن ملے جیسا تمہارا ہے اور خوبصورت بہی تم سے زیادہ ہو اور ایسی ہی آسایش
سے اسکی بسر ہو جیسی میری تمہارے ساتہہ ہوتی ہے کبھی بی بی اوسکو اوٹہا کر اپنے
گھٹنون پر بیٹہا کر میان کو دکہاتی تہی کہ واہ اسکا ماتہا تو بالکل تمہارا ہی ہے اسکی تقدیر بھی
خدا تمہاری ہی سی کرے بلکہ تم سے اچھی اور دیکھو تو یہی ہاتہ بہی تمہاری سی ہین۔ میان سنکر خوش
ہوتا تہا اور ہان ہان کرتا تہا غرض اسی چاہ دپیار مین بچہ کی عمر چار برس کی ہوئی اور اب بسم اللہ
کرنے کی فکر ہوئی چار برس چار ماہ دس دن کی عمر ہوئی بسم اللہ خوانی کی رسم ادا کی اور
تعلیم شروع ہوئی۔ ابتدائی تعلیم آگرہ مین ہوئی پہر مختلف مقامات مین تعلیم کی غرض سے بہیجا گیا

جب ماں باپ کو فکر ہوئی کہ کسی خاندان میں خوبصورت نیک مزاج لڑکی سے اسکا نکاح کرنا چاہیے - ادہر ادہر فکر کرکے خواجہ فرید کے ہاں جو اس شہر میں عزت دار اور نہایت نیک خصلت شخص تھے - پیغام بہیجا گیا باہمی گفت وشنید کے بعد نسبت قرار پاگئی -

خواجہ سعید تعلیم کے اغراض کے واسطے مختلف شہروں میں بہیجا گیا تہا اور بدقسمتی سے اوسکو صحبت ایسی خراب ملی تہی کہ اوس کے عادات نہایت خراب ہوگئی ہتیں غصہ اوس کے مزاج میں بہت زیادہ ہوگیا - چال چلن بہی خراب ہوگیا تہا لیکن اسکا علم نہ باپ کو تہا اور نہ خواجہ فرید اس سے واقف تھے - باپ نے شادی کی تاریخ مقرر کردی اور اوس کو بلا بہیجا وہ خوشی خوشی دہلی میں آیا اور ایسے قریب زمانہ میں پہونچا کہ کسی کو اوسکی طبیعت اور مزاج کا اندازہ نہ ہوسکا خیر خوبی سے شادی ہوگئی - اور جلد تعلیم کا ہرج بیان کرکے پورے چار چالے بہی نہ ہوئے تہے کہ اوس صحبت میں واپس چلا گیا - بی بی ہوشیار اور سمجہ دار تہی اوس نے آٹہہ دس روز میں میاں کی طبیعت اور عادات کو معلوم کرلیا اوسکو معلوم ہوگیا کہ آوارہ مزاج ہے غصہ بہت زیادہ ہے فضول خرچ اور بے پرواہ ہے وہ جہی کہ یہ عادات بہت محنت سے چہوٹیں گی لیکن بسر کرنا چاہیئے جب تک دلہن پنے کی شرم ہے اوس وقت تک تو جو کچھہ کرتے ہیں کرنے دو پہر ساتہہ رہنا ہوگا مجہکو زیادہ موقعے ملینگے اور خدا نے چاہا تو سب بری باتیں چہٹا دونگی - اچہا خاصہ میاں ہوجاویگا اب یہ لوگوں کی باتیں سنتی تہی اور یہ اندازہ کرتی تہی کہ ان کے عادات اور خصائل سے اور بہی کوئی واقف ہے یا نہیں جب یہ معلوم ہوا کہ کسی کو اسکی خبر نہیں تو اوس نے بہی سب کو اس سے لاعلم رکہا اگر کسی نے

پوچھا بھی تو تعریف ہی بیان کی اور یہہ کوشش کی کہ کسی کو یہہ باتین جو مجھکو ظاہر ہوئی ہین
معلوم نہ ہونے پاوین اور میرا میان بدنام نہ ہوجاوے اون کی بدنامی ستے میری ذلت ہے
خواجہ سعید اپنے یارون مین پہونچ گئے اور اونکے ساتھہ اسی لہو لعب مین مصروف
ہوگئے۔ خدیجہ بیگم اس فکر مین ہوئی کہ میان کو اوس صحبت سے علحدہ کرنا چاہئیے مگر یہہ دہلی
مین اور خواجہ سعید بنارس مین۔ بی بی دلہن شرم کے مارے نہ کسی سے بلانے کو کہہ سکتی نہ خط
لکھہ سکتی تہی۔ تعویذ گنڈون پر اعتقاد ہنین تہا۔ اس فکر مین رہتی تہی کہ کسی طرح میان میرے
پاس آوے اور مجہکو اوس سے بات چیت کا موقع ملے تو مین کوئی تدبیر کرون
اسی فکر و تردد مین منصوبہ بناتے ہوے چھہ مہینے گذر گئے۔ میان کو اپنے یارون سے
فرصت ہی ہنین کہ کوئی خط بھیجین یا بی بی کا حال پوچھین کہ جیتی ہے یا مرگئی۔ جب باپ
دیکہتے تھے کہ بیٹا بیاہ کرتے ہی چلا گیا دلہن اکیلی رہتی ہے بیٹے کے بلانے کو خط بھیجتے
تھے اور وہ حیلہ حوالہ کر دیتا تہا ادہر کا رخ ہی ہنین کرتا تہا۔ یہہ خیال کرتے تھے کہ شاید
بی بی مین کچھہ ایسی بات ہے جس سے بیٹا ناخوش ہوگیا اور وہ آنا پسند ہنین کرتا مگر ساتہی
چھہ مہینے سے دیکہتے تھے کہ بہو خوبصورت ہے۔ مزاج اچھا ہے۔ ہماری اطاعت اور خوشی
کرتی ہے اور بھائی بہنو سے محبت کرتی ہے اس گھر کو اپنا گھر سمجھتی ہے اور بیٹیون کی طرح
رہتی ہے۔ بیٹے کے حال کی خبر ہی ہنین تہی۔ سوچتے تھے کہ کیا بات ہے۔ خواجہ وحید
نے ارادہ کیا کہ خود جاکر بیٹے کو لاوین۔ سامان سفر کیا۔ خدیجہ بیگم کو جب یہہ حال معلوم ہوا
تو اندیشہ ہوا کہ وہان جاکر میان کے حالات ان کو معلوم ہوجاوینگے اور پہر اون کی [illegible]

چہرہ جیہ ہوگا۔ کوئی فکر ایسی ہونی چاہیئے کہ میان یہان آجاوین اور اِن کو جانے کی ضرورت نہ ہو۔ اس لئے اپنا دل مضبوط کرکے میان کو ایک خط لکہا۔ جسکا مضمون یہہ تہا۔

میرے سر کے تاج میرے مالک خدا تم کو میرے سر پر سلامت رکھے

یہہ پہلا خط ہے جو تمکو لکہتی ہون مگر ڈرتی ہون کہ تم خفا نہ ہو اور مجہکو بے شرم نہ سمجہو۔ چہہ مہینے سے زیادہ ہوا کہ مین تمہارے ہاتہہ بک چکی ہون۔ رسم کے موافق مجہکو بی بی کہو مگر حقیقت مین تمہاری لونڈی ہون۔ غرض بی بی ہون یا لونڈی جو کچہہ ہون تمہاری ہون اور عمر بہر تمہاری رہون گی۔ زندہ اس گہر مین آئی ہون اور میرے باپون نے پہونچایا ہے۔ اور خدا مردہ کرکے مجہکو تمہارے گہر سے نکالے۔ تم سے میری عزت ہے اور تمہارے ہی عنایت کے سہارے میری زندگی ہے اگر میری عزت قایم رکہو اور اپنی عنایت مجہہ پر رکہو تو میری خوشی سے زندگی بسر ہوگی اور اگر تم نہ بہی پوچہو تو بہی زندہ رہون گی اور تمہارے ہی رہونگی۔ تم کو لوگ اچہا کہینگے تو مجہکو خوشی ہوگی اور میری عزت ہوگی کہ اچہے کے لونڈی یا بی بی ہون۔ اگر خدا نخواستہ کسی نے تم کو بُرا کہا تو مجہکو اوس سے زیادہ تکلیف ہوگی جو مجہکو اپنی نسبت بُرائی سُننے سے ہوتی۔ اس لئے اور اس اندیشہ سے کہ لوگون کو تمہارے نسبت کچہہ کہنے کا موقع نہ مِلے یہہ خط لکہا ہے تم میرے اس قصور کو اگر قصور ہے تو معاف کرنا۔

یہان تم آٹہہ روز شادی کے بعد رہے اور تہوڑا وقت میرے پاس بہی صرف کیا مجہکو معلوم ہوا کہ تم کو تحصیل علم کا شوق ہے اور تمہارے دوست آشنا بہی ایسے وہان ہین جنکی محبت

تم کو عزیز ہے اس لیے جلدی کر کے تم روانہ ہو گئے۔ اما جان اور اماں جان تمہارے دیکھنے کے بہت مشتاق ہین۔ اور کیون نہ ہون۔ تم ایک ہی اون کے آنکہون کے چراغ اور دل کے ٹہنڈک ہو۔ میرا تو کچہہ ذکر ہنین مگر اونپر رحم کرو۔ اور اپنی صورت اونکو دکہا دو۔ اون کی صدقہ مین مین بہی تم کو دیکہہ لون گی۔

ابا جان نے ارادہ کیا ہے کہ اگر تم جلد نہ آؤ تو وہ خود جاکر تم کو لاوین۔ مین یہہ مناسب جانتی ہون اور تم بہی خیال کرو گے تو سمجہو گے کہ بجائے اس کے کہ وہ اتنا سفر کر کے تمہارے لینے کو جاوین اور وہان لوگون سے ملین جنمین بہت سی تمہارے موافق اور خلاف ہونگے۔ بہلی بُری باتین تمہارے نسبت سنین۔ بہتر یہہ ہے کہ تم خود چلے آؤ اور اپنے کسی مخالف کو یہہ موقع نہ دو کہ وہ تمہاری بُرائی کرے۔

تمہاری لونڈی خدیجہ بیگم

یہہ خط لکہکر لاکہہ کی مہرین لگائین۔ رجسٹری کرا کے میان کو روانہ کیا مگر خدیجہ بیگم دل مین ڈرتی تہی کہ دیکہیے اسکا کیا اثر ہوتا ہے۔ خدا سے دعا مانگتی تہی کہ میان کو ایسے وقت پہونچے جب اون کا مزاج درست ہو۔ بنارس کی یہہ کیفیت تہی کہ خواجہ سعید امتحان سے تو فراغت حاصل کر چکے تھے اور وہان رہنے کی کچہہ ضرورت نہین تھی صرف دوست آشناؤن کی صحبت ہنسی مذاق کہیل کود کا شوق ہی تہا کہ بنارس مین پڑے ہوئے تھے۔ جوان لڑکون مین جیسے جلدی دوستی ہوتی ہے ویسی ہی جلدی لگاٹ بہی ہو جاتا ہے۔ بے سوچے سمجہے ہر ایک سے جس نے ذرہ اچہی باتین کین دوست

بن جاتے ہیں اور اسقدر بے تکلف اور بے باک ہو جاتے ہیں کہ گویا تبہی
پیدا ہوئے تھے وہ دوستی کے اہم فرایض سے ناواقف ہوتے ہیں اور آئین
وضعداری کو نہین جانتے۔ اس مین کچھہ برائی نہین سمجھتے کہ آج دوستی ہوئی اور کل لڑائی
ہوگئی وہ ایسے پختہ کار نہین ہوتے کہ خوب جانچ کر اور سمجھکر دوستی کرین۔ اور جب
کرلین تو پہر عمر بہر دوست بنے رہین۔ دوست کی عزت کو اپنی عزت سمجھین دوست کے
دل شکنی کو حرام جانین۔ اور جسقدر تعلق ہوگیا اوسکو بڑہانے کی ہی کوشش کرین۔
گہٹانے کا خیال ہی کبہی دل مین نہ لاوین۔
خواجہ سعید کے بہت سے نوجوان دوست تھے اور وہ سب ایسی ہی ناتربیت یافتہ
ضابطہ دوستی سے ناآشنا تھے۔ ایک دن کسی بات پر اون کے دوست محمد جان سے لڑائی
ہوئی اور جلدی اسقدر بڑہی کہ ایک دوسرے کی فکر مین ہوگیا۔ خواجہ سعید تنہا تھے اور
محمد جان تنہا نہ تھے ۔ ... یار رشتہ دار سب موجود تھے۔ خواجہ سعید کو اندیشہ ہوا۔
اور تنہا ... ہوا تہا کہ خدیجہ بیگم کا خط اون کو ملا جلدی کہولا بی بی کے
شان ... ناواقف تھے۔ جلدی سے الٹ کر دیکہا کہ کس کا بہیجا ہوا ہے۔ خدیجہ بیگم
کا نام دیکہہ کر بی بی کا نام بہی بہول گئے تھے سوچا کہ کون خدیجہ بیگم ہین۔ پہر خط کو دیکہا۔
پہلے القاب پر نظر پڑتے ہی سمجھے کہ یہہ میری بی بی کا خط ہے اور بہت خوش ہوئے
اور پہر اوس کے مضمون کو پڑہنا شروع کیا۔ اوس خط نے جو سچے دل اور جوش محبت سے
بی بی نے لکہا تہا اسقدر اثر کیا کہ رونے لگے۔ آنکہون سے آنسو پونچہتے جاتے تھے۔

اور خط کو پڑہتے تھے بمشکل خط کو تمام کیا پہر بہی جی چاہا کہ دوبارہ پڑہین پہر سرے سے پڑہنا شروع کیا ایک فقرہ پڑہتے تھے اور دل مین کہتے تھے کہ مین سنے ناحق یہہ زمانہ علیحدگی اور پریشانی مین گزارا اور ان یارون کی ملاقات بے ثبات پر اپنی زندگی خراب کی۔ کاش مین ایسی محبت اپنی بی بی سے کرتا تو وہ کسقدر خوش ہوتی ان لوگون سے جو کچھہ کیا وہ اب ذرہ سی بات مین سب جاتا رہا جو کچھہ اونکی خاطر و مدارات کی او خرچ کیا وہ سب ضایع ہوا۔ جو کچھہ اون کو دیا وہ کہویا۔ بی بی کو دیتا تو وہ میرا ہی ہوتا اور میرے کام ہی آتا۔ غرض اپنے افعال پر لعنت و ملامت کرتا تہا۔ ارادہ کیا کہ فوراً روانہ ہون اور اپنی دلدار بی بی کے پاس پہونچون اور بی بی کی اس نصیحت کو بھی سمجہا کہ اگر دیر ہوئی اور باپ آگئے تو میری سب نالایق کرتوت کہل جاویگے اور پہر باپ کو مُنہہ دکہانے کی جگہہ نرہیگی۔ پہر جب یہہ خیال کیا کہ یہان کا قرضہ دینا ہے اور خرچ سفر کے واسطے بہی روپیہ کی ضرورت ہے تو پریشان ہوا کہ باپ کو اگر لکہون تو کیا کہینگے کہ معمولی اخراجات کے لایق تو روپیہ برابر بہیجتا ہون یہہ قرض کیسا اس سے ہی سمجہینگے کہ اس نے نالایقی کی۔ عیاشی مین روپیہ برباد کیا۔ قرض لیا ذلت اوٹہائی ہمارے نام کو بٹہ لگایا۔ اسکی بڑی شرمندگی ہوگی باپ کو کیا جواب دونگا اور کیونکر اون کے سامنے جاؤنگا کیسے آنکہہ سے آنکہہ ملاؤن گا۔

خواجہ سعید سوچتا تہا کہ کیا کرنا چاہئے کبہی کہتا تہا کہ کتابین کپڑا بیچ ڈالون کہ اوس سے سفر کے لایق خرچ آجاوے مگر پہر یہہ خیال ہوتا تہا کہ جن کا قرض دینا ہے وہ کا ہے کو چہوڑینگے اور اگر چپ کر چلا بہی گیا تو وہ غل مچادینگے نالشین کرینگے اوس مین اور بہی

بدنامی ہوگی۔ آخر سوچتے سوچتے یہہ خیال ہوا کہ میری بی بی جس نے ایسی محبت کا خط لکھا ہے اور عقل مند معلوم ہوتی ہے وہ محرم راز ہے اوس سے اِسکی نسبت صلاح لینی چاہیئے۔ یہہ ارادہ کرکے علیحدہ حجرے مین قلمدان کاغذ لیکر جا بیٹھا۔ اور یہہ خط لکھا۔

میری محرم راز۔ میری مونس و غمخوار۔ خدا تم کو خوش رکھے۔

تمہارا خط پہونچا۔ جو تمہاری نیک نہادی اور تمہاری سچی محبت کا ثبوت ہے اوسکے سچائی کا ثبوت اوس کے لفظون ہی مین نہین ہے بلکہ اوسکا اثر میرے دل پر ایسا ہوا کہ مین اپنی ساری بدکرداریان جن کے ظرف سے میری آنکھین بند تہین سمجھہ گیا اور اپنے پر ہزار ہزار لعنت اور ملامت کی کہ ایسی نیک اور پیاری بی بی کو اتنا رنج پہونچایا اور اپنا اتنا زمانہ تُم سے علیحدگی مین گزارا۔ مین تمہاری نصیحت کا بہت مشکور ہوا۔ بی بی تُم سے کوئی بات پوشیدہ نہین رہ سکتی۔ اوسی آٹہہ دن کے عرصہ مین جو تہوڑا وقت مین نے تمہارے پاس گزارا اس کے واسطے کافی تہا کہ تم میری عیوب سے آگاہ ہوجاؤ اور بیشک ہوگئین یہہ تمہاری نیکی اور محبت ہے کہ تُم نے میری عیب پوشی کی اور اسی خیال سے مجھکو خط بہیجا۔ مین نے بعض کتابون مین پڑہا ہے کہ بی بی کو میان کا رازدار عیب پوش ہونا چاہیئے وہ صفات خدا کا شکر ہے کہ میری بی بی مین موجود ہین۔ تم میری بی بی ہو اور مین تمہارا غلام ہون اسی صحبت کے وقت تو صرف زبان سے رسم کی موافق کہا تہا کہ مین تمہارا غلام ہون۔ آنکھین کہو اب سچے دل سے تمہارا غلام بنتا ہون۔

میری بی بی تمہارے خط کا میرے دل پر ایسا اثر ہوا ہے کہ مین اوس وقت سے بے چین ہون

اور چاہتا ہون کہ میرے پر لگ جاوین اور اُڑ کر تمہارے پاس پہونچ جاون مگر میری پیاری
بی بی تم سے مین یہہ بہی نہین چہپانا چاہتا کہ جو کچہہ ابا جان مجہکو بہیجتے ہین وہ گو معمولی اخراجات
کو کافی تہا اور آسایش سے بسر کر سکتا تہا مگر نالایق صحبت نے مجہکو ایسا خراب کیا کہ میرے
اخراجات کو کافی نہین ہوا۔ اور قرض ہوگیا اب ایک قرض کا بار دوسرے خرچ
سفر کی ضرورت ہے۔ ابا جان کو لکہہ نہین سکتا۔ یہان کوئی ایسا دوست نہین دلی مین
سب سے ناواقف ہون۔ حیران ہون کہ کیا کرون اور کیونکر یہان سے چہوٹ کر تمہارے
پاس پہنچون۔ اگر تم کچہہ کر سکو تو کرو مگر کسی کو خبر نہ ہو ورنہ میری ذلت وخواری ہوگی

تمہارا غلام۔ خواجہ سعید۔

اس خط کو خواجہ سعید نے اپنے سسرال کے پتہ سے اپنا نام لفافہ پر لکہکر رجسٹری کرا کر بہیجا
جب یہہ خط بی بی کو پہونچا بہت خوش ہوئی اور سجدہ شکر ادا کیا کہ خدا نے میری دعا قبول
کی جو ایسے نیکی کے وقت مین خط پہونچایا کہ اوسکا پورا اثر ہوا۔ اور اب امید ہوئی کہ میرا
میان ان برائیون سے بچیگا اور بدنامی اور رسوائی سے محفوظ ہو جائے گا۔ خدیجہ بیگم
کو یہہ فکر ہوئی کہ میان کو روپیہ بہیجنا چاہیئے مگر اسطرح سے کہ کسی کو خبر نہ ہو۔ یہہ مشکل
معلوم ہوتا تہا روپیہ کا بندوبست کرنا اوسکی ہنڈوی یا منی آرڈر کرانا خود کر نہین سکتی تہی
کسی کو خبر کرنا نہین چاہتی تہی سوچتے سوچتے یہہ کیا کہ ایک پارسل کچہہ کپڑے جوتی کا تیار کیا۔
اور اوس مین اپنا ایسا زیور جو معمولی استعمال کا نہین تہا بند کیا تاکہ کسی کو معلوم نہ ہو کہ زیور
کیا ہوا۔ یا کوئی پوچہے اوسکو بہی سلا کر مہرین لگا کر رجسٹری کرا کے میان سعید کے نام روانہ

کیا اور اوس کے ساتھہ ہی ایک خط لکھا۔

میرے جان و مال کے مالک میرے زندگی کے ساتھی سلامت رہو۔

تمہارا خط آیا جی خوش ہوا۔ دل کو چین نصیب ہوا۔ اللہ نے میری دعا قبول کی۔ مین ڈرتی تہی کہ میرا لکہنا تم کو ناگوار نہ ہو۔ تم نے بہت ہی اچھا کیا اپنے راز کو مجھپر ہی ظاہر کیا تم میرے اور مین تمہاری رازدار ہون۔ اس کے سوا تم خدا اور رسول کے بنائے ہوئے میرے مالک اور حاکم ہو مین تمہاری فرمان بردار لونڈی ہون جب مین تمہاری ہون تو میرا کیا ہے سب کچہہ تمہارا ہے۔

نمی گویم درین گلشن گل و باغ و بہار از من   بہار از یار و باغ از یار گل از یار و یار از من

مین نے فوراً تمہارے حکم کی تعمیل کی۔ نقد روپیہ بہیجنے مین افشائے راز کا اندیشہ تہا مین کسی کو بہی اس قابل نہین سمجہتی کہ اپنی یا تمہاری بات اوسپر ظاہر کردن اور اطمینان ہو کہ افشاء نہ ہوگا۔ عقلمندون کا قول ہے کہ بغیر پورے اطمینان کے اپنا راز کسی پر ظاہر نہ کرے بلکہ اکثر تو یہہ کہتے ہین کہ مطلق ظاہر ہی نہ کرے اگر کوئی یار رازدار ہی ہو تو گو اوس سے اندیشہ نہو مگر اوسکے یار سے اندیشہ کرنا چاہئے۔

گر توانی راز دل با یار جانی ہم مگو   یار را یارے بود از یار یار اندیشہ کن

اس لیئے مین نے یہہ تدبیر کی ہے کہ اپنا ایسا زیور جو کار آمد بہی نہین ہے اور جسکو لوگون نے دیکہا بہی نہین ہے اور اگر نہ ہو تو کسی کو معلوم ہی نہین ہوگا ایک کپڑون کے پارسل مین رکہکر رجسٹری کرا کے بہیجا ہے وہ اسقدر ہے کہ تم کو وہان کے قرضہ سے سبکدوش

کر دے گا اور کافی روپیہ خرچ سفر کے واسطے بھیجیگا۔ جلد وہان سے فراغت حاصل کر کے چلے آؤ اور اپنی دیدار سے اپنے مان باپ کی آنکھیں روشن کرو۔

تمہاری تابعدار۔ لونڈی۔ خدیجہ بیگم۔

خواجہ سعید اپنے جواب خط کے منتظر تھے۔ جب سے خط روانہ کیا تہا ہر وقت کہتے تھے کہ میرا خط آج الہ آباد پہونچا ہوگا۔ اب کانپور مین ہوگا۔ آج دہلی تو پہونچ گیا کسی قسمت ملجاوے گا اگر جواب لکھا تو تین چار روز مین جواب آ دیگا مگر سوچتا تہا کہ بیاہ کو تو چھ سات مہینے ہو گئے ہین مگر بی بی کو اتنا تہوڑا دیکہا ہے کہ صورت کا بہی خیال نہین رہا اور بی بی سنے بہی مجہکو کیا دیکہا ہے جو میرا ایسا کہنا مانے گی کہ اتنے روپیہ بہیجدے گی اور بہیجنا ہی چاہا تو کیونکر بہیجے گی اور اگر نہ بہیجے تو بات ہی گئی ذلت ہوئی اور کچہ حاصل نہوا۔ ایسے خیالات کی اودھیڑبن مین رہتا تہا اور بنارس سے دل برداشتہ ہو رہا تہا کہ کسی طرح جلد یہان سے روانہ ہون۔ بی بی کے جذب محبت سنے دل کو بیچین کر رکہا تہا ایک دن صبح کا وقت ہے کہ ذرہ دیر سے آنکہ کہلی انگڑائیان لیکر اُٹھے۔ اس سوچ مین پلنگ پر پاؤن لٹکائے سر جھکائے ماتہا ہاتہون پر رکھے بیٹھے ہین اور یہی خیال کر رہے ہین کہ کیا ہوگا کیونکر روپیہ آوے گا اور مین یہان سے جاؤن گا۔ اس فکر مین وقت کا کچہ خیال نرہا۔ دن بہت چڑہ گیا نو بجے کا وقت ہے۔ ڈاک کے ہرکارے نے آواز دی کوئی ہے خط اور پارسل لیجاؤ یہہ چونکے ویسے ہی کُرتہ پہنے خود کمرہ سے باہر نکلے دیکہا کہ پارسل لیئے ہوئے ہرکارہ کہڑا ہے جلد اوس کے ہاتہہ سے لیا اوس سنے خط بہی دیا رجسٹری کی رسید پر

دستخط کرنے کو دی اس پارسل پر جو پتہ اور نام لکہا تہا وہ خط کے لفافہ کے ساتہہ ملتا تہا اور بی بی
کے شان خط سے واقف ہو چکے تھے جلد رسید دن پر پنسل سے دستخط کر کے کمرہ مین
آئے۔ بے اختیار خط کو اور پارسل چوما۔ خط کو سینہ سے لگایا پہر کہول کر پڑہا۔ خط پڑہتے
جاتے تھے اور وفور محبت سے آنسو ٹپک رہے تھے پارسل کو کہولا تو اوس مین نہایت
سلیقہ سے ہر زیور علیحدہ علیحدہ سرخ پارچہ مین بندہا ہوا ایک چہوٹے بکس مین بند تہا
اوسکو نکالا اور دیکہا اور پہر اوسی طرح رکہہ دیا۔ بی بی کو دعائین دیتے تھے اور اپنی خوش قسمتی
پر کہ ایسی نیک مطیع اور خیر طلب راز دار شفیق بی بی ملی ہے خدا کا شکر کرتے تھے۔ اور
کہتے تھے کہ گو یہہ سچ ہے کہ میان بی بی کا مالک ہوتا ہے مگر کون بی بی ایسا سمجہتی
ہے اکثر بیبیان تو ایسی ہوتی ہین کہ جو کچہہ ملے میان سے لے لیوین اور پہر پتہ نہ دین
جب تک میان دیئے جائے اوسوقت تک اچہا ہے اور جب ذرہ اوس نے کشمکش
کی دنیا بہر کی برائیان اوس مین ڈالتی ہین اور میان کی مہربانیون کو یاد نہین رکہتین یہہ
میری ہی قسمت ہے کہ مجہکو ایسی بی بی ملی کہ اوس نے مجہکو پورا دیکہا ہی نہین اور بجائے
لطف وعنایت کے مین اوس سے ایسا بیتہ توڑ بہاگا کہ پہر چہہ مہینے تک خبر ہی نہین
پوچہی میرے خصائل اور حرکتین ایسی ناشایستہ کہ جن سے مجہکو خود شرم آتی ہے
محض اس خیال سے کہ مجہسے وابستہ ہوگئی ہے اور اپنی تمام عمر میرے ساتہہ بسر کرنی چاہتی
ہے۔ یہہ مہربانی مجہہ پر کی ہے مین کیونکر اوسکا بدلہ کر سکتا ہون۔ مین کچہہ ہی سلوک
کرون مگر اوس کی برابری نہین کر سکتا۔ بی بی کی اپنے دل مین بہت صفت اور

تمنا کرتے تھے اور دل غنی ہو گیا تھا۔ جلدی جلدی مُنہ ہاتھ دہو یا کپڑے بدلے کچھ ناشتہ کیا۔ یہہ سامان لیکر جوہریون کے ہان گئے دو چار جگہہ قیمت کا انداز کیا جب اصلی قیمت معلوم ہو گئی فروخت کر کے روپیہ لیکر آئے جس جس کا قرضہ تھا اوسی دن بیباق کیا باپ کو تار بھیجا کہ مین یہان سے روانہ ہو کر دلی آتا ہون اتنا ٹھہرنا تھا کہ دو تین دن رہکر اسباب کو باندھ کر روانہ کرتے جو کچھ ہو سکا ساتھ لیا باقی نوکرون مین تقسیم کر دیا ۔ دوسرے دن آٹھ بجے بنارس کو الوداع کہکر ریل مین سوار ہو گئے اودہر دلی مین خواجہ وحید کے پاس تار پہونچا۔ یہہ سُنکر کہ خواجہ سعید بنارس سے روانہ ہو گئے خوش ہوے اور کہا کہ مین سفر کی زحمت سے بچا۔ سعید کا تار آیا ہے وہ بنارس سے روانہ ہو گیا پرسون انشا اللہ تعالی یہان پہونچے گا۔ مان بہی بیٹے کی آنیکی خبر سُنکر خوش ہو گئین دعائین مانگنی لگین اللہ اوسکو ساتھ خیر کے پہونچا دے ۔ خواجہ سعید کی چہوٹی بہن وسیم جہٹ دوڑی۔ بہابی اما بہابی اما - اکا بہائی آتے ہین اونکا تار آیا ہے یہہ سُنکر دل مین خوش ہوئین مگر نیجا ہر تیہ کی طرف دیکھکر چپکے ہو رہین ۔ پہر تو سارے گہر مین چرچا ہو گیا خواجہ سعید کے سسرال مین خبر پہونچی وہان بہی خوشیان ہونے لگین ۔ ادہر خواجہ سعید کا یہہ حال کہ ریل کی کتاب ہاتھہ مین ہے حساب لگاتا جاتا ہے کہ کب الہ آباد آئے گا اور کب کانپور سے گزرون گا۔ اور جب کانپور پہونچون گا تو سات گہنٹے ہی کا سفر رہ جاوے گا ۔ غرض جیون تیون کر کے الہ آباد آیا کانپور سے بہی گذرے اٹاوہ آیا رات ہو گئی اب کہتے تھے کہ بس رات کو نیند آجاوے تو صبح کو غازی آباد ہی پر

آنکھہ کھلے گی اور خواجہ سعید کے ماں باپ اور بی بی خدیجہ بیگم گھڑیاں گنتی تہین اور
کہتی تہین کہ الہ اباد مین ہونگے - اب کانپور سے توروانہ ہوگئے ہونگے - آنے کا دن
ہوا - خواجہ وحید نے گاڑی تیار کرائی بیٹے کو لینے اسٹیشن پر پہونچے - اسٹیشن
کے کمرے مین بیٹھے ہین - ریل کی آمد کا انتظار ہے غرض ریل آئی خواجہ سعید کو گاڑی
مین دیکہا - ادہر خواجہ سعید کی نظر اپنے والد پر پڑی - وہین سے جہک کر آداب بجا
لائے - گاڑی ٹہہری - اسباب چہوڑ کر باپ کے پاس پہونچے - قدمبوسی کی باپ نے
گلے سے لگایا آدمیون کو دوڑایا کہ اسباب اوتارو اسباب وغیرہ سب لیکر باپ بیٹے
اسٹیشن سے روانہ ہوئے اور بخیر وعافیت گہر مین پہونچے - چہوکریون ماماؤن نے
غل مچایا - میان آگئے میان آگئے - والدہ کے پاس گئے جہک کر سلام کیا ماں نے
دعائین دین گلے سے لگایا چہوٹی بہن رقیہ بیگم پاس کہڑی ہے اوسپر نظر نہین پڑی جب
ماں نے کہا کہ رقیہ سلام کرتی ہے تب خواجہ سعید اوس کے طرف متوجہ ہوئے رقیہ نے
جہک کر بہائی کو سلام کیا بہائی نے گود مین اوٹہا لیا اور پیار کیا رقیہ بولی - اکا بہائی
جب تمہارا تار آیا مین نے پہلے ہی اما کو دوڑ کر خبر کی تہی - خدیجہ بیگم یہہ سنکر شرم کے مارے
چہپکے ہو رہین - خواجہ سعید کا اسباب گہر مین آنا شروع ہوا - ماں نے کہا کہ بہو کے
سہ دری مین لیجاؤ وہاں خدیجہ بیگم میان کی باتین سن رہی تہی اور سمجہتی تہی کہ جب
سب سے فرصت ہوگی تو یہان بہی آوینگے - میان بہی بیچین تہا کہ کسی طرح آنکہہ بچا کر
بی بی کے پاس جاؤن مگر موقع نہ ملتا تہا جب دیکہا کہ سب اسباب بی بی کے سہ دری

پہنچ گیا سب باسی باتین ہی ہوئین نوجوان جان بنکر بولا میرا اسباب کہان ہے سفر کے
کپڑے اوتار دون - اماں نے کہا بیٹا جاؤ تمہاری کوٹھری ہے وہین تمہاری بی بی
ہین اور اسباب بھی ہے یہ آہستہ آہستہ بی بی کے پاس پہونچے - بی بی شرم و
لحاظ سے چپکے جیسے بیٹھی تھی بیٹھی رہی گرم پانی اور غسل کا سب سامان تیار تھا وہان
گیا حمام کیا کپڑے پہنے باہر چلے گئے -

خواجہ سعید اپنی بی بی کے ساتھ رہنے لگی اور بی بی کی اس عنایت کے بہت مشکور تھے
بی بی کی بہت قدر کرتے تھے ہر امر مین بی بی کی خوشی مدنظر تھی مگر سیر و تماشے کا
شوق تھا شرم کے مارے بی بی سے اسکا ذکر نہ کرتے تھے اور موقع ڈھونڈھتے
رہتے تھے کہ یہان بھی یار و آشنا ایسے بہم پہونچ جاوین کہ اون کے ساتھ جلسون کے
مزے اوڑائین -

بی بی اون کے انداز سے سمجھ گئی اور خیال کیا کہ ایسی پرانی عادت کا دفعتاً چھوٹنا
مشکل ہے آہستہ آہستہ یہ بھی رفع ہو جاوے گی مگر یہ خیال بھی دامنگیر رہا کہ اگر
بری صحبت یہان بھی میسر آئیگی تو بجائے چھوٹنے کے اور ترقی ہو جاوے گی -
ایسی تدبیر کرنی چاہیئے کہ جو اون کو تلاش ہے وہ ہی باقی نرہے اور کسی کام مین ایسے
مصروف ہو جاوین کہ خیال کرنے کا بھی موقع نملے -

خواجہ سعید اپنے والدین کے ساتھ ایک ہی گھر مین رہتے تھے اور شرم و لحاظ کے
وجہ سے بی بی کے پاس دن مین ایک آدھ دفعہ آجاتے تھے آدھی رات

باہر گذارتے تھے۔ باقی وقت بیکاری مین گذرتا تہا۔ جب دو تین مہینے ایسی حالت مین گذرے ایک شب کو بی بی نے کہا۔

خدیجہ بیگم۔ اب تمہارا بنارس واپس جانے کا تو ارادہ نہین ہے۔

خواجہ سعید۔ لاحول ولا قوۃ بنارس کے طرف تو منہہ کرکے بہی کبہی نہین سوؤنگا

خدیجہ بیگم۔ تمہارے قانون کی کتابین بہی ساتہہ آئی ہین۔؟

خواجہ سعید۔ اون کو کسطرح چہوڑتا سب لایا ہون مگر وہ تو سب پڑہہ چکا ہون اور کتابین منگوانی ہین۔

خدیجہ بیگم۔ تمہارے پاس کتابون کے واسطے روپیہ نہونگے نہین تو اپنا وقت خالی کیون کہوتے اور بیکار پہرتے۔

خواجہ سعید۔ شرماکر۔ نہین ہے۔ مگر ابا جان سے کتابون کے واسطے تو لے لونگا

خدیجہ بیگم۔ اگر کچہہ مضایقہ نہو تو ابا جان سے لو نہین تو میری منہہ دکہائی کے اور سلامی کے جو روپیہ ملے ہین وہ میرے پاس ہین اون مین سے لیکر منگا لو۔

خواجہ سعید۔ بہت شرماتے۔ نیچی نگاہ کرکے کہا کہ مین تمہارے روپیہ کہان تک لیے جاؤن یہہ کیا تہوڑی بے غیرتی کی ہے کہ تمہارا زیور بیچ کر بنارس سے یہان آیا اب مین ابا جان ہی سے لے لونگا۔

خدیجہ بیگم۔ میان افسوس ہے کہ تم سمجہتے ہو کہ تمہارا زیور بیچ کر بنارس سے

یہان آیا۔ میرا کیا زیور تہا۔ مین نے ایمان سے سچ تم کو لکہا تہا کہ میرا کچہہ بہی نہین۔ تم میرے مالک ہو اور جس چیز کو لوگ میرا کہتے ہین وہ بہی میری نہین ہے تمہاری ہے۔ مین تو تمہاری چیز کی محافظ ہون۔ میان یہہ دوئی کا خیال دل مین نہ رکہو۔

من تو شدم تو من شدی من تن شدم تو جان شُدی

مجہکو کیا چاہیئے۔ تم امتحان دوگے نوکر ہوگے اوسکا آرام مجہکو ہی پہونچیگا۔ لو کُنجیان لو اور اپنی ہی حفاظت مین سب کچہہ رکہو۔ اس تکلیف سے مجہکو بچاؤ۔ ہان تمکو ابا جان نے کتابون کے واسطے روپیہ بہیجا تہا۔؟

خواجہ سعید۔ بہیجا تو تہا مگر اوٹھ گیا کچہہ کتابین منگالین کچہہ باقی رہ گئین۔ اون کی اب ضرورت ہے۔

خدیجہ بیگم۔ ہرگز ابا جان سے روپیہ نہ منگواؤ اون کو شبہہ ہوگا کہ کیون ایک دفعہ ہی پوری کتابین نہ منگالین۔ جب سب کا روپیہ بہیجدیا تہا۔ میرے پاس کچہہ اوپر چہہ سو روپیہ ہین اور کنجیون کا گچہا میان کو دیا صندوقچہ کی کنجی دکہائی یہہ کنجی اوس بڑے صندوق کی ہے اور دوسری چہوٹے بکس کی ہے جسمین روپیہ رکہا ہے اوس مین کچہہ نوٹ بہی ہین جتنے تم کو چاہیئے نوٹ لے لو یا روپیہ لے لو۔

خواجہ سعید۔ اچھا دیکھا جاوے گا۔

خدیجہ بیگم۔ دیکھا کیا جاوے جلدی منگالو اپنا وقت کیون کھوتے ہو جلدی سے امتحان دیکر اپنے کام سے لگو۔ کہان تک مان باپ پر پڑے رہوگے انہون نے بیس بائیس برس تک پالا پوسا لکھایا پڑھایا شادی کردی اب تمہارا خرچ اور میرا خرچ میری ماماؤن کا تمہارے نوکر کا سب خرچ اونکے ذمہ ہے۔ اپنی محبت سے اون کو نہ معلوم ہو مگر تم کو تو خیال کرنا چاہیئے۔ اس کے سوائے محتاجی کیا ہی جو کچھ ضرورت ہو اماں جان یا ابا جان سے مانگیں۔

خواجہ سعید بی بی کی عقلمندانہ باتین سنتے تھے اور کہتے تھے سچ ہے یہ تھوڑی محنت اور ہو گی۔ امتحان دیکر جلد کام شروع کرونگا روپیہ کی ابھی ضرورت نہین ہے کتابون کے واسطے چٹھی بھیجتا ہون کتاب والے دیلو پی ایبل پارسل مین بھیجدے گا یہان روپیہ دیکر کتابین لے لینگے۔

خدیجہ بیگم۔ نہین روپیہ پہلے بھیجدو۔ دیلو آئے گا تو روپیہ اسوقت دینا ہوگا سب کو معلوم ہوگا۔

یہہ سنتے ہی پلنگ پر سے اوٹھین۔

خواجہ سعید۔ کہان جاتی ہو۔

خدیجہ بیگم۔ آئی۔ کہکر سیدھی روپیہ سنبھالتی ہوئی گئین۔ قلمدوات اور

چھٹی کا کاغذ اور لفافہ سب سامان لیکر آئین تو چھٹی لکھدو صبح کو بھیجدونگی۔

خواجہ سعید۔ اس مین کیا جلدی ہے صبح کو لکھدونگا۔

خدیجہ بیگم۔ نہین دو حرفون کی چھٹی ہے لکھدو۔ صبح ڈاک مین پڑجاوے گی بی بی کے اصرار سے خواجہ سعید نے چھٹی لکھی لفافہ مین نبد کرکے بی بی کے حوالہ کی۔ بی بی نے اپنے تکیہ کے نیچے سرہانے رکھہ لی۔

خواجہ سعید۔ بہت دنون سے ارادہ کرتا تہا کہ یہہ چھٹی لکھون اور آج کل کرتا تہا اسمین دو مہینے گذر گئے آج نہ تم یہہ ذکر چھیڑتین نہ چھٹی لکھی جاتی۔

خدیجہ بیگم۔ خیر جب تک کتابین آوین اس وقت تک ایک وقت مقرر کرکے پچھلی کتابون کو پڑہا کرو۔ اور مجھے بتاؤ تو کہ قانون مین کیا باتین ہین رات زیادہ ہوگئی تہی۔ خدیجہ بیگم نے کہا کہ چراغ اور رکہدو اور یا جاؤ۔

خواجہ سعید۔ نہین اب رات زیادہ آگئی ہے صبح کو اوٹہنے مین دیر ہوجاویگی آرام سے سو رہے۔

خدیجہ بیگم۔ صبح کو سویرے اوٹہی میان کے کتابون کا صندوق کہول کر کتابین نکال کے صاف کین اور قرینہ سے ایک میز پر جو سہ دری کے ایک کونہ مین رکہی تہی لگا دین۔

خواجہ سعید۔ اپنے ہاتھہ منہہ دہو کر ناشتہ سے فارغ ہوئے کتابون کو دیکہا

جو خاتونوں کی کتابیں تہیں اون کو علیحدہ کیا اور کتابیں علیحدہ کرکے بکس میں بند کردیں۔

کتاب ہاتہ میں لیکر پڑہنا شروع کیا۔ خدیجہ بیگم اپنے ساس سسروں کے سلام کو گئیں اور وہیں کہانے کے وقت تک رہیں۔ یہہ کتاب میں مصروف ہے۔ جب کہانا اون کے سہ دری میں آیا۔ خدیجہ بیگم ہی آئیں اور دسترخوان بچہایا کہانا چُنا۔ میاں سے کہا کہ آپ اوٹہو ہاتہ دہوکر کہانا کہاؤ۔ خواجہ سعید انگڑائی لیکر کہڑے ہوئے آنکہیں ملتے ہوئے سہ دری کے دروازہ پر جہاں آفتابہ پانی کا رکہا تہا گئے۔ ہاتہ دہوئے کلی کی۔ بی بی تولیہ لئے پیچہے کہڑی تہیں۔ خواجہ سعید نے اودہر مُنہ کیا بی بی نے تولیہ دیا۔ ہاتہ مُنہ پوچہہ کر دسترخوان پر جا بیٹہے اور کہانا شروع کیا مگر ابہی کتاب چہوڑی تہی اوس کے مضمون میں غلطاں پیچاں تہے۔ چپکے بیٹہے ہوئے خیالات میں کہانا کہائے جاتے ہیں۔ کچہہ بات چیت نہیں کرتے ہے۔

خدیجہ بیگم۔ میاں کے کندہے پر ہاتہ رکہکر۔ چُپ کیوں ہو کوئی بات ہی نہیں کرتے۔

خواجہ سعید۔ نہیں نہیں۔ میں کتاب میں ایک مضمون پڑہ رہا تہا جب تُم نے کہانے کو کہا اوس خیال میں ہوں۔

خدیجہ بیگم۔ بس اب اوس خیال کو چہوڑو اچہی طرح کہانا کہاؤ و باتین کرو۔ کہانے کے بعد مجہے بہی بتانا کیا مضمون تہا۔

خواجہ سعید۔ ہنس کر۔ واہ تم کیا خاک سمجہوگی۔

خدیجہ بیگم۔ مین کیا آدمی نہین ہون۔ ایسی کیا بات ہوگی جو کوئی سمجہائے تو مین نہ سمجہہ سکون۔ یہہ نا ناکہ واقف کار تہوڑے سمجہانے سے سمجہہ جائیگا مجہکو سمجہانے مین تم کو پوری بات بتانی ہوگی۔

خواجہ سعید۔ قانون کوئی قصہ کہانی تہوڑی ہے یہہ تو بڑا علم ہے جب تک اول سے کوئی نہ پڑہے اوس کے کیا سمجہہ مین آوے گا۔

خدیجہ بیگم۔ خیر اب جانے دو مین اول ہی سے تم سے سُنا کرون گی دیکہون کہ میری سمجہہ مین آتا ہے یا نہین۔ مین اپنے بہائی جان کو دیکہا کرتی تہی جب وہ ابا جان سے قانون پڑہنے آتے تہے۔ تو یاد کرنے کے واسطے وہ ہمارے سامنے ہی قانون کی باتین کرتے تہے اور کہتے تہے کہ مین جو پڑہتا ہون اوسکو اسواسطے کہتا ہون کہ دل مین خوب تہ نشین ہو جاوے۔

خواجہ سعید۔ ہان یہہ تو فائدہ ہے۔ تم کو قانون نہ آوے تو نہ آوے مجہکو تو یاد ہوتا رہے گا۔

خدیجہ بیگم۔ لو یہہ کباب مین نے خود پکائے ہین۔ اماجان نے سب یہان بہیجدیئے

دیکھو تم کو پسند آتے ہیں یا نہیں ۔

خواجہ سعید۔ ہنس کر۔ واہ اگر بُرے بھی ہونگے تو بھی مجھے پسند ہونگے اِس خیال سے اچھے معلوم ہونگے۔ کہ تم نے پکا ئے ہیں ۔

خدیجہ بیگم۔ خوب انعام دیا۔ اسکا مطلب یہ ہے کہ اچھے نہیں مگر میرے خوش کرنے کو کھاتے ہو۔

خواجہ سعید۔ نہیں نہیں۔ حقیقت میں اچھے ہیں۔ تُم نے پہلے سے نہیں کھاکر زیادہ کھاتا جب پیٹ بھر گیا تو کھا۔

خدیجہ بیگم۔ ہاں تم کو پسند نہیں آتے کم کھانے کا بہانہ کرتے ہو۔ خیر مجھے ابھی تمہارے مزاج سے زیادہ واقفیت نہیں ہے بتا دو کیا چیز کم یا زیادہ ہے تو پھر تم کو پکا کر کھلاؤنگی۔

خواجہ سعید۔ نہیں بی بی۔ بہت اچھے ہیں۔ حقیقت میں ایسے مزے کے ہیں کہ گو پیٹ بھرا ہوا ہے مگر جی چاہتا ہے کہ سب کھا جاؤں ۔

خدیجہ بیگم۔ نہیں تھوڑے سے چھوڑ دو بی بی رقیہ کو بھی بھیجونگی ۔

خواجہ سعید اور اُنکی بی بی خدیجہ بیگم آہستہ آہستہ باتیں کرتے گئے اور کھانا کھاتے گئے۔ کھانے سے فراغت ہوکر ماماں نے سلفچی آفتابہ لاکر ہاتھ دھلوائے۔ دسترخوان بڑھایا۔ بی بی نے پان پہلے سے بنا رکھا تھا۔ میاں کو دیا۔ ماما نے حُقہ لاکر رکھدیا مختلف باتیں

ہوتی رہین دوپہر ہوئی ایک دو گہنٹہ آرام کیا سو رہنے سے
اوٹہکر دونون نے منہ ہاتہ دہویا۔ خدیجہ بیگم نے ظہر کی نماز
پڑہی۔ میان باہر چلے گئے۔ کچہہ دیر خواجہ سعید اپنے والد کے پاس
بیٹہے۔ وہان اخبار رکہے تہے اون کو پڑہتے رہے ایک آدہ مرتبہ
بی بی کے پاس آئے پان کہا کر چلے گئے۔ عصر کے بعد عبدالغنی چہوکرہ
آیا کہ میان سواری کو جاتے ہین آپ کو بلاتے ہین آپ بہی چلئے گا
یہہ کس واسطے۔ خدیجہ بیگم نے کہا جاؤ ابا جان کے ساتہ ہوا خوری
کر آؤ۔ فرحت ہوگی۔ بی بی کے کہنے سے چلے گئے شام کو ہوا خوری
کرکے واپس آئے۔ شام کو کہانا کہا کر ایک آدہ گہنٹہ باتین کرکے
کتاب لیکر پڑہنے لگے۔ دو ڈہائی گہنٹہ بعد آرام کیا اسیطرح ہر روز صبح سے
دس گیارہ بجے تک قانون یاد کرتے تہے شام کو بابا کے ساتہ
ہوا خوری کرتے جون جون امتحان کے دن قریب آتے گئے پڑہنے
کی محنت زیادہ ہوتی گئی۔ خدیجہ بیگم ہی ٹل کر ادہر ادہر چلی جاتی ہین
کہ جب دیر ہوجاتی اگر آدہے پاؤ گہنٹہ باتین واتین کرکے ذرہ دل بہلا کر
چلی جاتی تہین غرض تین مہینے تک یہی حالت رہی۔ خدیجہ بیگم یہہ
اندیشہ کرتی رہتی ہتی کہ کہین پہلا شوق پہر نہ ابہر آئے۔ جب ذرہ بہی دیکہتین
کہ کچہہ خیال آیا باتون اور کام مین ایسا مصروف کرتین کہ سب

بہول جاتے۔ باتون باتون مین بنارس کے دوستون کی ایسی باتین کہتین کہ جس سے خواجہ سعید کو اون سے نفرت ٹہرہی جاتی۔

امتحان کے واسطے الہ آباد جانا ہے دس روز امتحان مین باقی ہین خواجہ سعید روانگی کی تیاری کر رہے ہین اور کہتے ہین کہ آٹھ روز پہلے جاؤن گا۔ آٹھ روز تک امتحان ہوگا۔ پندرہ روز تم سے علحدگی مین کیونکر کٹینگے۔

روانگی کا دن آیا اسباب بندہا ہوا رکہا ہے خدیجہ بیگم رستہ کے واسطے اپنے نگرانی مین ناشتہ تیار کرا رہی ہین۔ خواجہ سعید کی والدہ پراٹہے بہت عمدہ پکاتی ہین اونہون نے پراٹہے تیار کیے خواجہ سعید والدہ اور والد سے رخصت ہوکر اپنے سہ دری مین آئے بی بی کو خدا حافظ کہا۔ اور آنکہون مین آنسو بہرکر خط بہیجنے کی تاکید کی اور رخصت ہوئے۔ خدیجہ بیگم نے کہا خدا حافظ دل لگاکر امتحان دینا خدا تم کو کامیاب کرے۔

بسفر رفتنت مبارک باد بسلامت روی و باز آئی

آنکہون سے آنسو پونچہتے ہوئے خواجہ سعید بی بی سے رخصت ہوئے دوسرے دن گیارہ بجے الہ آباد پہونچے۔ اسٹیشن پر سے تار اپنے خیر و عافیت سے پہونچنے کا خواجہ وحید کے نام

روانہ کیا۔ مشکل سے خدا خدا کر کے ایک ہفتہ امتحان مین صرف کیا اور آخری دن کے پرچہ کے جوابات دیکر الہ آباد سے واپس ہوئے اور دہلی پہونچے۔ بی بی سے ملے۔

اب امتحان کے نتیجہ کا انتظار ہے اور تین چار مہینہ کا زمانہ کاٹنا ہے اب تو وہ کام ہی نہین رہا جسمین خدیجہ بیگم نے میان کو معروف رکہا تہا اور بُری صحبت سے بچایا تہا۔ خدیجہ بیگم کو فکر ہوئی کہ میان کو پہر کسی کام مین مصروف کیا جاوے تاکہ اون کو اپنی پچہلی باتین اور عادتین یاد نہ آوین۔ جب دس پندرہ روز بیکاری مین گذرے ایک دن فرصت مین امتحان کا ذکر اسطرح شروع کیا اور آپسمین یون گفتگو ہونے لگی۔

خدیجہ بیگم۔ امتحان مین تمہین کیا امید ہے جوابات تو تم نے پہر دیکہے ہونگے اور سمجہا ہوگا کہ صحیح جواب دیا یا غلط۔

خواجہ سعید۔ مین تو امتحان دیکر ایسا بہتہ توڑ الہ آباد سے بہاگا کہ یہہ خیال ہی نہین کہ جواب غلط ہین یا صحیح۔ اور جب سے یہان آیا ہون اب تک اپنے جوابون کے پرچون کو نہین دیکہا۔

خدیجہ بیگم۔ خوب اتنی محنت نبارس مین کی سب سے الگ رہے اور چار پانچ مہینے میان برابر کتابین اُلٹتے رہے تمہین اپنی محنت کا ہی

خیال ہنین کہ یہ تو دیکھتے کہ کیسے جواب دیئے ہین۔

خواجہ سعید۔ بنارس مین تو خاک ہی چہانی۔ البتہ یہان قانون پڑہا اگر بنارس مین رہتا تو امتحان مین شریک ہونے کے بہی قابل نہ ہوتا۔ خدا تمہارا بہلا کرے کہ تمہاری بدولت امتحان تو دیدیا ہے آگے خدا مالک ہے۔

خدیجہ بیگم۔ خیر جو کچہہ ہوا سو ہوا۔ ذرہ اپنے جوابات کے پرچے نکالو خود دیکہو اور حافظ عزیز الدین وکیل کو دکہاؤ کہ جواب صحیح ہین۔ اور کامیاب ہوجاؤ گے تم۔

خواجہ سعید۔ اچہا مین مسودے نکالتا ہون پہلے آپ دیکہون گا اور کتابون سے مدد لونگا۔ اوس سے اندازہ تو معلوم ہو جائیگا پہر حافظ عزیز الدین وکیل کو دکہاؤن گا۔ خواجہ سعید اوٹھے اور مسودہ جوابات اپنے بکس مین سے نکال لائے وہ پریشان آگے پیچہے منتشر تھے خواجہ سعید نے اون کو ترتیب دیا اور جوابون کو پڑہنا شروع کیا خود اپنی انداز سے نمبر قایم کرتے جاتے تھے جہان شبہہ ہوتا تہا کتاب کو نکال کر مقابلہ کرتے تھے۔ خدیجہ بیگم اس کام مین میان کو مصروف کرکے سہ دری سے باہر چلی گئین اور نندون سے باتین کرنی لگین۔ ادہر اودہر کام مین مصروف ہوگئین۔

ایک دو گھنٹہ کے بعد واپس آئین تو میان کو ادسی دہندے مین مصروف پایا۔

خدیجہ بیگم۔ کیون دیکھہ چکے۔

خواجہ سعید۔ واہ ابہی تو ایک پرچہ دیکھا ہے اوسکا نتیجہ تو اچھا معلوم ہوتا ہے

خدیجہ بیگم۔ بس اب کل دیکھنا۔

خواجہ سعید نے بی بی کی یہہ گفتگو سنکر کاغذون کو باندہ کر کتابونکو بند کرکے رکھدیا اور انگڑائی لے کر کہڑے ہوئے۔ خدیجہ بیگم حقہ کیواسطے ماما سے کہہ آئی تہی وہ حقہ لیکر آئی اور رکہا اوٹہے پائون چلی گئی۔

خدیجہ بیگم ہر روز اسی وقت ان کاغذون کو نکال کر میان کے سامنے رکھدیتی تہی جو کہین آنے جانے کا وقت ہوتا تہا اور جو وقت کسی سے ملنے کا ہوتا تہا وہ اپنی باتون مین گذار دیتی تہین۔ اسیطرح آٹہہ دس دن گذر گئے۔

جب سب کاغذات دیکھہ چکے اور نمبرون سے یہہ معلوم ہوا کہ نتیجہ اچھا ہوگا۔ تو خواجہ سعید بہت خوش ہوئے اور انکو یقین ہوگیا کہ ضرور کامیاب ہوجاؤنگا۔ بی بی کے کہنے سے زیادہ اطمینان کے واسطے ایک دن خواجہ وحید سے کہا کہ حافظ عزیزالدین صاحب

وکیل سے ملا دیجیے کہ مین اون کو اپنے جوابون کے پرچے دکہاؤن
دیکہون کہ وہ کیا کہتے ہین۔ مین نے کامیاب ہونے کے لایق
جواب دیے ہین یا نہین۔

خواجہ وحید نے کہا مجہے تو دکہاؤ اگرچہ مین نے دو تین برس سے کام
چہوڑ دیا ہے لیکن پہر بہی کچہہ اندازہ کر سکون گا۔ خواجہ سعید نے
کہا بہت بہتر اور خدیجہ بیگم سے ذکر کیا کہ ابا جان کو پہلے دکہاتا ہون
اوس کے بعد حافظ عزیز الدین کو دکہاؤن گا۔

خدیجہ بیگم۔ جن پرچون پر تم نے اپنے اندازے سے نمبر لگائے ہین وہ نہین
دکہاؤ اون کی نقل کر کے ابا جان کو دو اور اون سے کہو کہ وہ
بہی ہر جواب کے نمبر دین۔ پہر مقابلہ کر کے دیکہنا کہ تمہارے اور
اون کے اندازے مین کتنا فرق ہے اور اسی طرح حافظ عزیز الدین
کو دکہانا۔

خواجہ سعید۔ ہان سچ کہا نہین تو میرے لگائے ہوئے نمبر دیکہکر اونکی طبیعت
اوسی طرف مائل ہو جاوے گی۔ کل سے نقل کرونگا۔

تین چار دن خواجہ سعید وقتاً فوقتاً سوالون اور اپنے جوابون کی
نقل کرتے رہے جب تیار ہوئے تو خواجہ وحید کے پاس لیگئے
کہ حضرت یہہ میرے جوابات ہین اور سوالات بہی لکہدیئے ہین۔

تاکہ آپ ہر سوال اور اوس کے جوابات کو دیکھکر اندازکرکے نمبر بہی لگاتے جائین تو پہر یہہ معلوم ہوگا کہ کتنے نمبر آئے اور مین کامیاب ہونگا یا نہین - خواجہ وحید نے کہا کہ ہان مین نمبر بہی دونگا -

خواجہ وحید نے دو دن مین سب جوابون کو دیکہا اور خواجہ سعید کو پرچے دیئے کہ بہی تم اللہ نے چاہا تو کامیاب تو ہوجاؤگے - خواجہ سعید اون پرچون کو لیکر آئے اور اپنے نمبرون سے مقابلہ کیا تو صرف بتیس ۳۲ نمبرون کا فرق پایا - خواجہ وحید نے ۳۲ نمبر زیادہ دیئے تہے - بہت خوش ہوئے اور بی بی سے کہا کہ دیکہو مین نے تو احتیاط سے اپنے نزدیک کم لگائے ہین ابا جان نے جو نمبر دیئے تو ۳۲ زیادہ ہوئے - خدیجہ بیگم نے خوش ہوکر کہا - ہان تو مبارک ہو - کامیاب ہوجاؤگے تو ہمیشہ کو بے فکری ہوگی - خدا وہ دن کرے کہ تم اپنے کام سے لگو اور اپنی کمائی کرو - حافظ عزیز الدین وکیل کو بہی دکہاؤ تمہارا اور ابا جان کا تو تعلق ہے وہ غیر شخص ہین اون کے جو نمبر ہونگے وہ زیادہ بہروسہ کے قابل ہونگے -

خواجہ سعید نے کہا کہ ہان اون کو تو ضرور دکہاؤنگا -

دوسرے دن ہی خواجہ سعید نے ایک اور نقل کی اور جب تیار ہو گئی تو اپنے والد خواجہ وحید کے ساتھ حافظ عزیزالدین صاحب کے ہان گئے ملاقات کی۔ حافظ عزیزالدین صاحب نہایت خلیق اور نیک مزاج آدمی ہین۔ خواجہ وحید صاحب کی تعظیم دی۔ اور اپنے پاس بٹھایا اور اون کو مبارکبادی۔ کہ اللہ تعالی نے آپکے لڑکے کو اسم باسمی کیا اور یہ سنکر بہت جی خوش ہوا کہ امتحان دے آئے ہین خدا اون کو کامیاب کرے۔ خواجہ وحید نے اونکی اس عنایت آمیز مبارکباد کا شکریہ ادا کیا اور کہا کہ حضرت یہہ آپکے پاس اس واسطے آئے ہین کہ اپنے جوابات آپکو دکہائین۔ اور دریافت کرین کہ آیا جواب اچھے ہین اور کامیاب ہونیکی امید ہے یا نہین۔

حافظ عزیزالدین۔ مین بسر وچشم اور بہت خوشی سے دیکہون گا۔

خواجہ سعید۔ حضرت یہہ عرض ہے کہ آپ ہر سوال کو اور اوس کے جواب کو ملاحظہ فرماوین اور جیسے اور طالب علمون کے جوابات کے نمبر آپ دیتے ہین ذرہ سختی سے میرے جوابون کے بھی نمبر دیجیے اور پہر ملاحظہ کیجیے کہ کیا امید ہے۔

حافظ عزیزالدین اس تقریر کو سنکر بہت خوش ہوئے اور سمجھے کہ

کہ ہونہار لڑکا ہے اور کہا کہ ضرور انشاء اللہ ایسا ہی کرونگا۔

خواجہ وحید نے حافظ عزیز الدین کی طرف مخاطب ہو کر کہا کہ حضرت جب تک امتحان کا نتیجہ ظاہر ہو ایک اور ہی عنایت کیجئے کہ انکو اپنے پاس رکھئے۔ کچہری ساتہہ لیجایا کیجئے اور کام سکھایئے تاکہ جب یہہ خود کام کریں تو اول ہی ان کی ناواقفیت ظاہر نہ ہو۔

حافظ عزیز الدین۔ بہت مناسب ہے امتحان دینا تو ایک چیز ہے اس سے تو صرف قانون دانی اور قانونی سمجہہ آتی ہے لیکن کام دیکہنے اور کرنے سے تجربہ اور واقفیت بڑہتی ہے۔ اسکے سوا کارروائی عدالت ایک جداگانہ چیز ہے۔ وہ بغیر خود کئے اور دیکہے نہیں آسکتی۔ اگر پانچ چار مہینے میرے ساتہہ رہینگے اور مثلون کو دیکہیں گے تو خوب واقف ہو جاوینگے اور پہر بلا کسی سہارے کے اپنا کام خود کر سکینگے۔

حافظ عزیز الدین کی باتیں سنکر خواجہ سعید کے سمجہہ میں آئیں اور ارادہ کر لیا کہ روز صبح سے ان کے پاس آیا کرونگا۔ اور کچہری بہی ساتہہ جایا کرونگا۔ اور ہر کام کو دیکہونگا۔

خواجہ سعید اور خواجہ وحید یہہ ٹہہرا کر کہ کل سے خواجہ سعید حاضر ہوا کریگا اپنے مکان کو واپس آئے۔

خواجہ سعید نے بی بی سے سارا قصہ حافظ عزیز الدین صاحب کے

ملاقات کا بیان کیا کہ کل صبح سے مین حافظ صاحب کے پاس
جایا کرونگا۔ اور کچہری کے وقت کے بعد آیا کرونگا۔ اب
دوپہر کا سونا اور تمہارے پاس بیٹھنا موقوف ہوگا۔
خدیجہ بیگم یہہ سنکر بہت ہی خوش ہوئی اور دل مین کہا کہ جو مین
چاہتی تہی وہ خدا نے پورا کر دیا۔ اب یہہ آمین مصروف
ہوجاوین گے۔ پچہلے خیالات سے محفوظ رہینگے۔ اور کہا کہ
بہت ہی اچہا ہوا کہ حافظ صاحب کے پاس رہنے سے اور کا
کرنے سے تم بہت ہوشیار ہوجاؤ گے اور جب اپنا کام شروع
کروگے تو پُرانے وکیلون کے موافق تجربہ کار ہوگے۔ پہر
انشاءاللہ تمہاری وکالت بہی خوب چمکیگی۔ تمہاری تجربہ کاری اور
واقفیت کی وجہہ سے لوگون کے خیالات اول ہی سے اچہے
ہونگے۔ ابا جان نے یہہ تو بہت ہی اچہا کیا۔
دوسرے دن خواجہ سعید حافظ عزیزالدین صاحب کے پاس جانے
لگے۔ صبح سے دس بجے تک اون کے پاس رہتے اون کے
مسودون کو صاف کرتے مثلون کی ترتیب دیتے پہر آکر گہر مین
کہانا کہاتے اور جلد حافظ صاحب کے ساتہہ کچہری جاتے وہان
مقدمات کی بحث سنتے۔ آہستہ آہستہ ایک دو مہینے

مین معمولی کاروبار سے خوب واقف ہوگئے اور دل مین سمجھنے لگے کہ اب مین علحدہ ہی کام کرسکون گا۔

جب حافظ صاحب نے دیکھا کہ لڑکا ذہین اور ہوشیار ہے اپنے بعض بعض مقدمات مین اون سے عرضیدعوے اور جوابدعوے لکھائے اور اون مین اصلاحین دین اور جب اپنے مباحثون کی تائید مین قانون اور نظائر نکلوانے ہوئے تھے۔ خواجہ سعید تو انگریزی سے خوب واقف تھے جلد انگریزی کتابون سے پتہ ملجاتا تہا۔ خوب مقدمہ کو مرتب کردیا کرتے تھے۔ حافظ صاحب کو بھی ان سے بہت مدد ملنے لگی جب وہ خواجہ سعید کو انہین دیر ہوتی تہی حافظ صاحب آدمی پر آدمی بھیجکر بلاتے تھے اور ہر وقت اپنے پاس رکھتے تھے۔ اور یہہ خیال تہا کہ خواجہ سعید کامیاب ہوجائینگے تو یہہ ممالک مغربی و شمالی مین وکالت کرین گے۔ اگر ہائیکورٹ کے درجہ مین کامیاب ہوئے تو شاید دہلی مین بھی کر سکینگے۔

حافظ صاحب نے پرچہ جوابات دیکھے اور نمبر لگائے تو اون کی مجموعی تعداد خواجہ وحید کی تعداد سے بھی بڑھ گئے اور اونکو یقین ہوگیا کہ خواجہ سعید کامیاب ہوجائیگا۔ خواجہ سعید بھی دیکھکر بہت خوش ہوئے اور زیادہ کامیابی کی امید ہوئی۔

ممالک مغربی وشمالی کا گزٹ جسمین نتیجہ امتحان چھپنے والا تہا دلی کے
کتب خانہ مین آتا تہا جب زمانہ زیادہ ہوا خواجہ سعید ہر دوشنبہ کو
لائبریری یعنے کتب خانہ مین جاکر دیکہا کرتے تھے ۔
ایک دن کچہری سے آئے دو تین خط اون کے دو ستون
کے رکھے ہوئے تھے ۔ خدیجہ بیگم نے خط دیئے اور کہا کہ ایک پر
دیکہو الہ آباد کی مہر ہے ۔ تمہارے امتحان کا نتیجہ تو کچہ اوس مین
نہین ہے ۔ مین تو چاہتی تہی کہ کہول لون مگر کسی کا خط کہولنا اچھا
نہین ہے ۔

خواجہ سعید ۔ تم مین اور مجہہ مین کیا فرق ہے میرا ایسا کونسا راز ہے جو تم سے
پوشیدہ ہے ۔ معلوم ہوتا ہے کہ اب ہی کچہ غیریت سمجھتی ہو
کہولنا چاہئے تہا ۔ مین تو تمہارا خط بیدہڑک کہول لیتا ہون خدیجہ بیگم نے کہا
ہان مجہہ سے غلطی ہوئی یہہ کہتے جاتے تھے اور خط کو کہولتے
جاتے تھے ۔ کہولتے ہی اون کی نظر پڑی مبارک ہو تم اوّل درجہ
مین کامیاب ہو گئے ۔ دیکھتے ہی بی بی کو خط دیا اللہ کا شکر ہے
محنت وصول ہو گئی اور تمہاری بدولت ۔ بی بی بہی دیکہکر بہت
خوش ہوئین مبارک ہو مبارک اور خط لیکر جلدی باہر آئین ۔
اماں جان ۔ آپ کو مبارک ہو یہہ تو کامیاب ہو گئے اماں خوش

ہوئین ہان بٹیا تم کو مبارک ہو خدا تم دونون کو سلامت رکھے
بوڑہ سہاگن ہو بچی ہون صاحب اقبال ہون اللہ نے یہہ دن
دکہایا - رقیہ بیگم دوسرے دالان مین کہیل رہی تہی وہ بہی
سنکر دوڑی - اچہے بہائی جان کیا ہے - بہائی جان امتحان
مین پاس ہو گئے - ہان بوا ہان - اللہ نے کامیاب کیا -
رقیہ بیگم - شکر شکر - اللہ نے میری دعا قبول کی -
بہائی جان مین تو ہر وقت دعا مانگتی تہی -

خدیجہ بیگم ہان بی بی - اللہ نے تمہاری دعا قبول کی تم تو معصوم ہو اب دعا
مانگو کہ اللہ تمہارے بہائی کو زندہ وسلامت وتندرست رکھے - اور
خوب کام چلے -

سارے گہر مین پہر تو مبارک سلامت کا شور ہوگیا - خواجہ وحید
بہی اون کے بی بی نے جاکر کہا لو مبارک ہو تمہارا بٹیا اول درجہ
مین کامیاب ہوگیا -

خواجہ وحید - کیا گزٹ مین دیکہا -

بی بی - نہین اوس کے پاس الہ آباد سے خط آیا ہے -

خواجہ وحید - اللہ مبارک کرے - خدا کام مین بہی کامیابی نصیب کرے
دوسرے دن صبح کو خواجہ سعید حافظ عزیز الدین کے پاس گئے

اون کو خوشخبری اپنے کامیابی کی سنائی۔ حافظ عزیز الدین بہی خوش
ہوئے اور کہا کہ مین نے پہلے ہی کہدیا تہا۔

خواجہ سعید۔ ہان حضرت بزرگون کی دعا سے اللہ نے کامیاب کیا۔

حافظ عزیز الدین۔ کیون بہئی اب کہان کام شروع کروگے۔ مجہکو تمہارے علیحدگی کا رنج ہوگا۔ اور جو مدد مجہہ کو تم سے ملتی تہی وہ اب کہان ملیگی۔

خواجہ سعید۔ حضرت ابہی کچہہ خیال نہین کیا بالفعل تو آپ کی خدمت مین ہون جہان آپ کی اور اباجان کی رائے ہوگی۔ وہین شروع کرونگا۔

حافظ عزیز الدین۔ اب تو یہہ قاعدہ مقرر ہوگیا ہے کہ ہائیکورٹ مین وکالت کی اجازت جب دیتے ہین۔ جب تین برس تک ضلع مین کام کرلو اور پنجاب چیف کورٹ مین ہائیکورٹ الہ آباد کے وکیلون کو لے لیتے ہین۔ تو جب تک تم تین برس تک کسی ضلع مین وکالت نکروگے۔ تب تک چیف کورٹ والے بہی پنجاب مین وکالت کرنے کی اجازت نہین دینگے۔

خواجہ سعید۔ درست ہے۔ کوئی مناسب ضلع آپ ہی اباجان کے مشورہ سے تجویز کیجیے۔

حافظ عزیز الدین۔ میرے نزدیک تو علی گڈہ یا میرٹھہ اچھا ضلع ہے۔ قریب بہی ہے اب ہوا بہی اچہی ہے۔ اور تمہارے والد بہی بہت عرصہ تک اون

اون اضلاع مین رہے ہین۔ لوگ بہی واقف ہین۔

خواجہ سعید۔ حضرت میرا بہی یہی خیال تہا آپ ابا جان کو صلاح دیجئے۔

حافظ عزیز الدین۔ ہان ضرور میری تو یہی رائے ہے۔

دوسرے دوشنبہ کو گزٹ بہی آیا اور خواجہ سعید نے اپنا نام کامیاب امیدوارون مین دیکہا۔ درخواست مرتب کرکے سند کے واسطے الہ آباد روانہ کی۔ خواجہ وحید نے بہی علی گڑہہ کو پسند کیا اور وہان جانے کی تیاری شروع ہوئی۔ خواجہ سعید کا ارادہ تہا کہ بی بی کو بہی ساتہہ لیکر جائین مگر خدیجہ بیگم نے کہا کہ لوگ اوس کو ناپسند کرینگے دو چار مہینے خود جاکر رہو۔ علی گڈہہ قریب ہے۔ ہر ہفتہ مین آسکتے ہو۔ بلکہ جب چاہو جب آسکتے ہو نوکری کی طرف سے اطمینان ہوجائے تو پہر مین تمہارے ہی ساتہہ ہون سند کے آتے ہی خواجہ سعید کو خواجہ وحید اپنے ساتہہ لیگئے۔ صاحب جج سے اور دیگر حکام سے ملایا۔ اور شہر کے رئیسون سے تعارف کرایا۔ ایک عمدہ مکان لیا سواری کا انتظام کرکے واپس چلے آئے۔ خدا کے فضل سے پہلے ہی مہینے مین خواجہ سعید کی اچہی آمدنی ہوئی۔ سب لاکر والدہ کے سامنے رکہہ دی والدہ بہت خوش ہوئین کچہہ اوس مین سے لیکر کہانا پکوایا فقیرون کو تقسیم کیا۔ اللہ کے

نام دیا باقی خدیجہ بیگم کے حوالہ کیا - خدیجہ بیگم نے کہا کہ آپ ہی رکھیئے مجھے کیا ضرورت ہے - خدا آپ کو ہمارے سرون پر سلامت رکھے - مین روٹی کہاتی ہون کپڑا پہنتی ہون - اون کے ضرورت کی لایق اون کو دیدیجیے -

ساس بہو کی یہہ باتین سنکر بہت خوش ہوئین اور پیار کیا کہ مجکو اول ہی سے تم سے ایسی ہی امید ہے کہ تم ہم کو سمجھوگی مگر بی بی تمہارے میان کی کمائی ہے تم کو ہی اختیار ہے خدا تم کو اوٹھانا اور آرام پانا اس سے نصیب کرے - ہم تو تم کو دیکھکر خوش ہونے والی اور دعا دینے والی ہین -

خدیجہ بیگم - اماجان خدا آپ کی دعا قبول کرے آپ کا کلیجہ ٹھنڈا رکھے خدا ہم کو بھی توفیق دے کہ ہم آپ کی اطاعت مین سرگرم رہین - آپ ہمارے سرون پر سلامت رہین - ابہی تو آپ ہی رکھیئے مین تو آپکے پاس ہون - مجھے کیا ضرورت ہے آپ کو خود میرا خیال ہے جس چیز کی ضرورت بھی نہین ہوتی آپ دیدیتی ہین -

ساس - اچھا بیٹا تمہاری خوشی - خواجہ وحید سے اوکی بی بی نے جاکر یہہ قصہ بیان کیا وہ بہو کی اس انسانیت سے بہت خوش ہوئے - اور باہم یہہ تجویز کی کہ جسقدر ایک مہینہ کی خرچ کے واسطے ضرورت ہے

وہ خواجہ سعید کو دے دو باقی اُس کا جمع رہنے دو۔ وکالت مین ہر مہینہ کی آمدنی برابر نہین ہوتی۔ جس مہینے مین کم آمدنی ہوگی اُس مین دے دینا۔

خواجہ وحید کی بی بی نے ڈیڑھ سو روپیہ خواجہ سعید کو دئیے کہ یہہ تم ایک مہینہ مین خرچ کرنا خواجہ سعید نے سلام کرکے لے لیئے اور سمجھا کہ والدین کی خوشی یہہ ہے کہ جو آمدنی ہو وہ مین دے دیا کرون۔

خواجہ سعید نے لاکر وہ روپیہ بی بی کے سامنے رکھے اور کہا کہ ابا جان نے ڈیڑھ سو روپیہ مجھے مہینہ بھر کے خرچ کے واسطے دیئے ہین اُس سے اُن کا مطلب یہہ ہے کہ سب آمدنی اُن کو دے دیا کرون اور مہینہ کا خرچ وہ مجھ کو دے دیا کرین خدیجہ بیگم کو خیال ہوا کہ شاید یہہ بات میانکو پسند نہین ہے یہہ گفتگو شروع ہوئی۔

خدیجہ بیگم۔ یہہ تو بہت ہی اچھا ہے۔ ڈیڑھ سو روپیہ بھی زیادہ ہین میرے نزدیک تو سو روپیہ لو باقی واپس کردو۔

خواجہ سعید۔ کیون یہہ کیا اچھا ہے اس طرح تو مین محتاج کا محتاج ہی رہا جو ابا جان اور اماجان نے دیا وہی خرچ کیا۔

خدیجہ بیگم۔ جب زیادہ آمدنی ہوئی تو تم نے اُن کو دیا اگر کم ہوگی تو وہ تم کو دین گے تم کو اس سے تو بے فکری ہوگی کہ آمدنی ہو تو خرچ کرون۔ وکالت مین کبھی کم

کبھی زیادہ آمدنی ہوتی ہے یہہ کیا بھروسہ ہے کہ ہر مہینہ مین اتنی ہی آمدنی
ہوگی۔ اُن کا تمہارے سوا کون ہے اُن کا جو کچھہ ہے وہ
بھی تمہارے ہی لیئے ہے تمہارا جو کچھہ اُن کے پاس
رہے گا وہ بھی تمہارا ہی ہوگا۔

خواجہ سعید۔ تو کیا میرا خرچ ڈیڑھہ سو روپیہ مہینہ کا ہی رہے گا۔

خدیجہ بیگم۔ کیون ڈیڑھہ سو روپیہ کا رہے۔ خدا زیادہ آمدنی کرے گا اور اپنی عزت
کے لایق خرچ زیادہ رکھو گے تو وہ زیادہ دین گے۔

خواجہ سعید۔ میرا تو جی چاہتا تھا کہ مین اور تم ایک جگھہ رہو جو آمدنی ہو تمہارے پاس
آئے تم اپنی خوشی کے موافق خرچ کرو۔ اب تک تو تم اماجان اور اباجان
کی محتاج رہی ہو اب اپنا روپیہ آزادی سے اُٹھاؤ۔

خدیجہ بیگم۔ مین تو محتاج نہین رہی۔ مجھہ پر تو ایسی مہربانی کی ہے کہ میرے ماباپ نے
بھی نہین کی تھی اول تو میری ضرورین ہی کیا ہین اور جو کچھہ ضرورت
ہونے والی بھی ہوتی ہے تو اماجان کو خود خیال ہوتا ہے وہ پہلے سے
اُس کا بندوبست کر دیتی ہین مجھے نہ کچھہ فکر ہے اور نہ میری کوئی ضرورت
اٹکی رہتی ہے۔ اور یہہ تو خدا نے چاہا تم سلامت رہو ہونے والا ہی ہے
کہ تم کماؤ اور مین اُٹھاؤن۔ مگر جب تک اماجان اور اباجان موجود ہین
خدا اُن کو سلامت رکھے ہم کو بےفکری ہے اور اطمینان ہے میرے پاس

اتاجان روپیہ لے کر آئی تھین اور حساب بتاتی تھین کہ اتنا خیرات کے کھانے مین اُٹھا اور یہہ روپیہ باقی ہین تم لے لو۔ مگر مین نے تو اسکو اچھا نہین سمجھا۔ کہ ابھی سے یہہ بوجھہ اپنے ذمہ لون۔ اگر مین لے لیتی وہ تم سے بے فکر ہو جاتین اور مین کس مونہہ سے اپنی ضرورت کے وقت اُن سے کہتی۔

خواجہ سعید۔ خوب یہہ آپ کی ہی باتین ہین اب بھی ہم کو اپنا ہی محتاج رکھا۔

خدیجہ بیگم۔ نہین محتاج نہین بہت آزاد رکھا۔ تم کو اطمینان رہے گا اور خوش ہوگے مین اسی مین خوش ہون اور جو سُنے گا تم کو سعادتمند کہے گا۔ خدا بھی ماباپ کی اطاعت سے خوش ہوتا ہے۔

خواجہ سعید۔ اچھا جو تمہاری مرضی۔ مین سب روپیہ کیون لیجاؤن تم رہنے دو پھر ہفتہ کو تو آتا ہون ایک ہفتہ کے لایق لے جاؤن گا اُسی مین سے خرچ کرون گا اور جو آمدنی ہوگی وہ لے آیا کرون گا۔

خواجہ سعید علیگڈھ مین وکالت کرتے رہے اور ہر ہفتہ کو دہلی آتے تھے اتوار کی شام کو کبھی پیر کی صبح کو علیگڈھ چلے جاتے تھے جو روپیہ آمدنی کا ہوتا وہ لاتے ہی بی بی کو دے دیتے تھے اور خدیجہ بیگم وہ سب روپیہ والدہ کو دے دیتی تھی۔ اور والدہ ہر مہینہ پر ڈیڑھ سو روپیہ اُن کو مہینہ کے خرچ کے واسطے دیدیتی تھین۔ چھہ مہینہ اسی طرح گذرے

پھر ایک مہینہ کی کچہریون کی چھٹی ہو گئی خواجہ سعید اپنا گھوڑا و بگھی اور
خدمت گار لے کر دہلی مین آ گئے ماباپ کے ساتھ ہنسی خوشی سے رہے
اور یہہ ٹھہرا کہ تعطیل کے بعد خدیجہ بیگم بھی میان کے ساتھ جاوین
خدیجہ بیگم نے یہہ اصرار کیا کہ ساس بھی چلین مگر خواجہ وحید اور رقیہ صرف
باقی تھے یہہ ٹھہرا کہ سب چلین تھوڑے عرصہ تک وہین رہین پھر واپس
آجاوین۔ خواجہ سعید تعطیل ہی کے دنون مین علیگڈھ گئے اور مکان کا بندوبست
کیا چھٹی کے ختم ہونیکے دو تین روز پہلے سب علیگڈھ روانہ ہوئے۔
خدیجہ بیگم جب سے دہلی مین ساس کے ساتھ تھین اور گھر کے انتظام
سے کچھہ تعلق نہین تھا ویسے ہی علیگڈھ مین رہین۔ سب کاروبار ساس کے
متعلق رکھا۔ ساس کہتی تھی کہ بیٹا خدا نے یہہ دن کیا کہ تمہارا گھر ہوا۔
میان کی کمائی سے اپنا انتظام کرو مین کب تک تمہارے پاس بیٹھی
رہونگی۔ گھر داری سیکھو۔ مگر خدیجہ بیگم کہتی تھی۔ کہ کیون آپ کیون نہ
بیٹھے رہینگی مجھے جیسی ہون ویسا ہی رکھیئے جب آپ سب دہلی
جاوینگے مین بھی ساتھہ چلونگی۔

ساس۔ ہنسی سے واہ بی بی تمہارا نکاح میرے ساتھ تو نہین ہوا جو میرے ساتھ ساتھ
پھروگی تم کو تمہارا میان مبارک۔ میرے اور بھی بچے ہین عزیز رشتہ دار
ہین۔ مین تمہارے ساتھ کیونکر رہ سکتی ہون۔ تم اپنے میان کے پاس رہو۔

مین اپنے میان کے ساتھ رہون گی۔

خدیجہ بیگم۔ نہین اما جان مجھ سے تو تم سے الگ ہو کر نہین رہا جاوے گا۔ مین اکیلے کیونکر رہون گی۔

ساس۔ بیٹا خدا نہ کرے تو اکیلی رہے۔ میان ہین ما ئین ہین نوکر چاکر سب ہین۔ مہینہ دو مہینہ مین بھی تمہارے پاس رہ جایا کرون گی مہینہ دو مہینہ کے واسطے اپنی اما کو یا بڑی بہن کو بلا لیا کرو۔

خدیجہ بیگم۔ وہ تو درست ہے مگر یہہ گھر کا بوجھہ مجھہ سے نہین اُٹھے گا۔

ساس۔ تم کو سیکھنا چاہیے۔ اور یہہ تمہارا ہی کام ہے۔ ہم تو تمہارے مہمان ہین مگر تم مہمان نہی بیٹھی ہو اور اپنا بوجھہ مجھبر ڈالتی ہو۔

ایسی ہی باتین خدیجہ بیگم اور اُن کی ساس مین ہوا کرتی تھین اور بہت ہنسی خوشی سے دو مہینہ گذرے خواجہ وحید نے مع اپنی بی بی کے دہلی کا ارادہ کیا اور روانہ ہوے۔ خدیجہ بیگم علیگڈھ مین رہین اور یہہ وعدہ لیکر ساس کو جانے دیا کہ آپ جلد مجھکو بُلا لیجیے گا یا خود آئیگا۔

خدیجہ بیگم نے اپنے گھر کا اب انتظام شروع کیا اور ڈیڑھ سو روپیہ خواجہ سعید کے تنہا رہنے کے زمانہ مین مشکل سے کافی ہوتے تھے جو بے انتظامی تھی وہی روپیہ اب سارے گھر کے اخراجات کو بہ فراغت ہوتا تھا۔

جیسا اوپر بیان ہوا ہے کہ خواجہ سعید کی والدہ اُن کو ڈیڑھ سو روپیہ مہینہ اخراجات کے واسطے دیتی تھین خدیجہ بیگم اول ہی سے تمام اخراجات کا جو اُسی مہینے مین ہونیوالے تھے انداز کرتی اور لکھتی تھی اگر وہ ڈیڑھ سو روپیہ سے زیادہ ہوتے تو جن امور مین تخفیف ہوسکتی تھی کرتی تھی اور کچھہ زاید روپیہ غیر معمولی اخراجات کے واسطے رکھتی اور اس طرح اطمینان کے ساتھہ مہینہ بھر تک رہتی علیگڈھ مین کئی بنک تھے میان سے کہکر ایک بنک سے حساب کھلوایا اور میان سے یہہ کہکر کہ ابا جان خوش ہون گے اُن کے ہی نام سے کھلوایا جائے اس کا مطلب یہہ تھا کہ میان کسی اپنی ضرورت کے واسطے بھی خود بنک سے روپیہ وصول نہ کر سکین جو روپیہ خواجہ سعید اپنی آمدنی کا بی بی کو دینے وہ روز نوکر کے ہاتھہ بنک مین جمع کرا دیتی اور آپ اُسی ڈیڑھ سو روپیہ مین گزر کرتی بلکہ کچھہ بچا لیتی وہ علیحدہ اپنے پاس رکھتی۔

جب مہینہ ختم ہونے کو آیا تو خدیجہ بیگم نے بنک کا حساب خواجہ وحید کو بھیجا اور یہہ خط لکھا۔

جناب قبلہ و کعبہ دو جہان ہن دام مجدکم۔

بعد آداب و نیاز کنیزانہ التماس ہے کہ بفضل خدائے عزوجل یہان سب طرح سے خیریت ہے اور حضور اور اماجان صاحبہ اور عزیزہ رقیہ بیگم کی

خیریت مزاج کی ہمیشہ خواہان ہون۔ جب سے جناب تشریف فرمائے دہلی ہوئے ہین یہہ انتظام کیا گیا ہے کہ جو آمدنی ہوئی ہے وہ بنک مین جناب کے نام سے برابر جمع کرائی گئی ہے اور بنک کے حساب اور بنک کی کتاب خدمت عالی مین ملاحظہ کے واسطے بھیجی جاتی ہے جس سے معلوم ہوگا کہ اس مہینہ مین اللہ کی عنایت سے چارسو بینتالیس روپیہ جمع ہوئے ہین۔ اب مہینہ ختم ہونیوالا ہے آیندہ مہینہ کے واسطے ڈیڑھ سو روپیہ کا چک مرحمت ہو۔ اس قدر یہان کے اخراجات معمولی کے واسطے کافی ہے۔

یہہ طریقہ مین نے اس واسطے اختیار کیا ہے کہ ہر روز کی آمدنی جناب عالی کی خدمت مین بھیجنے سے تکلیف اور خرچ بھی ہوتا اور وہان سے روپیہ کے آنے مین پھر ایسی ہی دقت ہوتی۔ اگر جناب کو ناپسند ہو تو اس طریقہ کو موقوف کر دیا جاوے اور جیسا ارشاد ہو اُس کی تعمیل بسر و چشم کی جاویگی فقط حضور کی کنیز خدیجہ۔

خواجہ وحید اس خط کو پڑھکر بہت خوش ہوئی اور تعجب ہوا کہ خواجہ سعید تنہا ڈیڑھ سو روپیہ صرف کرتا تھا اور اُس مین بھی کبھی شکایت ہوتی تھی۔ بہو نے اپنے اخراجات بھی اُسی مین سے کیئے اور زیادہ کی خواہش نہین کی۔

اس کے جواب مین خواجہ وحید نے اپنی بہت خوشنودی کا اظہار کیا

اور لکھا کہ اب خرچ زیادہ ہے اللہ کے فضل سے آمدنی بھی اچھی ہے
ڈیڑھ سو روپیہ غالباً کافی نہین ہون گے اگر کمی ہو تو لکھنا مین بھیجدونگا
یہہ خط اور چیک خدیجہ بیگم کو پہونچا روپیہ منگائے اور مہینہ کے خرچ
کے ضروری اشیاء منگائین نوکرون کو تنخواہین دین اور یہی طریقہ
جاری ہوگیا کہ جو آمدنی ہوتے گئی بنک مین جمع کرادیتی تھین۔

(اس کے آگے کے اوراق دستیاب نہین ہوئے)

محمد طاہر اور اُن کے بھائی محمد قاسم

محمد طاہر گوالیار کی ریاست مین فوج کے رسالدار تھے راجہ اُن کو بہت
عزیز رکھتا تھا۔ ریاست کے سب لوگ اُن کی عزت کرتے تھے اور وہ
اپنی نیکی اور عام خیر خواہی کی وجہہ سے ہر دلعزیز تھے کیسکی بُرائی کبھی نہ
کرتے تھے جو کوئی اُن سے بُرائی کرتا تو اُس سے درگزر کرتے اور بھول
جاتے اور جب موقع ہوتا اُس کے ساتھ نیکی کرتے اُن کے ماتحتون مین
کوئی قصور کرتا تو اُس کو پاس بُلاتے اور سمجھاتے کسی پر کسی کے سامنے غصہ
نہ کرتے۔

ایک دن راجہ نے کہا کہ طاہر صاحب آپ جوان ہین اور تنہا ہین کیا آپ کا
جی نہین گھبراتا آپ کیون شادی نہین کرتے۔

محمد طاہر — مہاراج کیا عرض کرون یہہ تو قدرتی خواہش ہر ذی روح کو ہے کہ اُسکا

جوڑا ہو حضرت آدم جو ہم سب کے باپ تھے اُن کی بہشت مین بھی گذر نہ ہو سکی مگر کیا کرون جوڑا ملنا بہت مشکل ہے اور جیسے اس مین آرام ہین ویسے ہی تکالیف کا بھی اندیشہ ہے۔

مہاراج۔ کیا آپ کو کوئی لڑکی نہین مل سکتی اور درکار ہی کیا ہوگا۔

محمد طاہر۔ نہین مہاراج لڑکیان تو بہت ہین بلکہ لڑکون سے زیادہ لڑکیونکی پیدائش ہے لیکن **شعر** نہ ہر زن زن است و نہ ہر مرد مرد ٭ خدا پنج انگشت یکسان نہ کرد ٭

مہاراج۔ آپ تلاش کرو۔ جوئندہ یابندہ یقین ہے آپ کی مرضی کے موافق کوئی شریف خاندان کی لڑکی مل جاوے گی۔

محمد طاہر۔ سرکار نے تو آج ارشاد فرمایا ہے یہہ خانہ زاد عرصہ سے اسی فکر مین ہے اب تک کوئی موقع نہین ملا اب مہاراج کی زبان مبارک سے نکلا ہے تو یقین ہے کہ جلد خدا کوئی سامان کر دے گا۔

مہاراج۔ آپ ضرور کوشش کرو انسان کو تنہائی مین بڑی بڑی مصیبتین ہین اور دشواریان ہوتی ہین نہ کوئی ساتھی ہوتا ہے نہ دکھ درد کا شریک ہوتا ہے نہ گھر کا خبر گیران نہ سچا بلا معاوضہ کے خیر خواہ نہ محرم یہہ سب باتین بی بی سے حاصل ہوتی ہین۔

محمد طاہر۔ یہی خیال مجھکو ستارہا ہے کہ جس واسطے بی بی کرنے کی ضرورت سرکار نے

فرمائی ہے مین بھی اپنی چھوٹی عقل سے یہی سمجھتا ہون اور چاہتا ہون کہ بی بی ملے تو ایسی ملے جو عمر بھر کی ساتھی ہو دُکھ درد مین شریک ہو گھر کی خبر گیری کرے۔ خیر خواہ ہو راز دار رہو۔ محرم ہو۔ اگر یہہ نہ ہو تو اس کرنے سے نہ کرنا بہتر۔

مہاراج۔ نہین۔ تم اُس کے ساتھ اچھی طرح رہوگے خاطر کرو تو وہ بھی اچھی ہو جاوے گی اور تم کو آرام دے گی۔

محمد طاہر۔ بد کے دل سے بدی جاتی نہین۔ اور نیک کے دل مین بدی سماتی نہین اب تو ایک معاملہ کا ذکر شروع ہو گیا اور سرکار نے خود کمال مہربانی اور بندہ نوازی سے غلام کے آرام کے خیال سے ارشاد فرمایا۔ اگر اجازت ہو تو جو معاملات میری نظر سے گزرے ہین اور جنھون نے اب تک شادی کرنے سے باز رکھا ہے عرض کرون اگرچہ طول طویل ہین مگر دلچسپی سے خالی نہین اور ان سے میرے شعر کا ثبوت ہوتا ہے۔

مہاراج۔ ضرور بیان کرو۔

محمد طاہر۔ جناب عالی ہماری قوم مین شادی بڑی عمر مین ہوتی ہے لڑکا تو جوان بیس پچیس برس کا اور لڑکی بھی جوان پندرہ سولہ برس یا زیادہ عمر کی ہوتی ہے۔ سرکار جانتے ہین کہ لڑکیان جلد جوان ہو جاتی ہین جیسے اُن کے اعضا بھرپور ہو جاتے ہین اُسی طرح اُن کے عادات

اور خیالات مین پختگی آجاتی ہے اور جیسی اُن کو اس زمانہ مین صحبت یا تعلیم ہوتی ہے ویسی ہی وہ ہو جاتی ہین اور جب وہ کسی کے پالے پڑین اپنی عادات اور خصائل کو کتنی ہی کوشش کی جاوے نہین چھوڑتین اگر بد ہوگئی ہین تو بد ہی رہین گی اور اگر اُن کے ماباپ نے اُن مین نیک خیالات اپنی تعلیم و تربیت سے پیدا کر دیے ہین اُن کو خدا اور رسول کے احکام سمجھا دیے اور دل نشین کر دیے ہین جس مین خاوندون کے حقوق خوب اچھی طرح سے بتائے ہین اُن کے اخلاق درست ہو گئے ہین تو نیک ہو جاوین گی۔

مہاراج۔ اب تو تمہارے ہان لکھنے پڑھنے کا عورتون مین بھی بہت چرچا ہو گیا ہے پڑھی لکھی ہوگی تو وہ اپنی نیک و بد سمجھ سکے گی اور میان کے ساتھ اچھی طرح گزارے گی۔

محمد طاہر۔ حضور اس تعلیم نے اور مشکلات پیدا کر دیئے ہین۔ جو تعلیم مسلمانون مین پہلے رائج تھی گو وہ بہت کم تھی مگر جو کچھ تھی مذہبی تعلیم تھی جس سے بچپن سے خدا کی بڑائی اُس کا ڈر اور اُس کے فرائض اُس کی نافرمانی کی سخت سزائین دوزخ کے عذاب کا ڈر ایسا بیٹھ جاتا تھا اُنکی دل مین کہ مین نے خود بچون کو آپس مین کھیلنے اور لڑنے مین سُنا ہے کہ جہان کسی نے کوئی بُری بات کی۔ دوسرے نے جھٹ یاد دلایا تمکو

گناہ ہوگا اور وہ ڈر گیا۔

اس مسئلہ مسائل کی کتابون مین لڑکیان یہہ بھی پڑہ لیتی تھین کہ شوہر کے بڑے حقوق زوجہ پر ہین زوجہ کو تابعداری کرنی چاہیئے۔ میان کی خدمت کرنی چاہیئے۔ اُس کے گھر مین سے بے اجازت نہین جانا چاہیئے بلا اُس کی اجازت کے خیرات تک نہ دینی چاہیئے یہان تک کہ نفل کا روزہ بھی بلا اُس کی اجازت کے نہ رکھنا چاہیئے اور کوئی زوجہ ایسا کرے تو فرشتے لعنت کرتے ہین اور خدا اُس کو عذاب مین گرفتار کرتا ہے اس سبب سے دل مین شوہر کی عظمت قایم ہو جاتی تھی اور تابعداری کرتی تھین جس سے شوہر کو بھی اُن سے محبت و الفت ہوتی تھی اور اچھی طرح گزرتی تھی۔ برخلاف اس کے اب ان باتون کا تو خیال نہین رہا ہے سب ماباپ یہہ چاہتے ہین کہ لکھنا پڑہنا آجاوے تو اول ہی اُردو کی پہلی دوسری تیسری کتاب پڑہانی شروع کی اور کچھہ لکھنا سکھایا اتنے مین لڑکی کی عمر بیاہ کے لائق ہوگئی نہ پورا لکھنا پڑہنا ہی آیا نہ خدا اور خدا کے احکام سے واقف ہوئی نہ خانہ داری کی باتون سے پھر کیا بھلائی کی امید کی جاسکتی ہے اردو مین ایسی کتابین بھی نہین ہین کہ جن سے اُنکو کچھہ معلوم ہو کہ میان سے میان کے رشتہ دارون عزیزون سے کیونکر برتاو کرنا چاہیئے۔ جو کچھہ لکھنا پڑہنا سیکھتی ہین اُس کا بری طرح استعمال

کرتی ہین جہان کے حالات نمک مرچ لگا کر اپنے بھائی بندون کو لکھتی ہین
اور لڑائیان کرا دیتی ہین۔ ایسی حالت مین مشکل ہو جاتی ہے بی بی کے
سنبھالنے کے سیوا ساس سسرون کا سنبھالنا مشکل ہو جاتا ہے۔
ہماری زبان مین ایسی کتابین تو بہت کم ہین بلکہ نہین ہین جن سے
لڑکیون کو ایسی تعلیم ہو کہ اُن کا اخلاق اُن کے خیالات اچھے ہو جاوین
اور اُن کو اپنی زندگی اچھی طرح بسر کرنے کی ترکیب معلوم ہو جاوے
جو کتاب اُن کو ملتی ہے وہ لغو بیہودہ یا طوطا کہانی چو ہے نامہ بلی نامہ
ہوتی ہین یا عاشقانہ مضامین سے بھری ہوئی ہوتی ہین۔ اب یہہ جو
ناول چھپنے شروع ہوئے ہین اُنھون نے تو اور بھی خراب کر دیا ہے اخبارون
مین یا تو ایسی خبرین ہوتی ہین جن سے اُن کو نہ کچھ تعلق نہ کچھ فایدہ
یا غزلین یا مشاعرون کے تذکرے پھر لڑکیون کو کس طرح تعلیم ہو اور
اچھی سمجھ والی لڑکیان میسر آوین۔
مہاراج سمع خراشی نہو تو عرض کرون سرکار اب باب مین صاف صاف
عرض کرتا ہون۔

مہاراج۔ کہو۔ ضرور کہو۔ مجھے بھی آپ لوگون کے حالات سننے اچھے معلوم
ہوتے ہین۔

محمد طاہر و محمد قاسم کی باتین

محمد طاہر۔ چہار اج پندرہ سولہ برس ہوئے کہ میرے بھائی محمد قاسم کی بیوی کا انتقال ہو گیا وہ بہت نیک مزاج سلیقہ شعار خوش خلق ہنس مکھ بی بی تھین محمد قاسم کو اور سب رشتہ دارون کو سخت صدمہ ہوا۔ محمد قاسم بہت ضابطہ آدمی ہین اگرچہ اُن کو بہت رنج ہوا لیکن یہہ کوشش کرتے رہے کہ کسی پر ظاہر نہ ہو اس ضبط سے اُن کی حالت بہت خراب ہو گئی اور ایک قسم کا جنون شروع ہوا کبھی کبھی یہہ سمجھنے لگے کہ بی بی زندہ ہے اور اس خیال سے خالی گھر مین گھس جاتے تھے اور تلاش کرتے تھے۔

جب ہم سب نے اُن کی یہہ حالت دیکھی تو بغیر اس کے اور کوئی تدبیر سمجھ مین نہین آئی کہ جلد اُن کا عقد کر دین۔

اگرچہ وہ مجھ سے عمر مین کچھہ بڑے ہین لیکن مین اُن کی خدمت مین کسیقدر گستاخ ہون۔ ایک دن مین نے کہا بھائی جان آپ کی حالت بہت ہی متغیر ہوتی جاتی ہے اور یون گفت گو شروع کی۔

محمد قاسم۔ نہین بھائی مین اچھا ہون اللہ کا شکر ہے۔

محمد طاہر۔ نہین بھائی جان آپ کے چہرہ مین نہ وہ خون چمکتا ہے نہ وہ آپ کا جسم رہا گو آپ ضبط کرتے ہین مگر کہین دل کا حال چھپائے سے چھپتا ہے چہرہ دل کا آئینہ ہے جو حالت دل پر گزرتی ہے وہ چہرہ سے نمایان ہوتی ہے

اور آپ کے نو حرکات سکنات اور باتون سے معلوم ہوتا ہے کہ آپ
مین تغیر عظیم واقع ہوا ہے اگر جلد اس کا تدارک نہ کروگے تو کسی سخت
مرض مین مبتلا ہو جاؤ گے۔

محمد قاسم۔ ہان بھائی پریشان تو بہت ہون مگر یہہ پریشانی تو عمر بھر کی ہے
کیا علاج سے جاتی ہے۔ اگر یہہ بچ نہ ہوتے تو تم نے کبھی کا سن لیا ہوتا کہ
مین بھی وہین پہنچ گیا جہان وہ نیک بخت گئی ہین۔

محمد طاہر۔ بھائی صاحب سچ ہے مگر خدا کی مرضی مین کسی کا کیا چارہ ہے لیکن
جو بات ہونے والی ہے وہ ہوگئی آپ کچھ ہی کیجیے وہ تو آن ہی نہین سکتی اب
صبر کیجیے اور بھول جائیے اپنی طبیعت کو دوسری طرف مصروف کیجیے
وہ تو ہو چکا اب اپنے کو سنبھالیے۔

محمد قاسم۔ بھائی تم جو کچھہ کہتے ہو یہہ تو سچ ہے مگر مین اپنے دل کو کیا کرون
مین خود جانتا ہون کہ کیا ہوا نہین آتا۔ اور میری زندگی اس حالت
مین خراب ہے صحت مین ابھی سے فرق آگیا ہے اور تم سے چھپاتا نہین
ہون میرے دماغ مین خلل کے آثار نمایان ہین۔

محمد طاہر۔ یہی مین نے دیکھکر آج آپ سے یہہ گفتگو کی ہے۔ چلیے انتظام کیجیے
محمد قاسم۔ کیا انتظام کرون کچھہ سمجھہ مین نہین آتا۔
محمد طاہر۔ زیادہ باتون سے کیا فائدہ اگر اپنی زندگی منظور ہے تو اب جلد عقد کیجیے

آپ کا دل بہلے گا۔

محمد قاسم۔ بھائی عقد کے نام سے رونگٹے کھڑے ہوتے ہین۔ یہہ تو مجھ سے نہین ہو سکتا ہین نہ گوارا کرون گا کہ ایسی نیک بخت بی بی مرجا دے اور مین دوسری اُس کی جگہ پر لاؤن۔ جو کچھہ ہوگا اپنے پر مصیبت اُٹھاؤنگا یہہ کہکر ضبط نہ کر سکے بے اختیار رونے لگے ہچکی بندھ گئی محمد طاہر نے دل مین کہا کہ اس وقت اس معاملہ مین زیادہ کہنا مناسب نہین اُن کی تسلی کی کہا کہ اللہ پر شاکر رہیے خدا آپ کو صبر دے۔ سرکار پھر کئی دن کے بعد مین نے وقت پاکر بھائی سے کہا کہ اُس دن تو آپکی طبیعت بہت بگڑ گئی تھی مین خاموش ہو رہا۔ چونکہ مین نے ایک حرکت آپ کے دل مین پیدا کر دی ہے اور آپ کو تجویز اور غور کی طرف متوجہ کر دیا تھا یقین ہے کہ آپ بھی سوچتے رہے ہون گے اب آپ کا کیا خیال ہوا ہے اس معاملہ کا جلد تصفیہ کیجیے اور ان مصیبت کے دنون کا خاتمہ کیجیے۔

محمد قاسم۔ ہان سوچتا ہون لیکن ابھی طبیعت نے پورا تصفیہ نہین کیا۔ اتنا تو معلوم ہوتا ہے کہ بغیر بی بی کے زندگی کا بسر ہونا بہت مشکل ہے مگر رہ رہکر یہی خیال آتا ہے کہ ہائے ایسی نیک تابعدار سچی محبت کرنے والی بی بی اس طرح مرجاوے اور مین دوسری جورو اُس کی جگہ لاؤن

اُس کی خیالی صورت کہ جو ہر وقت میرے آنکھوں کی سامنے ہے کیونکر
دیکھوں گا اور کس طرح آنکھ سے آنکھ ملاؤن گا۔

محمد طاہر۔ بھائی یہہ سچ ہے کہ آپ کی بی بی سب سے انتہا نیک اور نیک طینت
نیک خو تھین آپ تو آپ وہ تو سب سے محبت کرنے والی
تھین سب کا خیال رکھنے والی سب کے دُکھ درد مین شریک ہونیوالی
تھین اُن سے جتنی آپ کو محبت اور جس قدر آپ کو اُن کا خیال
ہو تھوڑا ہے مگر اب کیا ہو سکتا ہے کوئی دنیا مین اُن کو پھیر کر نہین
لاسکتا اور خدا کی عادت کے خلاف ہے کہ مردے کو زندہ کرے یہہ
آپ خود فرماتے ہین کہ اُن کی خیالی صورت آپ کے سامنے ہے
وہ خیال ہی خیال ہے۔ جب دنیاوی کاروبار مین زیادہ مصروف
ہو جاوینگے اور بی بی آ جاوے گی تو یہہ خیال کم ہوتے ہوتے
جاتا رہے گا اور بھائی تم تو بہت ضابط مستقل مزاج عقل مند ہو آپنے
خود بھائی یوسف خان کو دیکھا ہے کہ جب اُن کی بی بی کا انتقال ہوا
تو وہ کس قدر غل و شور مچاتے اور روتے تھے کہ سارے محلہ کی
نیند حرام ہو گئی تھی فقیر بنتے تھے۔ بیوی کا مقبرہ بنایا اُن کی قبر کے
برابر اپنا سرداوا بھی بنوالیا فقیر بن کر قبر پر رہنے کو تیار ہوئے دہ
جو کوئی اُن سے کچھ کہتا تھا تو کاٹنے کو دوڑتے تھے پانچ برس تک

اسی مصیبت مین کاٹے پھر آخر بیاہ کیا اور اب ہنسی خوشی سے رہتے ہین کاش پہلے یہہ سمجھ لیتے کہ بیاہ کرنا ہوگا اور کر لیتے تو یہہ زمانہ مصیبت کا جو اُن پر گزرا۔ ایسے ہی آرام سے گزرتا جیسا اب گزر رہا ہے آپ مین اُن مین یہہ فرق ہے۔ کہ وہ کم زور طبیعت کے آدمی ہین ضبط نہین کر سکتے تھے ہائے واسئے کرتے تھے آپ زیادہ سمجھ دار مستقل مزاج اور نتیجہ کو سوچنے والے ہین مگر پھر بھی آپ کے سامنے خیالی صورت ہے۔ بسم اللہ کیجئے اور مستقل ارادہ کر لیجئے جتنے دن اس حالت مین گزرین گی تکلیف ہی مین گزرین گے۔ اور کیا دنیا مین وہی بی بی تھی خدا کے ہان کیا کمی ہے کیا تعجب ہے کہ خدا اُس سے زیادہ اچھی بی بی آپ کو دے۔

محمد قاسم۔ مین کیا سب جانتے ہین کہ وائے ویلا سے کچھہ فایدہ نہ دیر کرنے مین اُن کے ملنے کی توقع۔ مگر میرے اتنے بچے اللہ کی عنایت سے ہین دیکھیے جو آتی ہے وہ اُن سے کیا سلوک کرتی ہے۔

محمد طاہر۔ نہین بھائی اس کا خیال نہ کیجئے نیک اور شریف بی بیان اپنے خاوند کی خوشی ہر حال مین چاہتی ہین وہ ان بچون کو اپنے ہی بچے سمجھے گی وہ کیا بچے ساتھ لے کر آئے گی۔ ان سے اُس کی دل بستگی ہوگی۔

محمد قاسم۔ اچھا بھائی تمہاری جو صلاح ہے مجھ کو بھی منظور ہے کہین تجویز کرو۔

یہہ سنتے ہی مہاراج مین خوش ہو گیا بہن کو خط لکھا کہ جلد کوئی اچھی جگہہ تجویز کرو۔ اور مین نے یہہ خیال کر کے کہ مشکل سے رضامند ہوئے ہین کہین پھر خیال نہ بدل جائے جلدی کی اور دو چار لڑکیان جو خیال مین تھین اُن کا ذکر کیا اور کہا وطن چلو وہان جلدی تصفیہ ہو جائے گا کہین ٹھہر جائین گے اگر ممکن ہوا تو شادی بھی ہو جائیگی۔ سرکار کو یاد ہوگا مین خود اپنی اور اُن کے رخصت کی عرضی لیکر حاضر ہوا تھا اور حضور نے بکمال بندہ نوازی منظور فرمائی تھی اور پندرہ روز کی رخصت مرحمت ہوئی تھی۔

رخصت حاصل کر کے ہم دونون بھائی وطن کو گئے اور قبل اپنی روانگی کے مین نے اپنی بہنون کو لکھ بھیجا تھا کہ قاسم بھائی کو شادی کرنے پر رضامند کر لیا اور اُسی ارادہ سے آتے ہین صرف پندرہ روز کی رخصت ہے جو لڑکیان اس قابل ہون اُن کا خیال رکھنا جب وطن مین پہونچے تو تین لڑکیان اُنھون نے بتائین ایک لڑکی بھائی محمد قاسم کی بی بی مرحومہ کی رشتہ کی بہن ہوتی تھی اور اس خیال سے کہ بچون کی خالہ ہے بچون سے الفت و محبت رکھے گی دوسری لڑکی میرے رشتہ کی خالہ زاد بہن تھی تیسری بھی ہمارے کنبہ کی لڑکی تھی۔ ہم نے مشورہ کر کے یہہ قرار دیا کہ اول پیغام بچون کی

خالہ پر بھیجا جاوے اگر وہ منظور کر لین تو وہان ہو اور اگر وہ منظور نہ کرین تو دوسری لڑکی جو ہماری خالہ زاد بہن ہوتی ہے اُس پر بھیجا جاوے۔ اگر وہان بھی کسی وجہہ سے نہو سکے تو جو تیسری لڑکی ہے اُس پر پیغام بھیجا جاوے۔ چنانچہ ایسا ہی ہوا۔

اول پیغام نامنظور تو نہین ہوا مگر اُس مین اس قدر دیر معلوم ہوئی کہ ہماری رخصت بھی ختم ہو جاتی اور تصفیہ نہ ہوتا اس لیئے جلدی کر کے ہم نے اپنی خالہ زاد لڑکی پر پیغام بھیجا۔ یہہ لڑکی سترہ اٹھارہ برس کی عمر کی اُردو فارسی پڑھی ہوئی اور اپنے رشتہ کی تھی۔ مزاج اور طبیعت کی کیفیت ہمارے ہان لڑکیون کی معلوم ہی نہین ہو سکتی اس لیئے کہ کواری لڑکیون کو رشتہ دارون سے بھی چھپاتے ہین اور اس طرح رکھتے ہین کہ کسی کو موقع اُن کے دیکھنے بھالنے کا نہین ملتا مگر ہم یہہ سمجھتے تھے کہ بھائی قائم آسودہ حال ہین ہزار آٹھ سو روپیہ مہینے کی آمدنی ہے خود نیک مزاج ہین۔ بی بی کے سوا کسی کو دیکھنے والے نہین اُن کی طبیعت مین محبت کا مادہ از حد بھرا ہوا ہے۔ لڑکی کے ماباپ کو ایسی آسودگی یا امیری نہین ہے کہ وہ ہمارے گھر کی حالت کو خاطر مین نہ لاوے۔

ہماری کوشش اور اصرار سے نسبت قرار پاگئی اور آٹھ دس روز

ہی مین بیاہ ہو گیا۔ دلہن کو گھر لائے۔ رخصت کے دو چار دن باقی رہگئے تھے وہ تو خاطر مدارات اور شرم ولحاظ مین گزرے۔ ہم دونون گوالیار کو واپس آگئے۔ دس پندرہ دن بعد محرم کی چھٹی ہوئی بھائی محمد قاسم پھر وطن کو گئے کچھ اپنے گھر اور کچھ سسرال مین رہے چھٹی ختم ہونے پر بی بی کو اپنے ہمراہ یہان لائے۔

اور سرکار اب پندرہ برس ہو گئے ہین معلوم نہین کیا ہے کہ بھائی محمد قاسم تو بی بی کے عاشق ہین ایک دن کی جدائی گوارا نہین ہے مگر باوجود اس آسودگی اور خاطر کے کبھی نہ میان سے خوش نہ ساس نہ سسرے سے نہ نندون سے سب کی صورت سے نفرت سب کی شکایتین اور اس وجہہ سے بھائی قاسم سے ان کی سالی ناراض ان کی ساس ناراض ہین نے خود بھائی قاسم کو دیکھا کہ روتے ہین اور ہر وقت فکر مین گرفتار ہین۔ مگر چونکہ بہت ضبط کرنے والے ہین اور چھوڑنے کو خلاف شرافت اور موجب بدنامی سمجھتے ہین۔ محبت مین ویسے ہی سرشار ہین۔ بیوی کا ان سے یہہ حال ہے کہ لڑتی ہین اور بیہودہ لفظ منہ پر بھی آتا ہے کہ چھوڑ دو۔

لڑائی مین ماں بہنین موجود ہوتی ہین تو ان کو بھی اصرار ہوتا ہے کہ یہہ تو نہ تمہارے کہنے کی ہوئی اور نہ ہو گی بس چھوڑ دو کہ قضیہ ہی جاوے

مہاراج۔ توبہ توبہ یہہ کس قسم کی عورت ہے اور کیسے اُس کے رشتہ دار ہین۔
ہین اگرچہ مسلمان نہین ہون مگر مجھکو ہمیشہ سے مسلمانون سے رغبت
اور اُن سے الفت رہی ہے۔ چنانچہ میری ریاست مین جتنے مسلمان نوکر ہین
کسی دوسرے ہندو ریاست مین نہین ہین اور مجھ کو اُن کے حالات
دریافت کرنے کا شوق رہا ہے اور اسی طرح اُن کے گھر کی باتین
سنا کرتا ہون جیسے کہ تم کہہ رہی ہو مگر عورت کے مُنہ سے یا اُس کے
رشتہ دارون کے مُنہ سے چھوڑنے کا لفظ ایسا بُرا ہے کہ اس سے
زیادہ کوئی لفظ ہو ہی نہین سکتا۔
مرزا ابراہیم بیگ میرے یہان ایک رسالدار تھے وہ بہت تیز
مزاج آدمی تھے مگر اُن کی بی بی بھی اُن سے زیادہ سخت اور تیز مزاج
ملی تھی لیکن شریف خاندان کی اور بڑی غیرت وحیا والی تھی۔
مرزا صاحب مجھ سے اپنی باتین کیا کرتے تھے اور مین دریافت کیا
کرتا تھا۔ دونو جاہل تھے خوب لڑتے تھے۔ مرزا صاحب کو غصہ آتا
تھا اور مزاج بہت بگڑ جاتا تھا تو بی بی سے کہتے تھے کہ خدا کے
واسطے میرا پیچھا چھوڑ دو۔
بس وہ بگڑ جاتی تھین اور کہتی تھین کہ چھوڑنے کی کیا معنی ہین اشراف
ہون مر کر بھی نہین چھوڑون گی اگر تو اشراف ہے تو چھوڑنے کا نام مُنہ سے

کبھی نہ نکالیو اور سب کچھہ کرین سہ لونگی مگر یہہ نہین سن سکتی۔

محمد طاہر ۔ مہاراج سچ ہے۔ بھائی قاسم بھی کہتے ہین کہ عمر بھر کا ساتھہ ہے چھوڑنے کی کیا معنی مرون کھپون مصیبت مین کاٹون مگر یہہ نہین ہوگا کہ جس سے نکاح کیا جس کو پاس رکھا اُس کو چھوڑ دون۔ مین تو اِس قسم کا آدمی ہون کہ اگر کسی سے معمولی ملاقات بھی ہو جاوے تو عمر بھر اُس کو قایم رکھون اور کبھی کسی کو اِس کہنے کا موقع ندون کہ کل ملاقات تھی آج نہین رہی مہاراج اصل یہہ ہے کہ بھائی قاسم شریف مزاج نیک طبیعت اور عقلمند آدمی ہین وہ بُرے نتایج کو سمجھتے ہین اور دبتے چلے جاتے ہین۔ بی بی اُن پر غالب ہو گئی ہین اور بالکل حضرت مولانا روم کے اشعار کی موافق حال ہے۔

گفت پیغمبر کہ زن بر عاقلان ؛ غالب آید سخت بر صاحب دلان
باز بر زن جاہلان چیرہ شوند ؛ زانکہ ایشان تند و بس خیرہ روند

جاہل اور تیز مزاج تند خو عورتین نیک مردون پر غالب آجاتی ہین۔ لیکن جاہل تند خو مرد عورتون پر غالب رہے ہین۔ اگر بھائی قاسم ان دوسرے شوہر کے موافق جاہل اور تند خو بن جاوین تو اُن کی بی بی کی حالت بدل جاوے مگر یہہ اُن سے نہین ہو سکتا اُن کی نیکی تو یہانتک ہے کہ ایک دفعہ اُن کے سالے بہت بگڑے وہ بھی سخت جاہل اور تیز مزاج ہین

اور ایک شخص سے کہا کہ ہم چار بھائی ہین ایک ہم مین سے نہین ہوگا

اُس شخص نے میرے سامنے یہہ مقولہ اُن کے سالہ کا بھائی قاسم کی سامنے

بیان کیا کہ تمہارے سالے تمہاری جان کے دشمن ہین وہ کہتے ہین کہ

ایک ہم مین سے نہوگا تو بھائی قاسم نے سنکر کہا کہ مجھکو یقین نہین ہے کہ

اُنھون نے ایسا کہا ہو اِس لیئے کہ اُن کو میری جان اِس سے زیادہ

عزیز ہے جتنی کہ مجھکو اپنی جان ہے میرے مرنے سے اُن کی بہن رانڈ

ہو جاوے گی اُن کی بھانجہ بھانجی یتیم ہو جاوینگے اور جو کچھہ مجھہ سی اُن کیواسطے

ہوتا ہے وہ بھی جاتا رہے گا۔

مہاراج۔ بس بھائی بس۔ مشتے نمونہ از خروارے۔ مگر مین مفصل محمد قاسم کے

پندرہ برس کے حالات سننا چاہتا ہون۔

محمد طاہر۔ مفصل تو وہ خود ہی بیان کر سکتے ہین۔ ہان روز کی باتین جن کو ہم

لوگ بھی دیکھتے ہین وہ مین عرض کر سکتا ہون۔

مہاراج۔ اچھا اب محمد قاسم کو میرے پاس بھیجیئے اور اُن سے یہہ نہ کہیئے گا کہ کیون

بلایا ہے۔

محمد قاسم اور مہاراج گوالیار کی گفتگو

سردی کا موسم پوس کا مہینہ ہے مہاراجہ گوالیار پھول باغ کی کوٹھی

مین رونق افروز ہین کمری سردی کے سامانون سے آراستہ ہین کشمیری

وایرانی قالین بچھے ہین گاؤتکیہ لگے ہین جھاڑ فانوسون لمپون کی
روشنی ہے دیوارون پر قد آدم آئینہ بلکہ اُس سے بھی بڑے بڑے
قرینہ سے لگے ہوئے ہین جن مین جھاڑ فانوس لمپون کی روشنی کا عکس
پڑتا ہے درباری جمع ہین محمد قاسم عمدہ لباس پہنے شالی پٹکہ سر سے باندھے
دو شالہ اوڑھے کمرہ مین داخل ہوئے حسب معمول ادب سے آداب بجالائے
اور اپنے مقام پر بیٹھ گئے۔ درباری ادھر اُدھر کی خبرین مہاراج سے
عرض کرتے ہین کچھ مہاراج استفسار فرماتے ہین دو گھنٹہ محفل گرم رہی
پھر لوگ رخصت ہونے لگے جب دو تین ہی آدمی رہ گئے محمد قاسم اُٹھے

محمد قاسم۔ ہاتھ باندھ کر۔ مہاراج۔ محمد طاہر نے کہا تھا کہ حضور نے اس غلام کو یاد فرمایا ہے۔

مہاراج۔ ہان میر صاحب مین نے محمد طاہر سے کہا تھا مین کچھ آپ سے پوچھا چاہتا ہون۔ مگر جب تنہائی ہو تو دریافت کرون۔

محمد قاسم۔ غلام حاضر ہے حکم ہو تو حاضر رہے ورنہ جب سرکار یاد فرمادین حاضر ہو۔

مہاراج۔ اگر آپ ٹھہر سکین تو تھوڑا ٹھہریے اگر کچھ ہرج ہو تو پھر آئیے گا۔

محمد قاسم۔ غلام خانہ زاد تابعدار ہے حاضر ہے سرکار کی تعمیل ارشاد مین میرا کیا ہرج ہو سکتا ہے۔

مہاراج۔ نہین نہین کچھ ایسی ضروری بات نہین ہے۔ فرصت مین باتین ہو سکتی ہین۔

محمد قاسم۔ غلام تو حاضر ہے۔ غلام کا کچھہ حرج نہین ہے۔

مہاراج۔ اچھا ٹھہرو میری طبیعت بھی آج درست ہے۔

تھوڑی دیر توقف کرکے مہاراج اُٹھے اور آرام گاہ مین تشریف لے گئے۔ جہان چاندی کی پلنگڑی بچھی تھی اُس کے آگے کشمیری پشمینہ کا عمدہ چھوٹا سا قالین بچھا تھا۔ مہاراج قالین پر بیٹھے اور محمد قاسم کو بلایا وہ حاضر ہوئے جوب دار و ن ملازمون کو حکم ہوا کہ سب علیحدہ ہو جاوین کمرہ کے دروازے بند کردین۔

محمد قاسم کو تعجب ہوا کہ کیا ایسے راز کی بات ہے کہ اس قدر احتیاط کی گئی مگر خاموش بیٹھے تھے۔

مہاراج۔ محمد قاسم صاحب۔

محمد قاسم۔ حضور۔

مہاراج۔ بھائی تمہاری دوسری شادی ہوئی ہے اور اس کو عرصہ بھی ہو گیا ہے مین دیکھتا ہون کہ تم کچھہ چپ چپ رہتے ہو اور جب سے تمہاری شادی ہوئی وہ پہلی سی تمہاری طبیعت اور وہ خوشی تمہارے چہرہ سے غائب ہو گئی ہے میرا کئی دفعہ ارادہ ہوا کہ تم سے کیفیت پوچھون مگر پھر خیال نہین رہا اب کئی دن ہوئے کہ ایک ایسا ہی تذکرہ ہوا تو مجھکو خیال آیا اس لیئے مین نے محمد طاہر صاحب سے کہا کہ آپ کو میرے پاس بھیجین۔

ہین تم کو اور تمہارے بھائی کو بہت عزیز رکھتا ہون اور اپنا عزیز ہی سمجھتا ہون اور مجھے شوق ہے کہ تمہارے خانگی حالات بھی مجھے معلوم ہون اور اُن سے ہمدردی ہو اس لیئے مین چاہتا ہون کہ اپنی زندگی کے پورے مفصل حالات جو اس بی بی کے ساتھ گذرے ہین بیان کرو۔

محمد قاسم کو بہت تعجب ہوا کہ آج یہہ کیا معاملہ ہے کس نے مہاراج سے کہا ہے یا کسی نے شرارت کی ہے سوچتے تھے اور خاموشی کا عالم تھا۔

محمد قاسم۔ آنکھون مین آنسو بھر کے۔ حضور کے ہم نمک خوار ہین ہمارا گوشت پوست سب حضور کا ہے حضور سے اپنے خانگی حالات عرض کرنے مین ہم کو کچھہ تامل نہین ہونا چاہیئے مگر یہہ میان بی بی کا قصہ کچھہ ایسا ہے کہ اس کی کسی کو بھی خبر نہین ہوتی اور نہ ہونی چاہیئے۔ آپس کا معاملہ ہے کبھی رنجش ہو جاتی ہے اور کبھی میل ہو جاتا ہے بعض بے وقوف مرد اور عورتین رنجش و لڑائی کا ڈھنڈورہ تو تمام دنیا مین پیٹ دیتے ہین اور پھر میل کا ذکر ہی نہین ہوتا اس سے بہتر یہی ہے کہ جیسے باہمی میل جول کے کسی کو خبر نہین ہوتی ایسے ہی رنجش کی بھی خبر نہ ہو اور آج کیا معاملہ ہے کہ حضور ایسا ارشاد فرماتے ہین کسی نے شرارت سے کوئی بات حضور سے کہدی ہوگی جس سے مہاراج کے دل مین ایسا خیال آیا۔

مہاراج۔ نہین نہین میرا مطلب یہہ نہین ہے کہ آپ اپنی حالت کو مشہور کرین مگر مین تو

تم کو عزیز سمجھتا ہون اس لیے تمہاری بھلائی برائی مین شریک ہونا چاہتا ہون اور جب مین تم کو ایسا سمجھتا ہون تو تم بھی مجھکو غیر اور محض راجہ نہ سمجھو اس لیے مجھسے اپنی خوشی اور تکلیف کی دونون حالتین بیان کرو میرا اس مین ایک مطلب ہے وہ ابھی نہین کہتا مگر تم کو سچ سچ بیان کرنا چاہیے۔

راجہ نے بہت ضد کرنی شروع کی تین ہٹون مین کی ایک راج ہٹ بھی مشہور ہے۔ محمد قاسم عذر کرتے تھے اور ٹالتے تھے اور مکرر یہہ کہتے تھے کہ حضور کو آج یہہ کیا خیال آیا کہ اس قدر اصرار ہے۔ مگر راجہ صاحب کا اصرار کم ہوتا تھا

محمد قاسم۔ جو جو باتین مجھ پر گزری ہین وہ مجھے یاد بھی نہین رہین مین نے خود اُن کو بھلا دیا اپنے دل و دماغ مین جمنے ہی نہین دیا اس لیے کہ مجھکو ساری عمر اس بی بی کے ساتھ کاٹنی ہے مین بی بی کو بعض نالایقون اور بے غیرت آدمیون کی طرح پانٔون کی جوتی نہین سمجھتا کہ جب اُس نے کاٹا پھینک دیا یا پُرانی ہوئی بدل ڈالی۔ مین تو اسے جسم کا ایک حصہ سمجھتا ہون اگر اُس مین پھوڑا نکل آیا تو بھی مرتے دم تک اُس کا علاج ہی کیے جاؤن گا اور یہہ اُمید رکھون گا کہ اچھا ہو جائے گا۔ دنیا بہ امید قایم آس بندھی رہے گی نبھے جائے گی۔

اگر مین بی بی کی کج ادائیان اور برائیان یاد رکھون تو بی بی کے پاس نہ بیٹھون

اور اُس سے ملنے کا لطف بھی جاتا رہے اس لیئے ہر روز نیا ہو جاتا ہون
پچھلی باتین سب بھول جاتا ہون اور اس طرح پیش آتا ہون کہ کبھی کوئی سنج
ہوا ہی نہین تھا - ایسی حالت مین سرکار مین کیا باتین یاد کرون اور کیا سرکار
سے عرض کرون - مجھے معاف فرمایئے - اللہ کا شکر ہے میری حالت اچھی ہے
اور مجھ کو کچھہ شکایت نہین -

مہاراج - ان باتون سے کیا فایدہ مجھکو تمہاری ساری باتین معلوم ہو گئین ہین مگر دوسرے
واسطے سے معلوم ہوئی ہین مین خود تمہارے مُنہ سے سُننا چاہتا ہون -

محمد قاسم - مین ایسا مُونہہ کہان سے لاؤن کہ خود اپنی بی بی کی جس کو مین عزیز رکھتا ہون
جس کے ساتھہ تمام عمر مجھکو بسر کرنی ہے شکایت کرون میرے تو مُنہ سے کوئی
بات نہین نکلتی -

مہاراج - ذرا خفا ہو کر - آپ نے میرا اتنا وقت ضایع کیا اور میری مہربانیون کا کچھہ خیال
نہ کیا اور اس اصرار پر بھی آپ کا انکار چلا جاتا ہے -

محمد قاسم - نہایت تنگ ہو کر - حضور ہماری جان مال کے مالک ہین نہ اس وجہ سے کہ
ہم حضور کے نمک خوار ہین بلکہ جو عنایات شاہانہ ہمارے سارے خاندان پر
حضور کی رہی ہین اُنھون نے ہم کو غلام بنا دیا ہے مگر کیا عرض کرون میرے مُنہ سے
شکایت کا لفظ ہی نہین نکل سکتا -

مہاراج - تم عجب آدمی ہو تمہاری بی بی اور ساس اور سالے تو تمہاری ساری دنیا ہین

دوست آشناؤن غیرون کے سامنے شکایت کرتے پھرتے ہین اور تمہارے منہ پر ایسا قفل لگا ہے کہ تم سچ بات بھی نہین کہتے۔

محمد قاسم - بجا ہے وہ کرتے ہون گے مین نے اُن سب کے ساتھ بُرائی کی ہے اور اُن کو تکلیف پہنچائی ہے مگر میرے ساتھ کسی نے بُرائی نہین کی ہین کیا شکایت کرون اور مجھ کو تو اس کا ہرگز یقین نہین ہے کہ وہ میری شکایتین کرین گے۔

مہاراج - مجھ سے تمہارے ایک رشتہ دار نے کہا کہ تمہارے چار روپیہ مہینہ کے سپاہی کے ساتھ میری بیٹی بیاہی جاتی تو اس حالت سے اچھی رہتی ایسا تم نے کیا ستایا ہے

محمد قاسم - بس حضور رہنے دیجئے۔ کیون سرکار میری زندگی خراب کرتے ہین مجھے تو یقین نہین ہے حضور سے کسی نے غلط کہدیا ہوگا۔

مہاراج - اچھا سچ بتاؤ تم نے بھی یہہ سنا ہے یا نہین۔

محمد قاسم - ایسی بہت سی باتین لوگ آپس مین لڑائی کرانے کو بنا دیتے ہین اس زمانہ مین کچھ لوگون کو مزہ آتا ہے کہ دو آدمیون کو لڑا دین۔

مہاراج - نہین نہین یہہ بتاؤ کہ تم نے بھی سنا یا نہین۔

محمد قاسم - حضور مین نے سنا تھا مگر مین نے خود اپنی ساس سے پوچھا تو انھون نے انکار کیا مجھے اُن کی بات کا اعتبار ہے۔

مہاراج - واہ بہت خوب وہ کیا وہ کہہ دیتین کہ ہان ایسا کہا تھا۔ مین سمجھتا ہون آپ ایسے بیوقوف

نہین ہین مگر بات کو بڑہانا نہین چاہتے۔ اس لیے اپنے دل کو یہی یقین دلایا
کہ غلط کہا۔ بہرصورت جو کچھہ ہو وہ کہو۔
محمد قاسم بہت پریشان ہین ادہر دیکھتے ہین کہ راجہ کو ضد ہوگئی ہے اور برابر
اصرار چلا جاتا ہے ناخوشی کا اظہار ہوتا ہے اُدھر یہہ نیک نہاد آدمی اُن باتون
کو جن سے اُس کو رنج اور تکالیف پہونچے تھین یاد کرنا نہین چاہتا ہے۔ دل مین
کہتا ہے ایک تو اپنی بی بی کی بُرائی خود کرنے شرم کی بات ہے اور اشرافت
کے خلاف ہے دوسرے اُن باتون کو یاد کرنے اور بیان کرنے سے رنج تازہ
ہوگا اور محبت مین فرق آئے گا بی بی سے ملنے جُلنے کا لطف جاتا رہے گا
کیونکہ راجہ صاحب سے پیچھا چھوٹے۔ جب کچھہ سمجھ مین نہ آیا تو عرض کی کہ مہاراج
میری زبان سے تو نہین نکل سکتا لیکن مین اپنی کتاب یادداشت مین بعض بعض
ایسی باتین لکھتا ہون وہ کتاب موجود ہے حضور کے ملاحظہ مین گزرانون گا۔

مہاراج ـ ہان آپ نے لکھا ہے۔

محمد قاسم ـ جناب عالی کبھی لکھہ لیتا تھا۔

مہاراج ـ اچھا تو مجھکو دنیا مین خود پڑھہ لون گا اُس مین کوئی بات ایسی تو نہین لکھی
ہے جس کو مجھے دیکھانا نہین چاہیئے۔

محمد قاسم ـ حضور سے کیا پردہ ہے اور ایسی بات کون سی ہو سکتی ہے جو حضور سے چُھپائی
جائے لیکن بہت اور باتین ہین جو محض یادداشت کے واسطے

لکھ لی ہین۔

محمد قاسم رخصت ہوئے اور گھر پہنچے۔ مگر تمام رات بہت پریشان رہے کہ آج یہ کیا معاملہ تھا
کیون مہاراج نے اس قدر اصرار کیا کس نے اُن سے کہدیا خیر کچھہ خیال آگیا ہوگا۔
بہرصورت راجاؤن کے خیال کی بات ہے شاید اب یاد بھی نہ رہے جب تک خود نہ
مانگین مین اپنے خانگی حالات سے راجہ تو راجہ کسی کو بھی مطلع کرنا نہین چاہتا
بلکہ خود بھی دیکھنا نہین چاہتا اگر کبھی مانگین گے تو کہدونگا کہ وہ یادداشت گم ہوگئی
صبح ہرکارہ مہاراج کا جس کو رات ہی حکم دے دیا تھا کہ محمد قاسم کے پاس سے
کتاب لاوے دروازہ پر آموجود ہوا کہ جس کتاب کے بھیجنے کا مہاراج سے
آپ اقرار کرآئے ہین وہ حوالہ کیجیے۔ محمد قاسم بہت پریشان ہوئے سوچکر ہرکارہ
کو کہا کہ ایک کتاب نہین ہے ہر سال کی الگ الگ کتاب ہوتی ہے اور اُس
مین کہین کہین وہ مضمون ہے جسکو مہاراج دیکھنا چاہتے ہین مین سب کو جمع
کرکے اور وہ خاص مضامین منتخب کرکے مہاراج کے حضور مین گزرانون گا
یہہ کہکر ہرکارہ کو رخصت کیا۔ اب فکر مین مبتلا ہوئے کہ کیا کرنا چاہیے۔ اپنی سب
کتابین جمع کین اور انتخاب کا قصد کیا کہ ایسی معمولی باتین چھانٹ لیتا ہون
جو کم دلچسپ ہون مین ایسی بات کوئی نہین لکھون گا جس سے
میری بی بی بدنام ہو۔

(اس کے آگے کے اوراق دستیاب نہین ہوئے)